...ون ہی تماشا عجب حجاب
...انہ آنکھ جھپکی نہ جبین ہا یا نہ خواب آیا
...ب جان محزون اوسیکو گردش ہی دی
...ہی تیری کبریائی سما گئی تیری خوبی دکھانے
...نہی ہزار دیکھے کلیم دیکھو تو جب بہی غش
...ین تیرا آگے بیٹھے وہ فلک دیر حرم جیوے
...ی شوق گھر ہی تیرا کہ جسکو تونے نگاہ دل
نشاط الیسی ہی لگی رنگ ہی جہان کے
...و لیکہ بنایا یہ خاکدان ہمنی خاک پایا

برای دیکھی جھلای دیکھی ... سب بیان
خدا دکھائی نہ دشمنونکو جو دوستی ہین عذاب دیکھا
اگرچہ چرخ زن مثل دور گردون تمام جام شراب دیکھا
اگرچہ دیکھی بہت خدائی مگر نہ تیرا جواب دیکھا
ہم اوسکی آنکھونکی صدقے جسنے وہ جلوہ لعل بیحجاب دیکھا
اگر تیری کوچکی سا کہون بہشت نہین عذاب دیکھا
مکان ہے تا لامکان جو دیکھا تجھی کو خانہ خراب دیکھا
سنا نہ تھا کان سے جو ہمنے وہ آنکھ سے انقلاب دیکھا
جو تجھکو دیکھا تو کچھ نہ دیکھا تمام عالم خراب دیکھا

شراب غفلت سے واعظ غش تھے دکھا غفلت نے کیا تماشے
اگر تو سوتے سے جو چونک اوٹھے مگر کوئی تھی خواب دیکھا

ایمان ہوگیا
...ری جان ہوگیا
...ن تری صورت کو دیکھکر
...نہ کرتی ہی میر جان
...ہے بادہ نوش
...حبت کسی نصیب
...ہا ہو وحشت نرنگ نو

مین بت پرستیون ہی مسلمان ہوگ...
اک تیر اور مین تری قربان ہوگ...
آئینہ مین نہین ہون کہ حیران ہوگ...
خنجر تو اور دم کا نگہبان ہوگ...
مین توبہ کر کے اور پشیمان ہوگ...
زاہد بھی ہم مین بیٹھکے انسان ہوگ...
دل کتنی تنگیون ...

کچھ ہو گا مجکو نالۂ شبگیر سے حصول
کچھ مدعا دعا سے سحر سے نکل گیا

کاہیدگی نے پھینک دیا دور اسقدر
کھوؤن مین آپ اپنی نظر سے نکل گیا

نکلا جدھر سے وہ شوخ ہوا شور دیکھنا
دل کو جھپٹ کے کوئی ادھر سے نکل گیا

بل بے گداز عشق کہ پیکان دلنشین
اک اشک بنکے دیدۂ تر سے نکل گیا

جس دل پہ وہ نگاہ پڑی دل کی پار تھی
یہ نیچہ ہزار سپر سے نکل گیا

اللہ ری جوش گریہ کا ان جذب و ضبط پر
دریا ہمارے دیدۂ تر سے نکل گیا

۱۷
وہ داغ بیوفا تو مہو آج دھوم سے
کوئی غلام آپکے گھر سے نکل گیا
۹

سو حسرتین تو آئین گیا ایک دل گیا
ملنا تھا جو مجھے مری قسمت کا مل گیا

مین مر گیا جو وہ لب جان بخش مل گیا
یارب قلم مسیح مین کیا زہر مل گیا

اوسنے لیا جو آئنے مین بوسہ اپنا آپ
اللہ ری نازکی لب گلفام چھل گیا

اللہ ری جامہ زیبی تری جامۂ بیان
پہنا جو تو نے رنگ وہی رنگ کھل گیا

جنت اسی کا نام اگر ہی تو بس سلام
محفل مین تیری جو کوئی آیا بہل گیا

ہوتی ہی صبح کاش نہ مرتا شب وصال
افسوس ہی کہ یار بہت منفعل گیا

مین تفتہ جان ہون آگ تو سیماب ہے وہ شوخ
اے دل بڑا غضب ہی جو تو متصل گیا
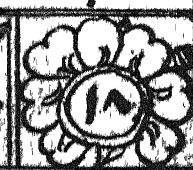
مینے تو اپنے واسطے کی تھی دعائے وصل
اولٹا اثر ہوا وہ رقیبوں سے مل گیا

۱۸
ہستی مین ہین جسم کی مزے عاشقونکو داغ
قالب مین جان آتی ہی پہلو سے دل گیا
۱۱

جو سر مین زلف کا سودا تھا سنبل ہو گیا
بلا ہون ہمت ہی کر آئی بلا کو ٹال دیا

یقین ہی ہو کرین کہا کہا کی کہ یہ سکہا جائے
کہ اوسکی راہ مین ہمنی بہی دل کو ڈال دیا

جہان مین آئی تھی کیا رنج ہی اوٹھانیکو
الہی تو نی ہمین کس بلا مین ڈال دیا

خدا کریم ہی یون تو مگر ہی اتنا شک
کہ میری عشق سی پہلی تجہی جمال دیا

تمہین کہو کہ کہان تھی یہ وضع ترکیب
ہماری عشق نی سانچی مین تمکو ڈہال دیا

بتون کی دین مین ہی لوٹنا ثواب ایسا
کہ جیسے راہ خدا مفلسون کو مال دیا

پیام وصل ہی کیون اب رقیب کے ہاتھون
نکال لینا تہا مجہسے آپنی نکال دیا

بتائین لفظ تمنا کے تمکو معنی کیا
تمہاری کان مین ایک حرف بہینے ڈال دیا

سر عدالت محشر جواب کیا دیگے
جو داد خواہ ہون تمپر کوئی سوال دیا

نہین عدو تو خیال عدو ہی خلوت مین
کسی بہانی سی اسکو نہ تمنے ٹال دیا

۱۹

ہمین خدا کی بہت رنج و غم دیا ای داغ
بتون کی دل مین نہ تہوڑا سا رحم ڈال دیا

۱۳
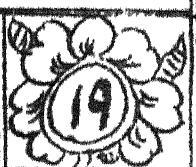
ستم ہے کرنا جفا ہے کرنا نگاہ الفت کبھی نکرنا
تمہین قسم ہے ہمارے سر کی ہمارے حق مین کمی نکرنا

ہماری میت پہ تم جو آنا تو چار آنسو گرا کے جانا
ذرا ہے پاس آبرو بھی کہین ہماری ہنسی نکرنا

کہان کا آنا کہان کا جانا وہ جانتے ہی نہین یہ رسمین
وہان ہے وعدے کی بہی یہ صورت کبھی تو کرنا کبھی نکرنا
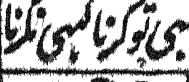
لیے تو چلتے ہین حضرت دل تمہین بہی اوس انجمن مین لیکن
ہمارے پہلو مین بیٹھکر تم ہمین سے پہلو تہی نکرنا

کوئی کیا استراحت جو کرے کیون جا ہی قاتل
بناتا ہی وہ ظالم تو وہ بستر ستم ہی ہی
تمہارا گھر تمہارا گھر نہین مہمان ہو گویا
فلک پردہ بنا اہل زمین کی پردہ پوشی کو
سر شک تلخ کی تلخی گوارا ہی تو ہمکو ہی
بنا کر اپنا دیوانہ الگ بچکر چلے جانا
کسی کی شرم آلودہ نگاہ ہو نہین شوخی ہی
غش آجاتا ہی اسکو آنکھ سے جب آنکھ ملتی ہی

دل بیتاب گہوارہ بنا ہی تیری پیکان کا
کہان وہ مرجائی لیکر قبر کو مردہ مسلمان کا
کہین ہے دخل دشمن کا کہین قبضہ ہی دربان کا
مگر اس دشمن جان نی کسیکا عیب پنہان کا
زمین پیتی نہین آنسو ہماری چشم گریان کا
تری دامن سی لینا ہی ہمین بدلا گریبان کا
ابھی دیکھا ادھی دیکھا ادھر ناکا ادھر جانکا
نگہبان وہ بدلتے ہین اپنی نگہبان کا

(٢٢)

تری آتش بیانی داغ روشن ہی زمانی پر
پگھل جاتا ہی مثل شمع دل ہر اک سخندانکا

(٢١)

بنا کسدن تن مجنون ہی رشتہ رگ جانکا
بتون کی دست قدرت مین نہ کیونکر دل ہو انسانکا
بنادی بخیہ گر پردہ قبا ہی جسم جانکا
فلک نے خوب خدمت لی ہمارے دیدہ تر سے
کیا ہی ایک دست آرزو نی وار دو جانب
وہ چشم آبلہ ہی دید کی قابل ہی اے وحشت
مریض جان بلب دیکھی ہین پر ایسی نہین دیکھی
دل آشفتہ کو زلف سے گیا کیا الجھنا ہی
سر محفل مجھی ہی جھکو نالہ پردہ گر ناتھا

جنون تیری ہی سر سہرا بنا تار گریبان کا
کرہ ہر ناخن نگینہ بن گیا مہر سلیمان کا
شگافی سی لگادی کوئی نشتر اک رگ جان کا
کرے سر آنسوؤں نی منہ دھو یا شب مہتاب ہجران کا
زلیخا کی جگر تک چاک ہی یوسف کے دامان کا
نظر مین جسکی پہلی چبھ گیا کانٹا بیابان کا
خدا حافظ نہین بچتا تری بیمار ہجران کا
سنا جاتا نہین قصہ پریشانی پریشان کا
پھرا دیپر پہ قیامت [illegible] منہ دیا کا

اثر دیکھو زبان بخیہ گر کے ہو گئی ٹکڑے
لیا تھا نام بھولی سے مری چاک گریبان کا

فرشتون کو بچانا یا الٰہی ایسی تیرون سے
کہ رخ ہے آسمان کی سمت اوس برگشتہ مژگان کا

نہ ناکام تمنا ہون جو اپنا قتل مین جان ہو
اثر ہو جائے آب تیغ مین بھی آب حیوان کا

بہت دیکھین ہین تیغ شرارہ چلنا دیکھکر ظالم
کف نازک مین کانٹا چبھہ گیا کوئی مژگان کا

رہی اونکی ہمارے دل ہی مین گفتگو جب تک
مزا آتا رہا کیا کیا شکایتہاے پنہان کا

نہ ہم مین لیگیا مجکو فرشتہ مین یہ سمجھا تھا
بلانے کو مری آیا ہے کوئی آدمی وان کا

نہین ہے ہر مکان کی زیب گو قید خانہ ہو
نصیبا کھل گیا تھا حضرت یوسف کے زندان کا

اگر کیسی الٰہی تیغ کہنچ کے کس مین فتنے
نظر آتا ہے خالی آج گوشہ تیرے دامان کا

ہوئے تھے جن پہ مشتاق ہے گستاخیان کیا کیا
سہیلی کو رخ نہ تھا سیر لطف اونکی نگہبان کا

لیے دیتا ہون جو گذری ہے مرے اوپر داور محشر
نہ آئی تذکرہ مجھسے کسی کے عشق پنہان کا

کھلا ہے جوہر آئینہ کیا کیا صورت غنچہ
لیا ہے جب کہ بوسہ تونے اپنے روئے خندان کا

۲۳

ہماری داغ عصیان اے داغ کیا کیا رنگ لائینگے
گمان گذریگا دوزخ پر بھی جنت کے گلستان کا

۱۷

جو ہو سکتا ہے اس سے وہ کسی سے ہو نہین سکتا
مگر دیکھو تو پھر کچھ آدمی سے ہو نہین سکتا

محبت مین کرے کیا کچھ کسی سے ہو نہین سکتا
مرا مرنا بھی تو میری خوشی سے ہو نہین سکتا

الگ کرنا رقیبون کا الٰہی تجکو آسان ہے
مجھی مشکل کہ میری بیکسی سے ہو نہین سکتا

کیا ہے وعدہ فردا اونھون نے دیکھیے کیا ہو
یہان صبر و تحمل آج ہی سے ہو نہین سکتا

یہ مشتاق شہادت کسجگہ جائین کسے ڈھونڈھین
کہ تیرا کام قاتل جب تجھی سے ہو نہین سکتا

لگا کر تیغ قصہ پاک کیجیے دادخواہون کا
کسی کا فیصلہ گر منصفی سے ہو نہین سکتا

مراد دشمن بظاہر چار دن کو دوست ہی تھا
کسی کا ہو رہی یہ کہہ ہی سی ہو نہیں سکتا

دم پرسش کبھو گویا وہاں جب بات بن آتی
ادا اک حرف وعدہ نازکی سی ہو نہیں سکتا

نہ کبھی گو کہ حال دل مگر رنگ آشنا ہیں ہم
یہ ظاہر آپکی کیا آشنا سی ہو نہیں سکتا

کیا جو ہمنے ظالم کیا کریگا غیر منہ کیا ہی
کرے جو صبر ایسا آدمی سی ہو نہیں سکتا

چمن میں نالہ بلبل نے کیا جب اپنی نالی پر
چٹک کر غنچہ بولا کیا کسی سے ہو نہیں سکتا

نہیں گر تجھپہ قابو دل ہی پر کچھ زور ہو اپنا
کروں کیا یہ بھی اپنا تھامنا مجھسے ہو نہیں سکتا

نہ رونا ہی طریقی کا نہ ہنسنا ہی سلیقے کا
پریشانی میں کوئی کام مجھسے ہو نہیں سکتا

ہوا ہوں اسقدر محجوب عرض مدعا کرکے
گلہ تو عذر بھی شرمندگی سے ہو نہیں سکتا

غضب میں جان ہے کیا کیجیے لہر رنج فرقت کا
بدی ہی کہ نہیں سکتی خوشی سے ہو نہیں سکتا

مزاج اضطراب شوق سے جو عاشق کو حاصل ہے
وہ تسلیم و رضا و بندگی سے ہو نہیں سکتا

۲۴

خدا جب دوست ہے ای مراغ کیا دشمن سے اندیشہ
ہمارا کچھ کسیکی دشمنی سے ہو نہیں سکتا

۲۳

کب سے شب فراق ہوں مشتاق دید کا
خورشید ہو گیا ہی مجھی چاند عید کا

ساقی عرق پلا مجھی انگلی کشید کا
سمجھا مہ صیام کو میں چاند عید کا

خالی ہی شیشہ تو مجھی دی ڈال محتسب
ملجائی کوئی جو ٹر دل نا امید کا

واعظ کی بات کی تو ہزاروں جواب ہیں
پر کیا کریں کہ منہ ہی کلام مجید کا

کیا قتل حشر میں ہو نہیں لاغر کہ کیسی
لیلی کے نام روتی ہی اک اک شہید کا

رفتار اسکی [illegible] بڑی چال رہ گئی
پھر ایسا دن ملیگا نہ گفت و شنید کا

ہم [illegible] ہی [illegible]
رہنی دو محتسب کو مصافہ کلید کا

کچھہ تو ہی آرام اوس کو جسمین ہم جانتے ہیں
ورنہ کیا رہنے کو اپنی اپنا کاشانہ تھا

یہ کشش تھی حسن جانانکی کہ اوسکی بزم مین
شمع کی نزدیک شب کو کوئی پروانہ تھا

اوسپہ تو کرتا عمل تو دیکھتا کیفیتین
تیرا ہی زاہد ا تسبیح کا دانہ تھا

تم سے کیا شکوہ کہ دل ہی دشمن جان ہوگیا
یہ تو اپنا دوست ہی تھا کوئی بیگانہ تھا

کیون نکرتی ہجر مین ہم دلسی باتین صبح تک
کان رکھکر کوئی سنتا یہ وہ افسانہ تھا

تم اگر ہوتی تو لاتی شکوہ ای ناصح ادہر نہین
ہمنشین تیسا کوئی ہشیار و فرزانہ تھا

۲۶

تم تو اوسکو بیچ مین سو سو طرح لاتی مگر
مفت دیتا دل تمہین داغ ایسا دیوانہ تھا

۹

زندہ لیلی کا نام کرتا تھا
اسطرف بھی خرام کرتا تھا

واہ غفلت کہ اب کیا ہمنی
جو تمہین پہلے کام کرنا تھا

نہ میسر ہوئی کہین خلوت
کچھہ ہمین ہی کلام کرنا تھا

جاچکی دل کی اب پریشانی
پیشتر انتظام کرنا تھا

کیون کسی کی نگاہ نی تیری
کام میرا تمام کرنا تھا

تھی نہ تاب ستم تو حضرت دل
عاشقی کو سلام کرنا تھا

دشمنون کو امان دینی تھی
گر تمہین قتل عام کرنا تھا

کیون کیا غیر پر ستم تونی
یہ ہمین پر تمام کرنا تھا

۲۷

داغ مہمان سرای دنیا مین
ادر چندی قیام کرنا تھا

۹

الٰہی اضطراب رو ہی جنبکر ٹھہر رہنا
کسی صورت بھی تم رہنا مری پہلو مین ملکر رہنا

اوٹھانا ستم عادت ہے ہر سا الفت نہیں جاتے

برائی اور بھلائی جبکہ تیری ہاتھ پہونچی

گذاری میں نے ساری رات یہ کہکے وہ آتے

لگاؤ تو ذرا اے حضرت ناصح کہیں لاؤ

ہماری سخت جانی بس ٹھہری کہیں ہی ٹھہرا

سبب وہ جا نکر تجھ کو کہینگے غیر سی وہ لگی

گیا تھا کہکے اب آتا ہوں تنہا صد تو تو ہوش آتے

۲۸

کبھی تو اس بہلاوے میں تم اے بیداد گر رہنا

تو چھوڑا ہمنے انکی آج سی تقدیر پر رہنا

ذرا اے چشم تر تھمنا ذرا اے دل جگر رہنا

مراد ہے محبت سے نہ ڈرنا بخطر رہنا

قسم ہے تمکو گردن پر چھری تم پھیر کر رہنا

خبردار اے دل اوسکی بزم میں تو بیخبر رہنا

دل بیتاب ہاں جاکر کہیں تم بھی مر رہنا

ڈرو اللہ سے اے داغ دیکھو ہوش میں آؤ

بتوں کی یاد میں غافل خدا سے اسقدر رہنا

۹

تری خرام سے برپا ہے شور محشر کیسا

تری تو برش تیغ نظر کا کیا کہنا

سنبھل سنبھل کے بگڑتا ہے کچھ دل بیتاب

شفق کھلی ہے زمیں سے یا اشک خون نے مرے

یقین تھا کہ اسی مرگ جین آئیگا

نکل سکے نہ مری منہ سے آہ بھی پوری

ہم اپنی دل کی حقیقت تمہیں سے پوچھتے ہیں

وہ یا شکستہ ہوں گم کردہ راہ وخانہ خراب

۲۹

اوٹھا یہ فتنہ قیامت سے پیشتر کیسا

ہمیں تو دیکھ کر رکھتے ہیں ہم جگر کیسا

الہی آج یہ صدمہ ہے جان پر کیسا

یہ رنگ تو نے دکھایا ہے چشم تر کیسا

قرار اس دل بیتاب کو مگر کیسا

اثر کی کسکو توقع ہے یاں اثر کیسا

اب اسکا حال ہی کیا تھا یہ پیشتر کیسا

کہ دشت سے بھی نہیں مجکو نصیب گھر کیسا
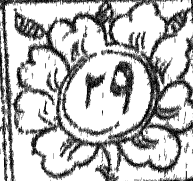
کمال عشق ہے اے داغ محو ہو جانا

مجھے خبر ہے نہیں نفع کیا ضرر کیسا

۹

۳۳

دیکھ اسے داغ اہل دنیا کو
ہوس عز و جاہ نے مارا

ارمان سمجھا ... سمجھا
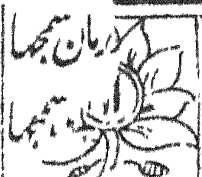
اے اہل بزم چشم مروت کو کیا ہوا
کیوں دیکھتے نہیں مری صورت کو کیا ہوا

تلوار بھی نکال اٹھاؤ نہ ہاتھ میں
خلقت کہے گی ناز و نزاکت کو کیا ہوا

یاں فرط غم سے پی ہی وہاں وہ تمکنت
پوچھا نہ جھوٹ منہ سے طبیعت کو کیا ہوا

بسمل نہ رکھ ہلاک ہی کر ہمکو اے فلک
راحت اگر نصیب نہ تھی جراحت کو کیا ہوا

ہے جستجو بلند نگاہ اے دل سراغ دوست
تو کچھ تو قصد کر تری ہمت کو کیا ہوا

یہ واعظ خدا کیسے تماشے دکھائینگے
ہم دیکھتے رہیں گے روز قیامت کو کیا ہوا

منظور ذکر غیر سے تھا امتحان دل
دیکھیں تو آپ اپنی طبیعت کو کیا ہوا

جاتا ہے کوے یار میں دل خلاف عقل
آتے ہوئے بلا و مصیبت کو کیا ہوا

موہوم کر دیے جو دہان و میان دوست
کیا جانے وہم صانع قدرت کو کیا ہوا

افسوس داغ کہیں نہ ملی کوئی آرزو
کیا جانے اب وہ دلکی کدورت کو کیا ہوا

۳۴ ۹

ٹھنڈا پڑا ہے داغ دل داغدار عشق
اس آفتاب حشر کی حدت کو کیا ہوا

جو عاشقی میں حال کہ تھا ایسا ہوا
کہتا تھا آج خاک میں کوئی ملا ہوا

گر سنگدل ہے میں عہد سنائی تو کیا ہوا
ایسا ہی شیخ تیرا دوگانہ قضا میں تھا

اے عشق رخصت اے ہوس آرزو سلام
اپنا مقام آج سے دار البقا ہوا

کہتے ہیں اسکی ہے تو قیامت اٹھائیگی
انصاف اپنا پانو آج بپا ہوا

پیتا ہے آسمان کو بلا کی طرح سے آج
یہ نالہ رسا ہے تری زلف سا ہوا

سرخی لب نے کیا ہی خون اس نخچیر کا — تیز ہی پیکان ہی ہی سوفار اسکی تیر کا

عقدہ کھلتا ہی نہیں اس عاشق دلگیر کا — کھلنی دل کی گرہ جو پیچ تھا تقدیر کا

حسرتین معشوق کی غم آسمان پیر کا — لیگیا دنیا سی مین جو تھا مری تقدیر کا

اونکی خاموشی مین تعجب عالم ہی اک تصویر کا — اور جب کی بات کہنا بند ہگیا تقریر کا

تفرقہ پرداز تھی کیا آنکہ اوس صیاد کی — مجھہ مین و ردلمین ہی پلہ ہو سو تیر کا

دیکھہ تو قاتل کہ جوش گریہ بسمل نے کیا — ایک گردا الالہو یانی تری شمشیر کا

آنکھہ کی پلتی ہی باہم ہوگئین حیرانیان — آئنی کی شکل یان عالم وہان تصویر کا

ہی تو یون زندان پہ پہانکی تواضع ختم ہی — حلقہ حلقہ پانون پڑتا ہی مری زنجیر کا

ہائی وہ دن ہو کہ تو دل اتمام کر حسب کہی — آہ ظالم تیر انا رہی ہی کس تاثیر کا

گر شمار خار صحرا کر وظیفہ نام قیس — سبحہ کا دانہ ہی ہر دانہ مری زنجیر کا

۳۷

عشق اوس رعنا جوانکا داغ کرتا ہی تم
نام ہی بدنام ناحق آسمان پیر کا

۲۹

کیا تری وعدی پہ اعتبار کیا — تمام رات قیامت کا انتظار کیا

نا اوس بت نے اعتبار کیا — مری وفا نے مجھی خوب شرمسار کیا

ہسا کی شب وصل اشکبار کیا — تسلیان مجھی دی دیکے بیقرار کیا

نے جلوہ ہمارے سر مزار کیا — کہ دل ہی شور اوٹھا ہائے بیقرار کیا

تیغ کو قاتل نے آبدار کیا — اگر یہ سچ ہی تو بی شبہ ہمپہ وار کیا

ہ پہ وہ مجھسے ہی شمار کیا — شب وصال بھی بیٹھے تو انتظار کیا

عدہ دیدار مجھسے کرتا تھا — لپکا کیا کہ جہان کو امیدوار کیا

یہ دل لگو تاب کہاں ہے کہ ہو مآل اندیش
کہاں کا صبر کہ دم پر ہے بن گئی ظالم
تڑپ پھر اے دل ناداں کہ غیر کہتے ہیں
اخیر کچھ نہ بنی صبر اختیار کیا
ملی جو یار کی شوخی سے اسکی بے چینی
تمام رات دل مضطرب کو پیار کیا
بھلا بھلا کے جتایا ہے اونکو راز نہاں
چھپا چھپا کے محبت کو آشکار کیا
نہ اوسکے دل سے مٹایا کہ صاف ہو جاتا
صبا نے خاک پریشاں مرا غبار کیا
ہم ایسے محو نظارہ نہ تھے جو ہوش آتا
مگر تمہارے تغافل نے ہوشیار کیا
ہمارے سینے میں کچھ رہ گئی تھی آتش ہجر
شب وصال بھی وسکو نہ ہمکنار کیا
رقیب و شیوۂ الفت خدا کی قدرت ہے
وہ اور عشق بھلا تم نے اعتبار کیا
زباں خار سے نکلی صدائے بسم اللہ
جنوں کو جب سر شوریدہ پر سوار کیا
تری نگہ کی تصور میں ہم نے اے قاتل
لگا لگا کے گلے سے چھری کو پیار کیا
غضب تھی کثرت محفل کہ میں نے دھوکے میں
ہزار بار رقیبوں کو ہمکنار کیا
ہوا ہے کوئی مگر اسکا چاہنے والا
کہ آسمان نے ترا شیوہ اختیار کیا
نہ پوچھ دل کی حقیقت مگر یہ کہتے ہیں
وہ بیقرار رہے جس نے بیقرار کیا
جب اونکو طرز ستم آگئی تو ہوش آیا
برا ہو دل کا برے وقت ہوشیار کیا
فسانۂ شب غم اونکو اک کہانی تھی
کچھ اعتبار کیا کچھ نہ اعتبار کیا
اسیری دل آشفتہ رنگ لاکے رہی
تمام طرۂ طرار تار تار کیا
کچھ آگئی داور محشر سے ہے امید مجھے
کچھ آپ نے مرے کہنے کا اعتبار کیا
نہ عشق بتاں میں یہ بدگمانی تھی
کہ ڈرتے ڈرتے خدا سے بھی آشکار کیا

فلک سے طور قیامت کے بن نہ پڑتی تھی
وہ بات کر جو کبھی آسمان سے نہ ہوسکی

اخیر اب تجھی آشوب روزگار کیا
ستم کیا تو بڑا تو نے افتخار کیا

۳۸

ہنیگا حشر قیامت ہی ایک خال سیاہ
جو چہرہ داغ سیہ رو نے آشکار کیا

۱۳

باقی جہان مین قیس نہ فرہاد رہگیا
افسانہ عاشقون کا فقط یاد رہگیا

یہ سخت جان تو قتل سے ناشاد رہگیا
خنجر چلا تو بازو جلاد رہگیا

پابندیون نے عشق کی بیکس رکھا مجھے
مین سو اسیریون مین بھی آزاد رہگیا

چشم صنم نے یون تو بگاڑے ہزار گھر
اک کعبہ چند روز کو آباد رہگیا

محشر مین جا کے شکوہ کیا شکر یار کا
جو بھولنا تھا مجھکو وہے یاد رہگیا

اونکی تو بن پڑی کہ لگی جان مفت ہاتھ
تیری گرہ مین کیا دل ناشاد رہگیا

پرنور ہو رہیگا یہ ظلمتکدہ اگر
دل مین بتون کا شوق خداداد رہگیا

یون آنکھ اونکی کرکے اشارہ پلٹ گئی
گویا لبسے ہوکے کچھ ارشاد رہگیا

ناصح کا جی چلا تھا ہماری طرح مگر
الفت کی دیکھ دیکھ کے افتاد رہگیا

ہین تیرے دل مین سبکی ٹھکانے برے بھلے
مین خانماں خراب ہی برباد رہگیا

وہ دن گئے کہ تھی مرے سینے مین کچھ خراش
اب دل کہان ہے دلکا نشان یاد رہگیا

صورت کو تیری دیکھکے کھنچتی ہے جان خلق
دل اپنا تھام تھام کے بہزاد رہگیا

۳۹

اے داغ دل ہی دل مین گھلے ضبط عشق سے
افسوس شوق نالہ و فریاد رہگیا

۹

جھپٹے شہباز نظر پر گرا
ٹوٹ سکے پھر خستہ جگر پر

نالہ و فریاد و فغاں اسقدر
آہ یہ لشکر نہ اثر پر گرا

چرخ سے جب کی ہوس سروری
سنگ مصیبت مری سر پر گرا

سایہ مری بخت سیہ کا ضرور
اے شب غم تیری سحر پر گرا

زلف رسا کو دم تزئین سنبھال
بوجھ نہ یہ موے کمر پر گرا

شوق نے آوارہ کیا تھا مجھے
خیر ہوئی ہیں تری در پر گرا

خوب اوٹھا جو تری رہ میں اوٹھا
خوب گرا جو ترے در پر گرا

صاعقہ اوسکی نگہ شوخ کا
دل کو بچایا تو جگر پر گرا

۴۰ ۔ ۱۳۸

بزم سے گلدستے سب اوٹھوا دیے
داغ کا نزلہ گل تر پر گرا

جھوک سی سا کے بھی ہیں ناتواں لاغر گرا
جس جگہ سایہ گرا میرا مجھے لیکر گرا

دل سنبھالا پر نہ سنبھلا پاؤں لوٹھا سر گرا
اونکی گلی آج ہیں اکثر اوٹھا اکثر گرا

اس نزاکت پہ ہے قتل کا دعوی ہے خوش
دیکھیے کیسے خبر وہ ہاتھ سے خنجر گرا

تھا برا موقع مگر اچھا رہا پاس ادب
آج کنگر بام پر قاتل کی میرا سر گرا

وای ناکامی کہ جسمین کھینچ باندھا خط شوق
وہ بھی مرغ نامہ بر کا ٹوٹ کر شہپر گرا

انتظار یار میں پتھرائیں آنکھیں اسقدر
اشک بھی بنکر ہماری آنکھ سے پتھر گرا

شوخیاں اوس برق وش کی بزم میں کہتی کوئی
صاعقہ بھی کا طور ہے اسپر گرا اوسپر گرا

چوٹ کہائی الٹی گر کرا اس صنم کی عشق میں
یا الٰہی خیر ہو یہ شیشہ پتھر پر گرا

دل سا دانا خضر کو جو عشق میں ستا بے
دیدہ و دانستہ تیری چاہ میں کیونکر گرا

نکلی بسم اللہ ہی گل فرش منہ بھی پیشکر
آج اس انداز سے یہ عاشق مضطر گرا

کیا غضب توڑا نگاہ خانمان بربادنی — خانۂ دل کیا گرا گویا خدا کا گھر گرا

کم نصیبی اسکو کہتی ہین کہ میری وار پر — دست ساقی سی ادہر شیشہ ادہر ساغر گرا

۲۱

پہلی کیون ای دل غم اٹہی پی گئی غمازی

سر پٹکر اب جو ہی فریاد میرا سر گرا

۱۵

ملی اس سوختہ قسمت کی کیا جلوہ شراریکا — اگر خورشید قیامت عکس ہے میری ستاریکا

یقین پیدا نکر تو اوسکی مژگان کی اشاریکا — بہروسا کیا ارے نادان تنکی کی سہاریکا

بنا یا کوئی بحر عشق مین رستہ گذاریکا — نہ پہونچا اوس کنارے تک شناور اس کناریکا

ارے ہیہات کیا کہنا ہے تیرے اس اشاریکا — ٹھکانا ہی ٹھکانی کا سہارا ہی سہاریکا

تجہی کیون دون اوسی تیغ نظر کو دون تحفت دل — گرا ہی مژگان نکراہی ٹوٹی تلواریکا

کبہی ای خضر تمنے خوب نقد عمر کی گہری — خیال آیا نہ ہجرت مگر آخر خساریکا

الہی دیکہی کافر نگاہین کیا دکہاتی ہین — برا لیکا پڑا ہی اوسکی آنکہونکو اشاریکا

جگر ٹوٹی ہی جاتا ہی تو دل تڑپی ہی جاتا ہی — یہ سینہ ہی الہی یا کوئی معدن ہی پاریکا

تری شمشیر رحمن نی ہزارون سر اوتار ہین — یہی تو گہاٹ ہی بحر محبت کی اوتاریکا

گرون مین ڈالو زنجیر کو تسبیح ای وحشت — نہین زندان مین ممکن ہو دینا استخاریکا

مری اشکون مین ہے یا تیری دندان مصفا ہین — گہری کی آب ہیری کی تجلی نور تاریکا

ہمیشہ فیض ہی دریا دلونسی خاکسارونکو — کہ موج بحر ترکرتی ہی کیا کیا لب کناریکا

محبت عاشق بیتاب کو اکسیر کرتی ہی — مجہی مارا دل بیتاب نی کشتہ ہون پاریکا

کرے کیا سلک گوہر روشنی اوسکی دندانکے — کہ ہی دندان روشن مین ہی عالم قطب تاریکا

گذر جائیگی سر صورت کرون کیون داغ اندیشہ

۴۳ مری بلا کو ہر دم فکر ہی میرے گذار کیا ۱۷

ڈوب کر سینے مین اس تنگ سے پیکان نکلا
دشت وحشت کو ہر اک بے سر و سامان نکلا
کب ہان مجھ سے یون جان کا ارمان نکلا
کیا مری ہاتھ سے کھنچکر ترا دامان نکلا
دل سوزان نے مین آگ بجھو دی شب ہجر
مین نہ تڑپا جو دم ذبح تو وہ کہتے ہین
لحد تنگ مین کس کس کی سمائی ہوگی
قول پورا تہا پر اوس عہد شکن سے منے بھی
سہم بی دیکھین تو کہانتک ہے تری ہمرا
شرمگین چشم مین اوس برق نظر کا جلوہ
آدمی سے نہ رہ آدم ہی کہان راہ بنا
ناتوانونکی گلوگیر قضا ہو سب جوش
تجھ سے دل کا مزا آنچکو چکھا تا کافر
رونیوالونکو بہی اب مجھے ہنسی آتی ہے
خضر کیونکر نہ رہ عشق مین کترا کے چلین
پاس خدام قیامت کی نہین جز نقصان

دل سے بیساختہ نکلا کہ وہ ارمان نکلا
تن عریان کا مری سایہ بہی عریان نکلا
داور حشر بہی اچہون ہی کا خواہان نکلا
تو بہی آغوش سے یونتو نہ مری جان نکلا
صبح خورشید کی بدلی سے تابان نکلا
دم تو نکلا مری کشتی کا پر آسان نکلا
خاک نکلا جو پس مرگ کچھ ارمان نکلا
ٹکڑے ہی ہوکر سخن وعدہ و پیمان نکلا
قدم اپنا بہی اب ای گردش دوران نکلا
ایک شعلہ ساتہ دامن مژگان نکلا
واہ تقدیر مری خضر بہی انسان نکلا
ہمنے جب تار نکالا تو گریبان نکلا
پر کرون کیا کہ خدا تیرا نگہبان نکلا
دیدہ تر سے مری اشک بہی خندان نکلا
طائر سدرہ بہی اس سے ہی پرافشان نکلا
دینگے کیا کر کوئی بیداد کا خواہان نکلا

۴۳ ۱۵

داغ دل چیر کی اوس بت کو دکھاتا ہی نہ تھا
آرزو نکلی تو نکلی مگر ایمان نکلا

جو اف کی دل جلوں نے تیری تو یہ خاکدان ہوئیگا
زمین کیا یہ آسمان ہوئیگا مکان کیا لامکان ہوئیگا

غضب ہے مثل ہوسیقار اک اک استخوان ہوئیگا
ہوئی خود خاک تو کیا خاک اسی زعفران ہوئیگا

تری الفت کی چنگاری نے ظالم اک جہان ہوئیگا
ادھر چمکی ادھر سلگی یہان ہوئیگا وہان ہوئیگا

مجھے کیونکر یقین ہو آگ ظالم کو جلائیگی
کسی مین آتش رنگ شفق نے آسمان ہوئیگا

سمجھی کب عندلیب سوختہ دلکی لگی تجھسی
چراغ گل کو کیا ہوئیگا جو ای باد خزان ہوئیگا

پڑی دوزخ مین بھی گر عاشق تفسیدہ دل ا
جہنم بھی کہی تو نے مجھے ای تفتہ جان ہوئیگا

مری حالت پہ یون پرہای کس کو رحم آیا
اجل نے بھی تو کچھ پڑھ پڑھ کی بہر حفظ جان ہوئیگا

کہان صیاد کیسا باغبان کس پر گری بجلی
چمن مین آتش گل نے ہمارا آشیان ہوئیگا

تری دزد حنائی مایۂ صبر و خرد لوٹی
تری برق نگہ نے خرمن تاب و توان ہوئیگا

مزاجِ عاشقِ پرسوز کو جو آگ کرنا تھا
تو اس مٹی کی پتلی مین رم آتش فشان ہوئیگا

ہماری دلکی ہوتی طور سینا کو جلانا تھا
تری برق تجلی نے کسی ہوئیگا کہان ہوئیگا

پڑھا جو میری وقت ذبح تو نے منہ ہی منہ مین کچھ
پڑھی تکبیر یا کچھ پڑھ کی افسون گلستان ہوئیگا

رہا تھا کونسا ارمان جیتے جی جلانے کا
کہ تو نے لاش کو میری جو اب بدگمان ہوئیگا

بنی ہر گل کی چنگاری جلی بلبل کباب آسا
ہماری داغ سودا کی تبسم نے گلستان ہوئیگا

کہون منہ سی تو گو ہین نہان پردہ مین سر مشعر
اشارہ کرتی ہین دلکی طرف آنکھین بیان ہوئیگا

جلاتی ہین جو دلکو ای جرس فقرہ میری نالی ہیز
فغان گرم نے تیری رخت کاروان ہوئیگا

٢٢

ستاتا تھا نہین ای داغ تیرا سوز دل تجھسے
تری آتش زبانی نے تو ای آتش زبان ہوئیگا

١١

کہو زمانہ نظر نہین آتا
کچھ سکھاتا نظر نہین آتا

جان جاتی دکھائی دیتی ہی | اونکا آنا نظر نہین آتا
عشق در پردہ پھونکتا ہی آگ | یہ جلانا نظر نہین آتا
اک زمانہ مری نظر مین رہا | اک زمانا نظر نہین آتا
دل نی اوس بزم مین بٹھا تو دیا | اوٹھکی جانا نظر نہین آتا
رہیی مشتاق جلوہ دیدار | ہم نی مانا نظر نہین آتا
لیچلو مجکو رہروان عدم | یان ٹھکانا نظر نہین آتا
دل پہ بیٹھا کہان سی تیر نگاہ | یہ نشانا نظر نہین آتا
تم ملاو کی خاک مین ہمکو | دل ملانا نظر نہین آتا
آپ ہی دیکھتے ہین ہمکو تو | دل کا آنا نظر نہین آتا

دل پر آرزو لٹا ای داغ
وہ خزانہ نظر نہین آتا

۴۵ ۱۱

جلوہ اوسکا نظر نہین آتا | نہین آتا نظر نہین آتا
آنکھہ کھلتی ہی خواب غفلت سے | ہای کیا کیا نظر نہین آتا
غیر کی ساتھہ دلمین ہی دیکھا | کبھی تنہا نظر نہین آتا
سمتو کہنی کو حال دل کہدین | سننی والا نظر نہین آتا
ڈھونڈھتی ہین جسی مری آنکھین | وہ تماشا نظر نہین آتا
تونی جسدن سی کی مسیحائی | کوئی اچھا نظر نہین آتا
ٹوٹی دل تیری عہد مین ظالم | کی تمنا نظر نہین آتا
کاش ارمان ہی رہی دلمین | وہ بھی پورا نظر نہین آتا

رفیق کہتے ہیں اسکو کہ قید خانہ میں
چھٹا نہ مجھ سے جنون کے ساتھ بند ہوا

الٰہی اوس بت مغرور سے یہ سنوا دے
نیاز مند ہوا میں نیاز مند ہوا

تم اور مجمع اغیار و ذکر ناز و نیاز
بجز نہیں کوئی بیٹھا ہی درد مند ہوا

وفا نہیں سہی شیوہ جفا ہی سہی
پسند آگئی جو آپ کو پسند ہوا

ہوا جو درد کو آرام میں ہوا بیتاب
ملی جو عشق میں راحت مجھے گزند ہوا

مری زبان نہ تھکی رات کٹ گئی ساری
کھلا جو شکوؤنکا دفتر تو پھر نہ بند ہوا

نشان ہی یہ مری صیاد خشم آگین کا
در قفس نہ اسیرونکا جسکے بند ہوا

لگی وہ آتش الفت کہ تاب ہی نہ رہی
جگر شرارہ ہوا اور دل سپند ہوا

نشان مٹا تو مٹا لیکن پستی قسمت
کہ نام ہی نہ ہمارا کبھی بلند ہوا

٤٧ — علاج نشۂ الفت کا واعظ ہو نہ سکا
گھڑی گھڑی میں وہ بالا ہوا دو چند ہوا — ٩

سینے میں اب کہاں وہ جوش وہ بھی ہے اک ابال سا
بیٹھ گیا کچھ اوٹھتی ہی چھوڑ گیا خیال سا

عرض مرام پر یہ دیکھنا اوسکی ادا ہی دلفریب
دل میں کچھ اعتبار سا آنکھ میں کچھ ملال سا

تارے ہی گن کے کاٹی رات فراق کی مگر
نکلا ستارہ بھی کہیں کچھ ہی تو خال خال سا

اوسکی لچک پہ دم فدا اوسکی ادا پہ جان نثار
ہائی وہ شاخ سی کمر ہائی وہ قد نہال سا

فتنۂ حشر کب اوٹھا اوسکی خرام ناز سے
وہ بھی پڑا ہی میری طرح راہ میں پائمال سا

باندھ دیا تھا میں نے خود زلف میں اوسکی اپنا دل
رکھ لیں کسی طرح اوسکو ہی ٹال دیا وبال سا

جان لیا ہی ماہ عید اوسکو صبا مرے ہیں
ابرو یار بھی اگر دیکھ لیا ہلال سا

ہی دل گم شدہ گیسوئے تابدار میں
ورنہ بتاؤ جبکیا یہ جو پڑا ہی جال سا
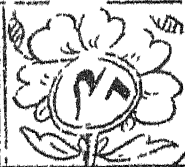
۴۸ پوچھتی کیا ہو کون تھا ہو نہو وہی داغ ہو
در پہ تمھارے تھا مگر کوئی شکستہ حال سا ۱۳

نہ کبھی جیب خجالت سے یہاں سر نکلا
قیس دیوانہ تھا جامے سے جو باہر نکلا

داد خواہونکا بھی ارمان مقرر نکلا
گر طرفدار ترا داور محشر نکلا

شانہ جب زلف معنبر سے الجھکر نکلا
ہم یہ سمجھے کہ ہمارا دل مضطر نکلا

زلف برہم عرق آلودہ جبین دامن چاک
کسکی آغوش سے تو جان چھڑا کر نکلا

جذب دل کا ہو برا کھینچ بلایا اوسکو
جو نہ در تک کبھی آیا تھا وہ باہر نکلا

وادی عشق کی سیر مین کوئی ہمسر پوچھے
خضر کیا جانے کبھی گھر سے نہ باہر نکلا

عشق نے خوب کیا ظاہر و باطن یکسان
داغ جو سینے پہ دیکھا وہی دل پر نکلا

زلف ہے دام بلا گیسوئے پیچان زنجیر
یہی پھندے ہین تو کبھی کوئی کیونکر نکلا

کند ہوتی ہے جو چل چل کے مری گردن پر
یہ نیا آپ کی تلوار کا جوہر نکلا

خاک سینے مین محبت نے اڑائی کیا کیا
اشک بھی آنکھ سے نکلا تو مکدر نکلا

ہم سے بھی نام و نشان آپکی الفت مین مٹے
آپ کا نام نکلنا تھا ستمگر نکلا

نام اوسکا تو مرے دل مین نہان تھا ناصح
ہاے کمبخت ترے منہ سے یہ کیونکر نکلا

۴۹ آفرین داغ تجھے خوب نباہی تونے
مرحبا کوچۂ دلدار سے مر کر نکلا ۲۳

کن بیکسونکا پردہ یہ چرخ کہن ہوا
جیتونکا پیرہن نہ مردونکا کفن ہوا

دلگیر ہو کے غنچہ سبب رنج چمن ہوا
دل تنگ بھی ہوا تو نہ اوسکا دہن ہوا

دلکو سنبھالیے کہ نیا ناوک فگن ہوا
نالہ مرا رقیب کے منہ کا سخن ہوا

جوش جنون نی ساتہہ دیا جوش حسن کا
تنگ ہی اوہر نقاب ادہر پیرہن ہوا

زخم کہن نی آج رولایا بہت لہو
اوتری ہوئی بہار سے تازہ چمن ہوا

انکار وصل منہ سے نہ نکلا کسیطرح
اپنی دہن سی تنگ وہ غنچہ دہن ہوا

ای عشق ہمن نی کہین فرہاد یہ صدا
تیشہ پکار تلنے کہ مین کوہکن ہوا

تن تن کی دیکھتے ہین مجہی غیر بار بار
مین انجمن مین آئینہ انجمن ہوا

آئینہ دیکہہ دیکہکے دو مجکو گالیان
تمکو بہی تو یقین ہو کہ پیدا دہن ہوا

کوسون تک اولٹی پاؤن چلا آہ مین غریب
جبتک مری نظر سی نہ پنہان وطن ہوا

ای عندلیب تجہسے تو یہ بہی نہو سکا
دل داغ کہا کی کچہ نہوا تو چمن ہوا

آتی ہی بخیہ گرکو یہ قطع و برید کب
دست جنون ہی ٹہیک مرا پیرہن ہوا

جب وہ کلام کرتی ہین تیشہ دیکہتی ہی خلق
اوٹہتی ہین انگلیان کہ وہ پیدا دہن ہوا

جس لب کو حرف وعدہ نزاکت سی بار تہا
سنتا ہون آج مین کہ وہ پیمان شکن ہوا

ہاتہونسی جو بچی تری باتون سی مر گز
چٹکی مین تہا جو تیر وہ لب پہ سخن ہوا

وہ اور ہین جو پیتے ہین موسم کو دیکہکر
آتی رہی بہار مین توبہ شکن ہوا

ایمان کچہ وضو تو نہین ہی کہ ٹوٹ جائے
ای شیخ کیا ہوا جو مین توبہ شکن ہوا

مجنون دل رسیدہ کی تاثیر دیکہ لے
وحشت سی تیری ناقہ لیلی ہرن ہوا

مسجد قریب بتکدہ کیا بیچراغ تہی
شب کو امام شیخ کا اک برہمن ہوا

تہمت نہ کہہ خدا کے لیی مجہپہ زاہدا
کب مینی توبہ کی تہی جو توبہ شکن ہوا

چہیڑا چہا ای جنون اسی تونی تو جان لے
تیرے گلے کا ہار مرا پیرہن ہوا

کیا غم سے بہولتا نہین انسان چارہ گر
جو استخوان گہلا وہین جزو بدن ہوا

۵۰

لکہا ہوا ہی پیر مغان کی سب ایت
لاکہون مین داغ ایک ہی توبہ شکن ہوا

۹

منتون سی بہی نہ وہ حور شمائل آیا
کس جگہہ آنکھہ لڑی ہای کہان دل آیا

ہم نہ کہتی تہے نگر عشق پشیمان ہوگا
جو کیا تونی وہ آگی تری ہای دل آیا

قہقہے قلقل مینا نی لگائی کیا کیا
مجکو مستی مین جو رونا سر محفل آیا

قتل کی سنکے خبر عید منائی سب نے
آج جس سی مجہی ملنا تہا گلے مل آیا

تا دم مرگ نہو وہ مری دشمن کو نصیب
جو مزا مجہکو اکہے دم بسمل آیا

مرقد قیس پر اتبک ہی تو خار صحرا
او نگلیون سے یہ بتلاتے ہین وہ محمل آیا

گنج قارون کی سوا ہی ہے عدم مین جیسے
ہای دنیا مین نہ اس ملک کا حاصل آیا

جسنے کچہہ ہوش سنبہالا وہ جوان قتل ہوا
عہد پیری نہ تری عہد مین قاتل آیا

۵۱

دین و دنیا سے گیا تو یہ سمجہہ لے ای داغ
غضب آیا اگر اوس بت پہ ترا دل آیا

۱۵

طور کیون خاک ہوا نور ترا نار نہ تہا
نار تہا حضرت موسی ہی وہ دیدار نہ تہا

کہین جی کی غم دل قابل اظہار نہ تہا
بات مین یار یہ بگڑا کہ کبہی یار نہ تہا

آسمان پاؤن چلا ہی کہ قیامت ظالم
یونہی تو چلتا ہوا ہر فتنہ رفتار نہ تہا

دل ہوا خاک تو اکسیر کسی نے جانا
تہا یہ جب مال تو کوئی بہی خریدار نہ تہا

ذکر مجنون ہی مجہی آگ لگی جاتی ہے
گرچہ ظاہر ہی تمہارا وہ طلبگار نہ تہا

یاد آتی تہی حسینونکو یہ انداز جفا
یا کوئی اگلی زمانی مین خطاوار نہ تہا

شب کو کیونکر خلش دل [illegible]
[illegible] تہا پیکان [illegible] نہ تہا

غم جاوید کی لذت مری دل سے پوچھو
ملگیا وہ مجھے مین جسکے سزاوار نہتا

بات کیا چاہیے جب بیعت کی حجت ٹھہری
اس گنہ پہ مجھے مار اگر گنہگار نہتا

کیون مری لبعد اوٹھایا ستم عشق رقیب
کیا مری داغ سے ظالم یہ گرانبار نہتا

سحر تہی چشم فسون ساز کہ ملتی ہی نظر
مینی پہلو مین جو دیکھا تو دل زار نہتا

ایک سا ہو نہسی رقیبونکی ہوا کیا کیا کچھ
غم نہتا رشک نہتا داغ نہتا خار نہتا

ایک ہی جلوہ دکہاکر مجھی ہو گئین نڈہال
دل کبھی یار ہی تہا مین یہ کہون یار نہتا

جال اوس زلف پریشان نی بچھایا ایدل
لی سنبھل پھر یہ نہ کہنا کہ خبردار نہتا

٥٢ — ٩

دل کا سودا اور اس اعماز سے اور ایسی جگہہ
داغ وہ انجمن ناز سے بازار نہتا

تیرا وسکا چلتی چلتی جب پریشان ہو گیا
تھک کے بیٹھا میری دل مین اور پنہان ہو گیا

آپکی برہم مزاجی کا ٹھکانا ہی نہین
یہ تو مجھ کمبخت کا حال پریشان ہو گیا

لی لیا ہاتھو نمین مجھکو دیکھکر بی انتہا
آج اوسکا پاسبان میرا نگہبان ہو گیا

کسکا طرہ کسکا گیسو کسکی کاکل کسکی زلف
سب بلائین ہو گئین جب دل پریشان ہو گیا

سوزن عیسی ہی یہ ہم خار صحرا اسد
زخم دامن دار کس وحشی کا دامان ہو گیا

سینہ صد چاک سی لیتا ہو [illegible]
تو بھی دست جنون میرا گریبان ہو گیا

اس سی بہتر کوئی صورت خود [illegible] تی
جانتا ہون جب الہی پردہ مین انسان ہو گیا

دلمین لی دیکر رہا تہا ایک قطرہ دل کا
کچھ نیاز غم ہوا کچھ صرف مژگان ہو گیا

٥٣ — ٢٢

بوسہ لیکر دل دیا ہی اوسپر نالان ہین جو آج
کوئی [illegible] نہین حضرت کا نقصان ہو گیا

ہزار شکر مرا چشم تر نے ساتھ دیا
رہ عدم میں کہیں ایک قطرہ آب نہتا

سنا کلام جو رندوں کا شیخ چکرایا
وہان تو بات کا چھینٹا بھی بے شراب نہتا

مرے سوا تری محفل مین رات کو ظالم
وہ کون تھا کس و ناکس جو باریاب نہتا

۵۴ — ۹

بغیر داغ کی جنت تمہاری بزم رہی
ہزار شکر کہ وہ خانمان خراب نہتا

کیونکر اوسکی نگہ ناز سے جینا ہوگا
زہر دی اوسپہ یہ تاکید کہ پینا ہوگا

تیر بھی مژگان کی نہتی دست رسا ہی مشہور
دل جھپٹ کر کسی رہگیر کا چھینا ہوگا

چاک دل تیغ تغافل سے کیا ہی تمنے
رشتہ تار نظر سے تمہین سینا ہوگا

حشر مین سر سے گذر جائیگا طوفان جسکا
وہ ہمارے ہی خجالت کا پسینا ہوگا
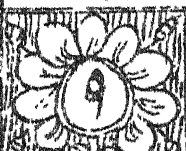
خلد مین پھر کسی کافر ہی کا دل بہلیگا
گر نہ معشوق و مے و ساغر و مینا ہوگا

خاک کر دیگی تری برق تجلی اک دن
طور سینا تری مشتاق کا سینا ہوگا

امتحان کرکے ترا صاف پشیمان ہوئے ہم
ہمنے جانا تہا رقیبون سے بہی کینا ہوگا

تیرا اور روز کا وعدہ بہی نہین حشر سے کم
ایک اک دن مجھے ایک ایک مہینا ہوگا

۵۵ — ۹

چین دیتے ہی نہین داغ کسیطرح مجھے
مین جو مرتا ہون تو کہتے ہین کہ جینا ہوگا

بے عشق تو جینا مجھے دم بھر نہین ہوتا
سودا جو نہوتا تو مرا سر بہی نہوتا

کیون رنج دیے دلکو جو فریاد کا ڈر ہے
تہی آپکی مرضی کہ یہ مضطر بہی نہوتا

عاشق نہ اگر اپنی جبین رکہتے تو کافر
کعبہ تری دہلیز کا پتہر بہی نہوتا

ہے کس سے لگاتی شب فرقت مین الہی
بہلانے کو دل گر غم دلبر بہی نہوتا

چشم پرشوق مین مژگان ہین زبانکی کانٹی
مین جو ازبسکہ ترا تشنۂ دیدار رہا

۶۳ — ۹

داغ دل کہانہ چہپا داغ بہت ڈالی خاک
شمع بنکر مرے مرقد پہ نمودار رہا

اب ہوا ہی بت بیگانہ منش تو اپنا
دل جو اپنا ہی نہین وہ بہی تہا ہو اپنا

تمکو آشفتہ مزاجونکی خبر سے کیا کام
تم سنوارا کرو بیٹھے ہوئی گیسو اپنا

ابتدای رمضان مین ہی مہ عید کی دہوم
کسی کافرنے دکہایا نہو ابرو اپنا

بعد میرے نرہا دیکھنے والا کوئی
تم زمانے کو دکہاؤ رخ نیکو اپنا

نہ بنا ہو یہ کہین غیر کے سر کا تکیہ
مسکراتی ہین وہ کیون دیکہکے زانو اپنا

آتش دل ہی غنیمت ہی شب فرقت مین
گرم رہتا ہی اسی آگ سے پہلو اپنا

حق یہ عاشق کی بہلا ہو کہ برا ہو کچہہ ہو
فائدہ دیکہہ لیا کرتی ہین خوشرو اپنا

وہی ہم تہی کہ جو روتو انکو ہنسا دیتی تہی
اب ہی یہ حال کہ تہمتا نہین آنسو اپنا

۶۳ — ۹

لگ گئی چپ تجہی ای داغ حزین کیون ایسی
مجکو کچہہ حال تو کمبخت بتا تو اپنا

دیکھنا حشر مین جب تمسے مچل جاؤنگا
مین بہی کیا وعدہ تمہارا ہون کہ ٹل جاؤنگا

آؤ ملجاؤ کہ یہ وقت نپاؤگے کبہی
مین بہی ہمراہ زمانے کے بدل جاؤنگا

اسقدر خوف ہی مجکو ستم پنہان کا
یک بیک لطف بہی کیجیے تو دہل جاؤنگا

ناوک یار سے یہ دل نے کہا مجکو نچہوڑ
ساتہ کی ساتہ ترے سینہ سے نکل جاؤنگا

اونسی بچہونگا کسی پردہ مین احوال رقیب
زہر کے گہونٹ نگلتے ہین نگل جاؤنگا

دل لگاتا نہ کبہی وار رہتا مین ہرگز
کیا خبر تہی مجہے آج آؤنگا کل جاؤنگا

٦٥ پھر اونکا تجھ سی رخ اچھا نہ پایا ٦١

عجب اپنا حال ہوتا جو وصال یار ہوتا
کبھی جان صدقے ہوتی کبھی دل نثار ہوتا

کوئی فتنہ تا قیامت نہ پھر آشکار ہوتا
تری دل پہ کاش ظالم مجھے اختیار ہوتا

جو تمہاری طرح تمسی کوئی جھوٹے وعدے کرتا
تمہین منصفی سی کہدو تمہین اعتبار ہوتا

غم عشق مین مزا تھا جو ہمی سمجھکے کھاتے
یہ وہ زہر ہے کہ آخر مئی خوشگوار ہوتا

یہ مزا تھا دل لگی کا کہ برابر آگ لگتی
نہ تجھے قرار ہوتا نہ مجھے قرار ہوتا

نہ مزا ہی دشمنی مین نہ ہی لطف دوستی مین
کوئی غیر غیر ہوتا کوئی یار یار ہوتا

تری وعدی پر ستمگر ابھی اور صبر کرتے
اگر اپنی زندگی کا ہمین اعتبار ہوتا

یہ وہ درد دل نہین ہی کہ ہو چارہ ساز کوئی
اگر ایکبار مٹتا تو ہزار بار ہوتا

گئی ہوش تیری زاہد جو وہ چشم مست دیکھی
مجھی کیا الٹ نہ دیتی جو نہ بادہ خوار ہوتا

مجھی مانتے سب ایسا کہ عدو بھی سجدی کرتے
در یار کعبہ بنتا جو مرا مزار ہوتا

٦٦ تمہین ناز ہو نہ کیونکر کہ لیا ہی داغ کا دل ١٣٠
یہ رقم نہ ہاتھ لگتی نہ یہ افتخار ہوتا

جلوہ دیکھا تری رعنائی کا
کیا کلیجا ہے تماشائی کا

رہ گیا عرش سی آگی جا کر
ہای عالم مری تنہائی کا

یون نہ ہو برق تجلی بیتاب
ہل گیا رنگ تماشائی کا

یاد آتا ہے وہ رسوا کر کے
ہیچ کرنا مری رسوائی کا

آئی شوخی مین کہا نسی تکبیر
پڑ گیا صبر تمنائی کا

ہی لب یار جلادی دل کو
واسطہ اپنے مسیحائی کا

روز دیدار خدا خیر کرے / معرکہ ہے تری زیبائی کا
اب تصور سے بھی گھبرا گیا ہون / کیا مزا ہی مجھے تنہائی کا
منہ سے بولے تو کہا آئینہ / کھیل کھیلا ہے تو خود آرائی کا
ضعف نے دل کو تڑپنے نہ دیا / ہو گیا نام شکیبائی کا
اونکی شہرت بھی تو پھیلی جاتی ہے / کیا ٹھکانا مری رسوائی کا
کیا تصور بھی نہ آنے دیگا / مدعا تو دیکھو شب تنہائی کا

۶۶
داغ کی قبر پہ شاکر بولے
یہ نشاں تھا اوسی سودائی کا
۹

خاطر سے یا لحاظ سے مین مان تو گیا / جھوٹی قسم سے آپکا ایمان تو گیا
دل لیکے مفت کہتی ہین کچھ کام کا نہین / اولٹی شکایتین ہوئین احسان تو گیا
ڈرتا ہون دیکھکر دل بے آرزو کو مین / سنسان گھر یہ کیون نہو مہمان تو گیا
کیا آئی راحت آئی جو کنج مزار مین / وہ ولولہ وہ شوق وہ ارمان تو گیا
دیکھا ہے بتکدے مین جو اے شیخ کچھ نہ پوچھ / ایمان کی تو یہ ہے کہ ایمان تو گیا
افشاے راز عشق مین گو ذلتین ہوئین / لیکن اوسے جتا تو دیا جان تو گیا
گو نامہ بر سے بھی خوش نہوا پر ہزار شکر / مجھکو وہ میری نام سے پہچان تو گیا
بزم عدو مین صورت پروانہ دل مرا / گو رشک سے جلا ترے قربان تو گیا

۶۸
ہوش و حواس و تاب و تواں داغ جا چکے
اب ہم بھی جانے والے ہین سامان تو گیا
۲۱

شکر کرتا ہون کہ شکوہ نہین یاد آیا / دیکھ لو کون وہ ہای داد گستر

آپ کی بزم مین سب کچھ ہی مگر داغ نہین
ہمکو وہ خانہ خراب آج بہت یاد آیا

اس قدر ناز ہی کیون آپکو یکتائی کا
دوسرا نام ہی وہ بھی مری تنہائی کا

کیا چھپے راز کسی دل شیدائی کا
خوبئہ حشر تو بازار ہی رسوائی کا

جان لیجائیگا آنا شب تنہائی کا
کون اب روکنی والا ہی مری آنی کا

خوگر رنج و بلا حشر کی دن کیا خوش ہون
کہ وصال آج ہوا ہی شب تنہائی کا

زندہ ہی نام شہادت کا اوسکی دم سی
تیری کشتی نی کیا کام مسیحائی کا

ہر گلی کوچی مین پامال سی ہو جانا
دل ہی یا نقش قدم ہی کسی ہرجائی کا

اس ادب سی تہ شمشیر تڑپتا ہی دل
کہ گمان تیری تپش پہ ہو شکیبائی کا

فتنی بھی قد عدو سی اوٹھتی ہین جب وہ اوٹھتی ہین
کیا سلیقہ ہی تمہین انجمن آرائی کا

وہ یہ کہتی ہین مرا صبر پڑیگا تجھپر
اب مجھی رنج نہین اپنی شکیبائی کا

کیا غرض ہی مری تقدیر کو مجھسی پوچھی
آبرو کا ہی طلبگار کہ رسوائی کا

وان شب وعدہ ملی پانو نہین گھر سی اونکی
یان کلیجا کوئی ملتا ہی تمنائی کا

رات بھر شمع رہی ہجر مین وہ بھی خاموش
ملتجی تھا تری تصویر سی گویائی کا

سر اوٹھا کاشکی دہلیز سی اپنی رکھدو
شوق باقی ہی ابھی ناصیہ فرسائی کا

یون نہ مقبول ہوا ہوگا کسیکا سجدہ
بت کو ارمان رہا میری جبین سائی کا

ہوگیا بوسۂ رخسار سی کچھ اور ہی رنگ
مینے منہ چوم لیا اوسکی تماشائی کا

رک گئی پھر کی آنکھون مین لہو کی قطرے
خون خالص ہی مری صبر و شکیبائی کا

بن گیا داغ جگر مہر قیامت ای داغ

سنتی ہین ہی ... داغ ہم ادھر سی ... ہی
غیب سی سامان ... کیا

چاہتا ہی کب مرنا کوئی سخت جان اپنا
تجھکو چاہیی قاتل اون امتحان اپنا

جب یقین عشق آیا پھر وہ بت کہان اپنا
آگئی غضب مین ہم دیکھی امتحان اپنا

لاکھہ آفتین گذرین لاکھہ حسرتین چھائین
اک تری نہونی سی پھر گیا مکان اپنا

غیر خوش ہی ہم ناخوش کاش یہ بھی ہوتا
ایک آسمان اوسکا ایک آسمان اپنا

بچ رہیگا کوئی تو برق و باد باران سے
پھر درخت پر باندھا ہمنی آشیان اپنا

وہم ہی سہی ہمکو ہو گئی خطا ہم سی
بس نکہائی قسمین تہا غلط گمان اپنا

دلمین جسقدر ہی درد اوسکو کیا یقین آئے
داغ بھی نمود اپنا زخم بھی نشان اپنا

دوست اور ایسا دوست ایکدم مین پھر جاہی
دل غریق رحمت ہو تہا مزاجدان اپنا

وہ یہ [illegible] ابھی سجود شوق سجدہ ہی کیا
یہ نہین خبر یہ ہی سنگ آستان اپنا

کس [illegible] کی پردہ مین کون دشمنی کرتا
اوسکی مہربانی ہی جو ہی مہربان اپنا

دکھ ماجرائی غم پوچھنے کو آتی ہین
بھیجدو مری در پر کوئی پاسبان اپنا

وان برائی سی بھی اب تذکرہ نہین آتا
ذکر خیر رہتا تہا رات دن جہان اپنا

ہائی میری قاتل کو [illegible] کی بدنامی
کام کر گئی ہوتی مرگ ناگمان اپنا

ہم ستم رسیدونکو زندگی مصیبت ہی
خضر پر ہی [illegible] احسان عمر جاودان اپنا

دیکھو ہم صبح محشر کی داغ سنتی آتی ہین
پر نہین کچھ اندیشہ خواب ہی گران اپنا

[illegible] دشمن [illegible] تری نازکی اکثر بارا
ایک ہی تہا وار مین دو تونکو [illegible] بارا

پاس آنی ندیا آہ شرر افشان سے نے
دور سے پھینک کی جلاد نے خنجر مارا

طائر نامہ بر اپنا تو نہ تو اے تقدیر
آج سنتا ہون کوئی اوسنے کبوتر مارا

اے محبت دل آشفتہ کا سودا دیکھا
اوسکی زلفون سے لیا اور مرے سر مارا

قلزم عشق مین ہے گوہر مقصود اے دل
تونے غوطہ نہ کبھی اسمین شناور مارا

آپ ستم ظرف ستم ہے کہ ترپتا ہے رکھا
جان ہے تونے کسیکو نہ ستمگر مارا

چشم کافر کی رہی بحث لب جانان سے
کہ مری مردے کو سوبار جلا کر مارا

ستم چرخ نے مارا ہے یہ ظاہر ہو جائے
اسلیے اوڑگئی میری خاک نے چکر مارا

آسمان ہی تری کوچے مین بہت دور ہو
نہ ہٹی ایک قدم ہٹنے جو لنگر مارا

ارہ دل کا سمجھتا ہون جہاد اکبر
وہی غازی ہے بڑا جسنے یہ کافر مارا

سخت جانی سے یقین تہا نہ مری مرنیکا
موت سے بو جہتی ہین مجھ وہ اسے کیونکر مارا

رہگئی قتل کہ عام مین عزت میری
آج قاتل نے مجھے لاکھ مین چہنکر مارا

مدعی کوئی بھی میدان سخن مین نہ رہا
تونے کیا معرکا اے داغ سخنور مارا

راز دل کوئی لکہی لاکہہ مین کیونکر اپنا
داور حشر جدا چاہیے محشر اپنا

خط مین لکہا ہے جو حال دل مضطر اپنا
وان سے پلٹا ہے پہرا آیا ہے کبوتر اپنا

توبہ کی بعد بہی خالی نہین دیکہا جاتا
دور رہتا ہے بہر شیشہ و ساغر اپنا

ہمتو برباد ہوئی عشق مین اپنی ہاتہون
کوئی بدخواہ نہین اپنی سے بڑھکر اپنا

عشق کا لطف تو جب ہے کہ مجھی مینہی الیس
زندگی اپنی خضر بخت سکندر اپنا

کو مری شکل ہی صورت ہی مگر پہر بہی
آدمی سمجہتی رہتی ہین وہ اکثر اپنا

وہ ہمین تہی کہ تری جور سی گہبراتی تہی
وہ ہمین ہین کہ تقاضا ہی برابر اپنا

دہوم ہی کوچہ قاتل مین قیامت آئی
فیصلہ ہم ہی کیی لیتے ہین چلکر اپنا

روز جاتا ہون نئی روپ سے اوسکی در پر
روز رکہتا ہون نیا نام بدلکر اپنا

ہم کسی کام مین تقدیر کی قائل ہی نہین
کچہ نہ بن آئی تو کہتی ہین مقدر اپنا

قتل پر میری فرشتی ہی گواہی کردین
دیدیا کاتب اعمال کو محضر اپنا

ہم فقیرونکو کہان چین کہ وہ کہتی ہین
میری در پر ہی اوٹہا لیجیے بستر اپنا

داغ اوسکا الم اوسکا غم ہجران اوسکا
سینہ اپنا جگر اپنا دل مضطر اپنا

کم نہتی شوخی رفتار سی بیتابی شوق
راہ مین پاؤن پڑا اوسکی برابر اپنا

موی کاکل سی تو کمزور مری ہاتہ نہین
چہین لیتا ہون ابہی ہین دل مضطر اپنا

سخت جانونکا تو مشکل ہی گلا کٹتا ہی
پہلی پتہر پہ لگا لیجیے خنجر اپنا

وہ زمانہ ہی تمہین یاد ہی تم کہتی تہی
دوست دنیا مین نہین داغ سی بہتر اپنا

کچہ سستی سی اقبال میسر نہین ہوتا
ہر آئنہ کہ داغ سکندر نہین ہوتا

دنیا مین مزا عشق سی بہتر نہین ہوتا
یہ ذائقہ وہ ہے کہ میسر نہین ہوتا

کیا کوئی زمانی مین ستمگر نہین ہوتا
ہوتا ہی مگر تیری برابر نہین ہوتا

ہی حوصلہ مشق جفا اوسکو الہی
پر کوئی گنہگار مقرر نہین ہوتا

بیداد تری دیکہکے بیحال ہوے ہم
عاشق کوئی دنیا مین کسی سی نہین ہوتا

رہتا ہی شب و روز تعلی ہی مین خیال اپنا
تم ہوتی ہو جب پاس تو اکثر نہین ہوتا

ہم جیسی کی قسمت ہین لکہی ہوگی اونکو
ملتے ہین بہت تہ جو خنجر نہین ہوتا

ہیں صبر نکرتا کہ مری حق میں الٰہی
بہتر یہی ہوتا ہے کہ بہتر نہیں ہوتا

کیا مر نہیں جاتا قلق ہجر سے کوئی
باور نہیں آتا تمہیں باور نہیں ہوتا

رہزن ہی سہی ہم پوچھتی ہیں رہ محبت
جب ہمکو میسر کوئی رہبر نہیں ہوتا

ہم شکوۂ بیداد کہیں بھول نجائیں
دنیا میں بپا فتنۂ محشر نہیں ہوتا

تم کہتی ہو معشوق اطاعت نہیں کرتے
عاشق بھی تو معشوق کا نوکر نہیں ہوتا

ہم جانتی ہیں آئی ہیں ماتم کو فرشتی
جب بزم میں شغل مے و ساغر نہیں ہوتا

عادت ہی عجب جبر پہ ہی ہو کے بہلی ہو
مرتا ہوں جو جیین گھڑی بھر نہیں ہوتا

٦٨
ای داغ نہ دی جان محبت میں کہ نادان
پھر زندہ جہان میں کوئی مر کر نہیں ہوتا
١٤

راہبر بنکر رہ الفت میں رہزن بنگیا
دل لگی کی یہ دوستی ہے کہ دشمن بنگیا

ہو کے نازاں اپنی صورت پر ہوا ہی خود پرست
وہ بت کافر صنم بنکر برہمن بنگیا

شب کو جاتا چھوڑ آئی تھی دل اوس کوچہ میں
وہ بھی قسمت سی چراغ راہ دشمن بنگیا

رہروان معرفت کا واں سی جاتا ہی منہ
جادۂ راہ حقیقت تار سوزن بنگیا

کیا فروغ حسن ہے وہ شب کو ہمسایہ میں تھے
خانۂ تاریک میرا دشت ایمن بنگیا

ہی نزاکت مانع جنبش لب جانبخش کو
کام تیرا خوب چشم ساحری فن بنگیا

رہ سکی ثابت نہ جوش حسن سے اوسکی نقاب
چاک چاک ایسا ہوا پردہ کہ چلمن بنگیا

کشت دل میں بکیہ تخم عشق کی بالیدگی
ہمتو قائل اسکی ہیں جو دانہ خرمن بنگیا

میری مرنیسی کیا ظالم نی گو سامان عیش
پر لب مطرب پہ آکر نغمہ شیون بنگیا

ہاتھ اپنا چارہ گر اسکو لگا سکتا نہیں
دامن زخم جگر مرہم کا دامن بنگیا

ہاتھ ڈالی تھی گریبان میں اونکی میں خواب میں
کیا نزاکت ہی نشان طوق گردن بنگیا

ناتوان ایسا کیا ہی خوف نی صیاد نی
واسطے میرے ایک گل کا نشیمن بنگیا

گل کھلاتا ہی جنون آتی ہی ہر دشت میں
جب بیابان غم کہین اک تازہ گلشن بنگیا

مست مئ کل تک تو صیغا ہمیں تھا اور آج داغ
داغ مئ دامن سے دھوکر پاک دامن بنگیا

مزا عشق کا پر افسوس رہنا
ہماری تمنا ہی مایوس رہنا

قید بست اک آزادگی ہے
مگر کوئی جانی ہی محبوس رہنا

پسے کیا ہی تو اشک غماز کس سے
مری آنکھ مین بنکی جاسوس رہنا

کیا ہی رقیبون نی سامان عشرت
خبردار ای چرخ منحوس رہنا

خوشا وہ زمانہ کہ تھا دل کا شیوہ
نہ مانوس ہنا نہ مایوس رہنا

اولٹ دیگی رفتار ہی رشتن پردہ
پہ کیا شمع سان زیر فانوس رہنا

وہ محشر خرام آئیگا سوی گلشن
الگ اوس سے ہی کبک و طاؤس رہنا

٨٠

محبت مین یون داغ عزت رہیگی
کہ تم دشمن ننگ و ناموس رہنا

١٣

کیا ہو سکے مقابلہ مژگان یار کا
دل ایک ہاتھ کا جگر ایک وار کا

انداز کچھ ملانے لگا جور یار کا
اب لطف دیکھنا ستم روزگار کا

پوچھی کوئی مزاج تو تھا شہرہ غرور
کہتی نہین وہ شکر ہے پروردگار کا

ہوگا نشان عشق و محبت میں کہین
ڈھونڈھو چراغ لیکے ہماری مزار کا

مرتے تھی اوسکی یاد وہ راتین گئیں گزر
اب مجکو انتظار ہے اوس انتظار کا

توبہ جو ٹوٹنے کی نکل آئی راہ مست ۔ وہ رنگ و بو ہی نہیں صبح بہار کا

ہیں بدگمان اونسے زیادہ نہ آئی شان ۔ ہی اعتبار اوسکو مری اعتبار کا

اوٹھنا ہی تیری بزم سے دشوار تھا مجھے ۔ اوپر سنبھالنا دل بے اختیار کا

فرقت مین ہمنی اپنی تسلی کے واسطے ۔ رکھا ہی نام شوخ دل بے قرار کا

شکر ہی کرون زبان شکایت کی تو بھی ۔ کیا حال ہی کسی نگہ شرمسار کا

ای چشم یار دیکھہ تغافل سے باز آ ۔ دل ٹوٹ جائیگا کسی امیدوار کا

عاشق کی مشت خاک پریشان نہو کبھی ۔ اوسمین جو میل ہو ترے دلکی غبار کا

٨١ ۔ غش کھا کی داغ یار کی قدمونپہ گر پڑا ۔ بیہوش نے بھی کام کیا ہوشیار کا ۔ ١٠

لطف آرام کا نہیں ملتا ۔ آدمی کام کا نہیں ملتا

کیسے حاضر جواب ہو کہ جواب ۔ میری پیغام کا نہیں ملتا

اونسی جب شام کا کیا وعدہ ۔ پھر پتا شام کا نہیں ملتا

جستجو مین بہت ہی وہ کافر ۔ بھید اسلام کا نہیں ملتا

لگیا مین تمہین وگرنہ غلام ۔ کوئی بیدام کا نہیں ملتا

چرخ پر جا کی عرض حال کرون ۔ رستہ اس بام کا نہیں ملتا

غلے رنگ سنگ مین جبتک ۔ دل می آشام کا نہیں ملتا

ظرف ہمشیل ہی دل پر خون ۔ جو شراس جام کا نہیں ملتا

تلخی رشک کیا گوارا ہو ۔ زہر بھی کام کا نہیں ملتا

داغ کی ضد سی ہی تلاش اوسے نہیں

۸۴ — کوئے اس نام کا نہین ملتا — ۱۵

جبتک کسیکی چاہ نہ تھی کیا سرور تھا
میرا ہی دل تجلی مین مری رشک طور تھا

یان امتحان برق تجلی ضرور تھا
کیا مین نہ تھا اس آگ مین جلنے کو طور تھا

واعظ تری لحاظ سے ہم سنکی پی گئے
کیا نا گوار ذکر شراب طہور تھا

کیا نا امید عفو ہون کیا یہ بادہ
اسکا نشہ اتر ہی گیا مست [illegible] تھا

ہی خوشنما خراش دل ای پنجہ جنون
مر جاؤن مین تو یہ نہ کہین بے شعور تھا

ہم بوسہ لیکی اوسکی عجب چال کر گئے
یون بخشوا لیا کہ یہ پہلا قصور تھا

رکھا جو تشنہ لب مجھی ساقی نے سیر تھے
جسکو نظر لگے وہی پیمانہ چور تھا

کیون تو نے چشم لطف سے دیکھا غضب کیا
قربان اوس نگاہ کی جس مین غرور تھا

پاس ادب سے رہ گئی فریاد کچھ ادھر
مین کیا کہون کہ عرش سے کتنی دور تھا

شکوہ جو تم نہ آئی تو پہنچی کہان کہان
کیا طبع بدگمان نہ ہماری صبور تھا

کرنی پڑین فراق مین بیداریان
ہاتھون مین ساری رات دل ناصبور تھا

دیکھا سلف سے جبتک انصاف عشق کا
تقصیر وار تھا وہی جو بے قصور تھا

جو مر گیا ترا رخ پر نور دیکھکر
دیکھا تو آنکھ مین وہی مردمکی نور تھا

احمد کی غم مین دیدہ و دل کیون نہون تباہ
دل کا سرور تھا مری آنکھونکا نور تھا

۸۳

اے داغ صدمہ غم ہجران بجا درست
یہ سب سہی مگر تمہین جینا ضرور تھا

۱۱

نہوا پر نہوا شوق کا دفتر پورا
مجکو دم بھر کی بھی فرصت نہ ملی رونسی

ایک ہی دن مین ہوا قصہ محشر پورا
ورنہ گھڑیال ٹھہرتا ہے گھڑی بھر پورا

تھک گئی ہاتھ مگر کثرت مطالب سے وہی
فکر ہی مجھکو خط شوق ہو کیونکر پورا

اپنی حسرت کی بجا لیتی ہین پی جاے
نہ بھرا ساقی کمظرف نی ساغر پورا

ایک ہی آن مین قاتل نی کیا قتل ہمین
حلق آیا نہ کسیکا تہ خنجر پورا

نہ یہ دل ہی نہ یہ جرات نہ یہ انداز بیان
نامہ بر حال کہی یار سے کیونکر پورا

گو تری زلف پریشان کے پریشان ہی ہوا
ابھی آشفتہ ہوا کب دل مضطر پورا

نہ کیا نیم اشارے سے مرا کام تمام
مژہ یار لگاتے نہین خنجر پورا

اوسکی رفتار نی کی اور قیامت برپا
اوٹھنے پایا بھی نہتھا فتنہ محشر پورا

قصد بتخانہ کیا ہی جو خدا پہونچاوے
جو کیا کام ہوا خیر سے اکثر پورا

ختم ہی شوخی الفاظ و تلاش مضمون
ہی تو کیون داغ سخنور ہے سخنور پورا

اوس بت کو جب خیال ستم ہو کی رہ گیا
مین مضطرب تھا اک ستم ہو کی رہ گیا

نکلی پیام میری زبان سی نہ کوئی بات
کمبخت اوسکی سامنی ستم ہو کی رہ گیا

بدلی جو تیور اوسکی شب وصل کیا کہون
اظہار شکوہ شب غم ہو کی رہ گیا

ابھی چارہ گر جگر کی کسک کسطرح گئی
گو درد کم ہوا بھی تو کم ہو کی رہ گیا

ضرب المثل جہان مین وہ دل ہی مٹا ہوا
جو پائمال زیر قدم ہو کی رہ گیا

جانا اوسیکو مینی یہ پورا ہی آشنا
جو تیر میرے دل سی بہم ہو کی رہ گیا

واعظ سی ہمسی بحث ہی کوی یار کی
ذکر بہشت خلد و ارم ہو کی رہ گیا

پورا ہوا نہ ایک بھی اس دل کا مسودہ
ہر مسودہ لاکھ بار قلم ہو کی رہ گیا

غالب ہوئی جو شوق پہ تاثیر جذب دل
قاصد روانہ چار قدم ہو کی رہ گیا

اوٹھتی نہین ہی ضرب محبت پہاڑ سی ‎/‎ رستم وہی ہی مرد جو یہ درد سہ گیا

قاتل کی آئی آب سب آپسمین کٹ مرے ‎/‎ دریا لہو کا خنجر غیرت سی بہہ گیا

غم نی تری نچوڑ لیا قطرہ قطرہ خون ‎/‎ تھوڑا سا اور دل مین کھٹکنے کو رہ گیا

بوسہ نہ دو اوٹھاؤ تو عارض سی اپنی زلف ‎/‎ کیا چاندنی کا لطف ہی جب چاند گہہ گیا

ہنگامہ ضبط سینے مین سو گرد شین ہین ‎/‎ اچہا ہوا وہ اشک جو آنکہون سی بہہ گیا

کیا حشر مین وہ دولت دیدار سی ہو شاد ‎/‎ دنیا مین جو وصال سی محروم رہ گیا

۱۰

بیجا تھی موت آئی جو تہمت داغ کو ‎/‎ سچ تو یہ ہی کہ تمسے کوئی جھوٹ کہہ گیا

۱۱

کھینچا غم فرقت کا دل تو نی عذاب ایسا ‎/‎ ہم تم کو نہ سمجھے تھے ای جان خراب ایسا

نیند آتی نظر آتی تا حشر نہین ہمکو ‎/‎ دیکھا ہی پریشان سا کچہ رات کو خواب ایسا

جو عرض تمنا پہ ظالم نے کہا مجھسے ‎/‎ اب تک نہ ادا ہوگا سائل کو جواب ایسا

تن تن کی جو چلتا ہی وہ شوخ کمان ابرو ‎/‎ ایک ایک سی کہتا ہی ہوتا ہی شباب ایسا

نومید کرم ہو کر ہم توبہ کرین می سے ‎/‎ دوزخ مین ٹہری زاہد نی لطف ثواب ایسا

پوچھا تھا محبت مین ہوتا ہی قلق کیسا ‎/‎ قسمت نی کہا دیکھ اری خانہ خراب ایسا

قسمت نی مری پایا جو رنج محبت مین ‎/‎ دوزخ کی بھی حصے مین آیا نہ عذاب ایسا

مرنی بھی نہین دیتی جینی بھی نہین دیتی ‎/‎ احسان ہو ستم وہ انداز عتاب ایسا

ہین شوق مین نجد وہ ہوش غیر سی کہتی ہین ‎/‎ کرتی ہی انسان کو بد مست شراب ایسا

جب خواب مین آتی ہو منہ مجھسی چھپاتی ہو ‎/‎ شرماتی ہو شرم ایسی عاشق سی حجاب ایسا

ای حضرت داغ دہلوی [illegible]

وہ اور یہ رسوائی تجھمین نہ جناب ایسا | ۱۷

تمہین زبانی مین بدنام تیری خونی کیا
ادل فریفتہ جو کچھ کیا سو تونی کیا

ستم کیا تو مری دلکی آرزو نی کیا
مجال ہی یہ کہون تجھسی جو تونی کیا

حنا کو رنگ نی مشہور گل کو بو نی کیا
جہان بہر مین شہرہ تمہارا رخ نکونی کیا

شب وسکی بزم مین لوائی غیر سی تعظیم
برا اسلوک مری ساتھہ آبرو نی کیا

رقیب اسکی ہی قائل نہین خدا کی قسم
اگر ستم ہی کیا تو بھی لطف تونی کیا

وہ عرض وصل سی کہتی ہین ہاتھہ کانو پہ
اثر یہ خوب مری طرز گفتگو نی کیا

کیا رقیب نے گھر بار ہا شب وعدہ
بہت ذلیل مجھی تیری جستجو نی کیا

غرور کیون نہو جب واسی چین ہاتھہ لگی
برا دماغ تری زلف مشکبو نی کیا

اوٹھیگی گردن قاتل نہ بار خونسی کبھی
ستم شعار کو نازک مری لہو نی کیا

سوال وصل پہ اقرار کب کیا ظالم
دماغ بہت کیا یا مزاج تونے کیا

جگر کی ٹکڑی ملادی تو بخیہ گر جانون
اگرچہ جیب کو ثابت تری رفو نی کیا

وہ آج ناز سی لائی تہی خنجر فولاد
اوسی ہی موم مری سختی گلو نی کیا

اوسی کو گردش دوران سمجھ لیے سالک
جو دور شیشہ و پیمانہ و سبو نی کیا

فرشتہ بنکے نہ اوڑ جائی عرش پر زاہد
اوسی جو خاک سی پاک اسقدر وضو نی کیا

جفا کشی کا مزہ مجکو ہان اب آئیگا
کہ آسمان کو اپنا شریک تونی کیا

ہماری دوست کی مہر یہ مہربانی ہی
ہماری واسطے جو کچھ ہر اک عدو نی کیا

کھلا نہین ہو لنسی تو وہ اور داغ مجھسے رکے
خفا تو اونکو مری شرح آرزو نی کیا

عدم مین کیا نہ ہونگی حسرتین درد | ہمارا چارہ گر جائے تو اچھا
رقیبونکا تری محفل مین ہنگام | جہنم اس سے بھر جائے تو اچھا
نگاہ یار دل کو لوٹتی ہے | یہ مہمان اپنی گھر جائے تو اچھا

۹۱ — وہ تکلیف عیادت کیون کرین داغ
مری اونکو خبر جائے تو اچھا — ۱۱

کوئی آگے نکل نہین سکتا | تجھسے فتنہ بھی چل نہین سکتا
زور قسمت سے چل نہین سکتا | دل سنبھالی سنبھل نہین سکتا
بھی وہ افسردہ میری شمع مزار | جس سے پروانہ جل نہین سکتا
آسمان دوست ہوگیا تیرا | اب زمانہ بدل نہین سکتا
ضعف کی لاکھ لاکھ احسان ہین | کف افسوس مل نہین سکتا
تم تو سو بار مان جاؤ گے | دل ہمارا بہل نہین سکتا
ہم تو اوس مدعا کی قائل ہین | جو زبان سے نکل نہین سکتا
موت کیون آکے پھر گئی شب غم | وقت آیا تو ٹل نہین سکتا
غم جو کھایا ہی کیا کہون تجھسے | مین یہ کہایا اوگل نہین سکتا
رشک اغیار کیا گوارا ہو | زہر کو سے نگل نہین سکتا

۹۲ — نام کو داغ ہون مگر ظالم
تو جلائے تو جل نہین سکتا — ۱۲

عشق بھی اندوہ فزا ہوگیا | ہائی طبیعت تجھی کیا ہوگیا
دشمن ارباب وفا ہوگیا | دوست بھلا ہو کے برا ہوگیا

یاد ہیں کہنا وہ کسی وقت کا
ہوش میں آؤ تمہیں کیا ہو گیا

داغ وہ بہتر ہی جو ہم سے بنا
درد وہ اچھا جو دوا ہو گیا

آپ ہی اقرار کے سچے کہاں
وعدہ کیا اور وفا ہو گیا

یہ تو نہتی کوئی بگڑنیکی بات
حرف خوشامد بھی گلا ہو گیا

سامنی میری جو حیرانی ہو آنکھ
آئینہ کیا آج نیا ہو گیا

ای دل بیتاب خدا کی قسم
عشق میں بھی تجھ سی بُرا ہو گیا

دم مری سینے میں جو رکتا ہی آج
کون خدا جانے خفا ہو گیا

حال مرا دیکھکے کہتی ہیں وہ
کوئی حسین اس سی جدا ہو گیا

نالے نے تاثیر نہ کی روز حشر
وہ بھی شب غم کی دعا ہو گیا

سب مجھی دیوانہ بنانی لگی
لو وہ تمہارا ہی کہا ہو گیا

۹۳ — داغ قیامت میں یہ مژدہ سنے
جائے تجھے فردوس عطا ہو گیا — ۱۲

یہ قول کسیکا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
وہ کچھ نہیں کہتا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا

سن سنکی تری عشق میں اغیار کی طعنی
میرا ہی کلیجا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا

بن آئی ہی جو چاہیں کہیں حضرت واعظ
اندیشۂ عقبیٰ ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا

اونکا ہی سننا ہی کہ وہ کچھ نہیں سنتی
میرا ہی کہنا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا

دیکھو تو ذرا چشم سخنگو کی اشارے
پھر تمکو یہ دعوٰی ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا

خط میں بھی اول تو سنائی ہیں ہزاروں
آخر یہی لکھا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا

پٹتا ہی جگر دیکھکی قاصد کی مصیبت
پوچھو تو یہ کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا

خاموش کیا چھیڑ کے ظالم نے شب وصل
وہ تذکرہ چھیڑا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا

یہ خوب سمجھ لیجیے غماز وہی ہے
جو آپ سے کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا

دنیا مجھے کہتی ہے برا حاضر و غائب
سمجھو تو سبب کیا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا

تمکو بھی پشیمان ہی رہنا تھا جو دشنام
مجھکو بھی یہی بات ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا

۹۴ — ۹

مشتاق بہت ہیں مرے کہنے کے پر اے داغ
یہ وقت ہی ایسا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا

ردیف بای موحدہ

نامہ بر کہتا ہے اب لاتا ہوں دلبر کا جواب
سن چکا میں چار دن آگے کی مقدر کا جواب

شیخ ہو حق کر رہا ہے رات دن مستوں کے ساتھ
آجکل ہے میکدہ اللہ کے گھر کا جواب

خلق کے اعمال نامے پہونچیں گے محشر میں
گم ہوا ہے ہاتھ سے قاصد کے دلبر کا جواب

میرے دل ہی سے نگہ تیری اٹک کر رہ گئی
دوسری جانب جگر بھی تھا برابر کا جواب

غیر کی تعریف لکھی ہے خط میں اور مجھے
یہ ہی لکھتی ہیں کہ لکھو میرے دفتر کا جواب

پہلے تو میری گذارش سنکے وہ چپکے رہے
کیا کہوں پھر کیا ملا عرض مکرر کا جواب

خط تمہارا مجکو پہونچا ہے فقط اتنی رسید
واہ کیا لایا ہے قاصد میرے دفتر کا جواب

امت عاصی کی بخشش کا کیا حق سے سوال
ہے کہاں کونین میں ایسے پیمبر کا جواب

۹۵ — ۱۵

لوگ کہتے ہیں بنا دی بگڑ کر لکھنؤ
پر کہاں اے داغ اس اجڑے ہوئے گھر کا جواب

کیوں کہا ایسی سے کیا مطلب
اسی لینے سے کس کیا مطلب

بات پوری نہین کہی مینی — کہ وہ طرار لے اوڑا مطلب
مین کہی جاؤن تم سنی جاؤ — ایک کی بعد دوسرا مطلب
ہی مرا درد آپ کی راحت — ہی مری پاس آپکا مطلب
خون ہونیکو خاک ہونیکو — یا مرا دل ہے یا مرا مطلب
مٹگئے ایک ہی تغافل مین — شوق ارمان مدعا مطلب
اونکی جانب ہی ہو پیام وصال — ہی نئی چاہ کا نیا مطلب
غیر کا خط ہی چاک کرڈالا — ملگیا تھا جو کچھ مرا مطلب
باندہ کر خط پر کبوتر پر — لکھدیا ہمنے جابجا مطلب
مرگیا مژدۂ وصال ہی مین — یون بھی نکلا رقیب کا مطلب
کبھی کہتا ہون لسی خوب کیا — کبھی کہتا ہون کیون کہا مطلب
بی غرض تہی تو لطف صحبت تہا — دشمن وضع ہوگیا مطلب
بیخودی مین ہا نہ یاد القاب — خط مین پہلی ہی لکھدیا مطلب
دلمین گھٹ گھٹکی رہگئی حسرت — لب پر آ آکے رہگیا مطلب

۹۶

حضرت داغ توبہ کرتے ہین
کاش پورا کرے خدا مطلب

۱۶

ہم مٹگئے تو پرسش نام و نشان ہی اب — اسکی تلاش کر کہ محبت کہان ہی اب
مین کیا کرون بلا سی جو تو مہربان ہی اب — وہ دل کہان ہی اب مجہ طبیعت کہان ہی اب
ہرگز نتہا زمانۂ سابق مین یہ فلک — حسن آسمانکی دہوم تہی وہ آسمان ہی اب
بیمہر و مہرورز و دل آزار دلستان — جی ڈہونڈہتا ہی جسکو وہ پیدا کہان ہی اب

تم پارسا سہی مگر اتنا تو پوچھ لو
کچھ دیکھ لیا ہی جو دل بدگمان ہی اب

دو ظالمون مین لاگ ہوئی میرے واسطے
نا مہربان وہ ہی تو فلک مہربان ہی اب

مٹتا ہی کب کسی سی یہ شوق جفا کشی
مقتل ہی ہی میری واسطی دار الامان ہی اب

ظالم کہین خدا نگری تو سنی ادسے
جو کچھ شب فراق مین ورد زبان ہی اب

سن لو جو ہم بیان کرین پھر کہان یہ بات
بیلتی ہوئی ہماری دہن مین زبان ہی اب

اللہ وہ زمانہ تاثیر کیا ہوا
کہنے کے واسطے مری لب پر فغان ہی اب

بیٹھے ہین ہم بہی گوش بر آواز کہتو دو
آتا ہی جسکو آئی یہان امتحان ہی اب

قربان جاؤن درد جگر کی وہ کہکی ہاتھ
یہ پوچھتی ہین مجھسی بتا تو کہان ہی اب

ملنی کی بعد رنج اوٹھائی ہین عمر بھر
شکر وصال ہی مری لب پر فغان ہی اب

کیا کیا ملائی خاک مین انسان جانکی
سچ پوچھیی اگر تو زمین آسمان ہی اب

اوسکو بہی میری وصل ہی ہین بدگمانیان
جو ہمنشین مرا ہی ترا پاسبان ہی اب

٩٧
مدت ہوئی کہ داغ کو سنتے تھی سوئی ہیر
کیا جانی وہ خدائی کا مارا کہان ہی اب
١١

ردیف بای فارسی

مہربان ہوکی جب ملینگی آپ
جو نہ ملتی تھی سب ملینگی آپ

بنکی تیغ غضب ملینگی آپ
یون گلی مجھسی کب ملینگی آپ

غیر سی ہو گئی پیام سلام
ہین یہ ملنے کے ڈھب ملینگی آپ

ہجر کا شکوہ حشر مین کرتا
وان تو پھر یہ غضب ملینگی آپ

ڈرتے ڈرتے کہونگا راز نہان
خواب مین مجھسے جب ملینگی آپ

دم رخصت یہ چھیڑ تو دیکھو
مجھسے کہتی ہین کب ملینگی آپ

آپ کیون خاک مین ملاتی ہین
ہم مصیبت طلب ملینگی آپ

کاروان کی تلاش کیا ہی دل
آگی منزل پہ سب ملینگی آپ

ایک تو وعدہ اور اوسپہ قسم
یہ یقین ہی کہ اب ملینگی آپ

تیغ تیری کھنچی رہی قاتل
بسمل جان بلب ملینگی آپ

۹۸

داغ اک آدمی ہے گرما گرم
خوش بہت ہونگے جب ملینگی آپ

۱۳۵

کم نہین سامان مین ہنگامہ محشر سی آپ
دیکھیے دلکو دعائین سنبھلی اس گھر سی آپ

برسون آنکھونمین ہی آنکھونسی پھر کر دملینگے
راہ سیدھی ہی مگر پہنچی بڑی چکر سی آپ

خوف ہی مجھسی عبث مینی کیا اپنا وکیل
فیصلہ میرا ابھی کرلین داور محشر سی آپ

شرم سی گو اب کسی جانب پلک اوٹھتی نہین
چٹکیان لینگی کلیجی مین ابھی نشتر سی آپ

کتنگی لاکھون گلی اس تیزی رفتار سے
ابتو چل نکلی زیادہ اپنی ہی خنجر سی آپ

اپنی سینی سی دبا دیجی ذرا سینہ مرا
چور کیجی شیشہ دلکو اسی پتھر سی آپ

وصل مین کیسی حیا مین تو نمانونگا کبھی
سہم کر جب ہو رہی بی شبہہ بستر کے ڈر سی آپ

حضرت زاہد ہر اک لغزش کو عادت شرط ہے
مر بجا تھینگی شراب چشمہ کوثر سی آپ

آپ پیکان لیکی چلتا ہی ترے کش سی تیر
رزق لاتا ہی مرا مہمان اپنی گھر سی آپ

ابتدا سی انتہا تک عشق مین ہین خجن ناک
امتحانسی غیر شام ہم سے ہم محشر سی آپ

حضرت زاہد نکل آیا فلک پر آفتاب
پیر و مرشد اتنا تو کھچی میکدے کی در سی آپ

جب ہمین مرنا ہی ٹھہرا حاجت قاتل نہین
کاٹ لینگے ہم گلا اپنا کسی خنجر سی آپ

۹۹

کیون جناب داغ یاد اللہ میری یاد ہی
بھیس بدلی رات کو آتی تہی کسکی گھری آپ

۹

ردیف تائی فوقانی

اک بات ہو بغیر خوشامد وہان درست
وہ نادرست ہی جو کہین کہیی یان درست

تہوڑے سی دن بہار کی ہین کس امید پر
کرتی ہین اپنی مرغ چمن آشیان درست

کچھ مین ہی اپنا حال طبیعت بیان کرون
گر ہو مزاج آپکا اے مہربان درست

اکدن نہ آزمائی اک بوالہوس کی چاہ
ہر روز آپ کیجیے مرا امتحان درست

اوسکو درستی دل عاشق سی کیا غرض
جب یہ زبانکی نہین ابتک زبان درست

آتا ہی پہر فاتحہ جب کوئی غمزہ گر
رہتا نہین ہی قبر کا میری نشان درست

آنکھو نہین وہ کہ دلمین ٹھہر تیری واسطے
آراستہ ہی ہر ایک مکان ہر مکان درست

ہر روز تازیانہ زلف دراز سے
تو نی ہی دلکو خوب کیا میری جان درست

۱۰۰

آتا ہی سامنی جو وہ غارتگر شکیب
اوسان و دل و داغ رہتی ہین ہی کہان درست

۱۳

ہی طرفہ تماشا سر بازار محبت
سر بیچتے پہرتے ہین خریدار محبت

اک حشر بپا تہا دم اظہار محبت
رفتار قیامت ہوئی گفتار محبت

اچھا کوئی ہو تو ہی بیمار محبت
صدقے ہین چہیتین تیری گرفتار محبت

اب دہی چلی تیغ تو خنجر کا ہی چلی تیر
تقصیر کی ہو کی ہین خطاوار محبت

اسواسطے دیتی ہین وہ ہر روز نیا داغ
اک درد کے خوگر نہون بیمار محبت

ہی گور اکی قفس تنگ سے کیا کم
مر کر بھی تو چھوٹے نہ گرفتار محبت

کچھ تذکرہ عشق رہی حضرت ناصح
کانون کو مزا دیتی ہی گفتار محبت

دل بھول نجائی کسی مژگان کی کھٹک کو
کچھ چھیڑ رہی ای خلش خار محبت

جو چارہ گر آیا مری بالین پہ یہ بولا
اللہ کو سونپا ہے تجھے بیمار محبت

ثابت قدم ایسی رہ الفت مین نہ نکلی
تھا ہمکو تہ تیغ بھی اقرار محبت

خسرو سے جو چاکر ہین تو محمود سے بردے
اللہ رے اللہ رے سرکار محبت

واعظ کی زبان پر تو وہ کلمے ہین کہ گویا
بخشے ہی نجائینگے گنہگار محبت
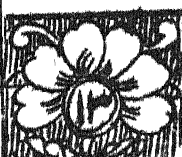
دیکھا ہی زمانی کو ان آنکھون نے تو ای داغ
اس رنگ پر اس ڈھنگ پر انکار محبت

لگی ہی نہ فرقت کی جائیگی رات
سحر کو بھی دھبا لگائیگی رات

قیامت کی دن کیا نہ آئیگی رات
مری تیرہ بختی دکھائیگی رات

نہ مین بات کرتا اگر جانتا
کہ یون بات کرتے مین جائیگی رات

چراغ قمر لے کے ڈھونڈھا کرے
سحر کو نہ فرقت مین پائیگی رات

شب وصل میری شب قدر ہے
ہزارون مین ایسی نہ آئیگی رات

قیامت کی آثار ہین صبح ہجر
نجانا تھا یہ دن دکھائیگی رات

شب وصل ان شرم سے رخ پہ زلف
یہان یہ یقین اب نجائیگی رات

نہ ڈھلیگا دل کو جب زلف سے
مسافر کو رستہ بھلائیگی رات

شب ہجر جاگیگی داغ دل ❊
فلک تجھکو تارے دکھائیگی رات

گریزاں ہی کیوں اسقدر روز وصل | ٹھہر تجھکو کچھ کہا سنجائیگی رات

غنیمت ہے تاریکی شام غم | نہ دیکھو نگاہیں جو دکھائیگی رات

شب ہجر کا نسات دیتا پڑا | بہت عمر میری بڑہائیگی رات

۱۰۲ — ۱۱

شب وصل ہے داغ یہ آرزو
خدا سے نہ تجھکو ملاسیکی رات

تو نکر نخوت شباب بہت | ہمنے دیکھے ہیں انقلاب بہت

شعلہ رو سیکڑوں نظر آئی | ہیں زمین پر بہی آفتاب بہت

آئی کسکی نگاہ میں شوخی | ہی زمانیکو اضطراب بہت

آئی جنت ہی پہر دنیا میں | بیمزا ہو گیا ثواب بہت

پیر مغانکے دعاگو ہیں | یہ سلامت رہی شراب بہت

ہجر بت اور صحبت زاہد | خلد میں بہی تو ہیں عذاب بہت

شام ہوتی تو دو چلے جانا | ہی ابہی تیز آفتاب بہت

کچھ سمجھکر وہ ہو رہی خاموش | تھی مری بات کی جواب بہت

بل تری زلف کی ہی دیکھ لیے | دود دل میں ہیں پیچ و تاب بہت

دل بیتاب خط میں کہہ دو ہمین | کر چلے نامہ بر شتاب بہت

۱۰۳ — ۱۷

دیکھیے کب عدم کو جانا ہو
کر چلے داغ با شتاب بہت

ردیف تائی ہندی

ہمارا بہی ہیں سوق کی لگانی چوٹ | کہ جسطرح سی چلی آتا ہی دلبر کی چوٹ

قدم قدم رہِ الفت میں ہم نے کھائی چوٹ
کڑا ہے سر کی یہی ٹھوکر سے جو مرے آئی چوٹ

کہاں بتوں نے یہ سینے پہ اپنی کھائی چوٹ
ادھر ادھر کی جو کرتی ہے خود نمائی چوٹ

گرا جو میں در دلدار پر تو اوٹھ نہ سکا
بڑا ہی کام کیا میرے کام آئی چوٹ

بتوں کے دل میں لگی میری آہ کی تاثیر
ادھر سے کی جو ہمیں لگی ہمنے جب لگائی چوٹ

شراب ناب سے تر تھی زمین میخانہ
ہوس کی محتسب سنگدل نے کھائی چوٹ

نکیوں ہو چوٹ مرے دل کی چوٹ پر قاتل
لگائی جبکہ ترے پنجۂ حنائی چوٹ

لگائی آپ نے کیوں میری قبر پر ٹھوکر
غضب کیا کہ عبث خاک میں ملائی چوٹ

وبال دوش ہوئی بار غم سے لاش مری
اوٹھانیوالوں نے گر کر بہت اوٹھائی چوٹ

ادب سے جھک کے چلا راہ عشق میں ایسا
کہ میرے سر نے مری ٹھوکروں کی کھائی چوٹ

سلام ہم نے کیا رکھکے ہاتھ سینے پر
وہ جانتے ہیں مجھے دیکھکر چھپائی چوٹ

نشان پاے صنم سنگ سے ا ہوتی ہیں
وہ ناتوان ہوں کہ نقش قدم سے کھائی چوٹ

جب اپنے ہاتھ کی جھیلی نہ اوٹھ سکی فرہاد
حریف ہو کے اوٹھائیگا کیا پرائی چوٹ

نگاہ و آہ میں کس کس طرح چلیں چھٹیں
یہ حال تھا ادھر آئی ادھر لگائی چوٹ

علاج درد جگر کیا کروں میں اے ناصح
ہری ہے کیا بھلی چنگی لگی لگائی چوٹ

فراق درد محبت فراق یار نہیں
کریگی دل سے نہ اے چارہ گر جدائی چوٹ

۱۰۲

یہ بعد مرگ رہا درد کا اثر اے داغ
کہ استخوان مری کھا کے ہما نے کھائی چوٹ

۱۱

ردیف تاے مثلثہ

اب بھی ہمارا عالم بھی ہے جو وفا کو گیا ثبات
عجز و نیاز عشق ہے ... خوب ... ثبات

میری صدا سے پیشتر آتی ہے یہ ندا کہ بس
باب قبول بند ہی مانگتی ہو دعا عبث

سنتی ہی میرا حال وہ بول اٹھی یہ چارہ گر
موت کی کیا دوا کرین موت کی ہی دوا عبث

آپکا رازدان ہو نہیں بلکہ ہزار اعدان ہو تمہین
غیر یہ میری سامنی لطف ستم ہوا عبث

وان خط شوق ہی مرا کاغذ مشق بنگیا
کاٹ کی حرف مدعا اوسنی بنا دیا عبث

لطف قبول تو یہی لطف اثر حصول ہی
لوگ اخیر وقت مین مانگتی ہین دعا عبث

گریہ سی ہی ہنسی مری داغ سی ہی لگی مری
کوئی نکوئی شغل ہو یا ہو بیکار یا عبث

مجکو سنا کی جب کہا ہمسی کوئی وفا کرے
کہنے کو تہا بجا درست منہ سی نکل گیا عبث

عشق مین تیری فتنہ گر رنج اوٹھا کے مستعد
تکیہ کلام ہی مرا کوئی کرے وفا عبث

صدمۂ انتظار کو کچہ تو قیام چاہیی
روز جزا سی پیشتر آئی مری قضا عبث

۱۰۵

عشق کیا ہی کرتے ہین یونہین ہزاروں کم سخن
داغ کی جان وال کو روتی ہین آشنا عبث

۳۰

ردیف جیم تازی

غوغی سی ٹھہرتی نہین قاتل کی نظر آج
یہ برق بلا دیکھیے گرتی ہی کدہر آج

انجام محبت پہ کوئین خاک نظر آج
انسان ہی مجبور نہین کل کی خبر آج

وہ جاتی ہین آتی ہی قیامت کی سحر آج
رکہتا ہی گلی دل کی دعاؤنسی اثر آج

مہمان ہو وہ [illegible] خورشید و قمر آج
دن آج ہی رات آج ہی شام آج سحر آج

[illegible] نہ کیا تہا سر طرہ وہ جلوہ
دیکہا ہی جو کچہ ہمنی لبین و زلف آج

[illegible] شیخ کی دستار
[illegible] دامن آج

امید یہ کہتی ہی وہ آتی ہین ٹھہر جا
وعدے سی پلٹ جائین وہ داور محشر
کل تاب فغان تھی تو یہ تاثیر کہان تھی
دھبا شب فرقت کی سیاہی کا نچھوٹی
روکا ہی کیا اشک بہاتا ہی ہا ضعف
جس دوست کو دیکھا مجھی دشمن نظر آیا
اندیشۂ فردا ہی حضرت زاہد
ہر نقش قدم مین ہی اثر خون جگر کا
لالچ بھی ہی قاصد کو مری خوف و خطر بھی
ہم ہجر کی دن جا نہ سکی سوی عدم بھی
بسمل ہی کیا اوسکو جسی خواب مین دیکھا
ہر داغ دل سوزان پہ رکھا مرہم کافور
وعدے پہ مری اونکی قیامت کی ہی تکرار
یان قصد عدم کا ہی وہان قتل کا سامان
یہ شوق یہ ارمان یہ حسرت یہ تمنا
معلوم نہین کل مری تقدیر مین کیا ہی
وہ مین کہ میسر تھا مجھی ساغر جمشید
وہ مین کہ مرا قصر ہی اک رشک ارم تھا
وہ مین کہ مری عرش پہ تھی منزل عالی

ہی یاس کی تاکید کہ دنیا سی گزر آج
انصاف کر انصاف مین تو دیر نکر آج
کیا کیا لب خاموش پہ قربان ہی اثر آج
گر چشمۂ خورشید مین منہ دہو لی سحر آج
بیتابی دل لی ہی گئی کھینچ کے گھر آج
جبتک مری نظرون مین ہی تیری نظر آج
میخانی مین پی لیجیی تھوڑی سی اگر آج
تلوون سی تری کسنی ملے دیدۂ تر آج
سو مرتبہ خط باندھ کے کھولی ہی کمر آج
سب کہتی ہین اچھا نہین اس سمت سفر آج
سوتی مین بھی لڑتی رہی قاتل کی نظر آج
کس شمع کو افسوس بجھاتی ہی سحر آج
اور بات ہی اتنی کہ ادھر کل ہی ادھر آج
دیکھین تو سہی چلی بندہی کسکی کمر آج
کیا ہو مری قابو مین تم آجاؤ اگر آج
لی نالۂ دل عالم بالا کی خبر آج
قطعہ
پیتا ہون تو کرتا ہی کمی خون جگر آج
بستر ہی گدایانہ سر راہ گذر آج
کرتی ہی زمین بھی مری قدمون سی حذر آج

کھل جائیگا پیام مرا پیمان شوق | اس خط کی جو انکا ہی ہمیں انتظار آج

۱۰۷ — ۹

اے داغ دہن بند ہی کچھ کہو نہیں یار کے
کمبخت موت ہی تری سر پر سوار آج

ردیف جیم فارسی

غربت کی رنج فاقہ کشی کی ملال کھینچ
اے داغ اپنی زبان سی دست سوال کھینچ

نازک بہت ہی رشتۂ الفت نہ ٹوٹ جائے
اتنا نہ اپنی آپ کو اے مہ جمال کھینچ

ہو جائے تو نہ طائر دل کی طرح اسیر
صیاد اپنی سمت کو آہستہ جال کھینچ

ظالم کھنچ آئیگا مرا دل ہی سنانکی ساتھ
سینے سی دیکھ بھال کی برچھی سنبھال کھینچ

قامت کہاں کی آج صنوبر کو کر قلم
سولی پہ سرو باغ کو اے نونہال کھینچ

کھینچی ہی جب مصور قدرت نی تیری شکل
کہتا ہے کون تو نہ اسی بی خیال کھینچ

وہ ٹھنڈی ہی چین سے گھر کو چلے گئے
لے اور آہ سرد دل پر ملال کھینچ

ناصح قمارگاہ محبت میں ہی نہ ہار
دل کو لگا کی نفع اوٹھا خوب مال کھینچ

۱۰۸ — ۱۵

اے داغ جذب عشق کی دیکھینگے اب کشش
لے اوس کشیدہ رو کو تو ہم سے کمال کھینچ

یون مصور یار کی تصویر کھینچ
کچھ ادا کچھ ناز کچھ تقریر کھینچ

لیکے دشمن سے خط تقدیر کھینچ
یہ ہمارا ہی دل بی تسخیر کھینچ

ہی گداز دل سی نالہ ہر خدنگ
مین ہی کھینچون تو نہ قاتل تیر کھینچ

کیون کھٹکتا ہی عبث اے عشق تو
یا نکل یا دامن تاثیر کھینچ

کھینچ یون دل میرا ناز اکچہ
شکل کی جا یار کی تصویر کھینچ

اى مصور كاش لڑ جاتى نصيب
اوس حسين پر يه خط تقدير كهينچ

اى ادسى بو جسكى اى پيشان
ايكى ايسى تقدير تاثير كهينچ

بهو چكا سفاك عذر ناز كے
تو كمان كى طرح دلسى تير كهينچ

تيره بختونكا خط تقدير ديكهه
آنكهه مين اس سرمے كى تحرير كهينچ

دامن يوسف اگر كهينچا تو كيا
اى زليخا دامن تاثير كهينچ

رو چكا تقدير كے لكهے كو مين
اب تو ہاته اى كاتب تقدير كهينچ

سنگ مقناطيس ہين ہم سخت جان
كهينچ كى اى قاتل فرا شمشير كهينچ

اى فغان گردو دل كو بهى تا تير ك
يون اثر كو باندهكر زنجير كهينچ

خواب مين اسكى ہمدم منه سى بول
يون نه تو آہين دم تعبير كهينچ

داغ كو تو نيم بسمل چهوڑ دے
دل بهى اى سفاك آدها تير كهينچ

١٠٩ ٢٤

رديف حاى حطى

پكارتى ہى خموشى مرى فغان كيطرح
نگاہين كہتى ہين سب راز دل زبانكى طرح

بگڑ گئى ہى يہان ايطرح جہانكى طرح
كهانكى وضع كهانكى ادا كهانكى طرح

چهڑادى قيد سى اى برق ہم اسيرونكو
لگادى آگ قفس كو بهى آشيانكى طرح

كبهى تو صلح بهى ہو جائى زاہد ستمى ايسى
آئى شيخ بهى ميخوار ہو مغانكى طرح

جلاكى داغ محبت نى دلكو خاك كيا
بہار آئى مرى باغ مين خزانكى طرح

بنائى زندگى يا جذب دل نى كهينچ ليا
چلے وه تير كه صورت كهينچى كمانكى طرح

جواب خضر ہین وہ مردہ دل کہ جنکو یہان
ملی ہی مرگ ابد عمر جاودانکی طرح

تلاش یار مین چہوڑی نہ سرزمین کوئی
ہمارے پانوٴ نہین چکر ہی آسمانکی طرح

جو سمجہی خضر تو قول شہید الفت کو
گرہ مین باندہ رکہی عمر جاودانکی طرح

سنے جو حضرت زاہد سے وصف جنت کے
تو صاف پہر گئی آنکہو مین اوس مکانکی طرح

جہکی ہی جاتی ہے کچہ خود بخود حیا سے آنکہ
گری ہی پڑتی ہی بیمار ناتوانکی طرح

یہ سد راہ ہوا کسکا پاس رسوائی
رکی ہوئی ہین مری اشک کاروانکی طرح

ادای مطلب دل ہمسی سیکہ جائیگا کوئی
اونہین سنا ہی مرا حال داستانکی طرح

مزے ہین اوس دہن زخم کی لبی کیا کیا
جو چوسی تیر کی پیکان کو زبانکی طرح

سمجہ کی کیجیی برباد میرا مشت غبار
یہ لی نہ آئی کوئی چکر آسمانکی طرح

یہ دل ہی آپکا گہر رہیی شوق سی لیکن
شکیب و راحت و صبر و قرار جانکی طرح

قیامت آئی شب وصل میری گہر کی پاس
رقیب نی اوسی آواز دی اذانکی طرح

شب اوسکی بزم مین تہا شمع پر بہی رشک ہمین
کہ منہ مین شعلے کو لگ گئے زبانکی طرح

مجہے یہ حکم ہی زنہار تم نہ کرنا عشق
نصیحتین بہی وہ کرتی ہین امتحانکی طرح

ہم اپنی ضعف کی صدقی بٹہا دیا ایسا
ہلے نہ وہ بہی تری سنگ آستانکی طرح

کچہ اونسی کہنی کو بیٹہی تہی ہم کہ خلوت مین
رقیب آہی گیا مرگ ناگہانکی طرح

شکستہ بال ہون وہ مرغ ناتوان و ضعیف
کہ مین کہین نہ تہا اوڑی تیر آشیانکی طرح

نہونگی سوز محبت کی دل جلی ٹہنڈے
بکہری ہی آتش غم مغز استخوانکی طرح

نچہوڑ صید محبت کو خاک پر صیاد
[illegible] سی ہی ڈال لی تو دوش پہ کمانکی

زبان خار ہوئی تر ہماری وحشت سی
[illegible] گر جا لی ہوست ہی چشم خونفشانکی

خدا قبول کری داغ تم جو سوی عدم
سبب [illegible] بیتاب [illegible]

دل تڑپتا سینے میں [illegible]
[illegible] کی طرح

تم مری دل میں ہو [illegible]
[illegible] حسرت و غم کی طرح

خامہ کرا ضعف سی پر اونگلیاں
[illegible] ہیں کاغذ پہ قلم کی طرح

کوچۂ دشمن کو وہ جنت کہیں
مٹ گیا باغ ارم کی طرح

عہد کسیطرح کو انتہا
اوسنے قسم کھائی ہی ہم کی طرح

آخر داغ دل و بخت سیہ
عمر کٹے شب غم کی طرح

میری وفا بھی عجب اوستاد ہی
تمکو سکھاتی ہی ستم کی طرح

جب یہ کہا مرتی ہیں کہتی ہیں ع
مر گئے اہل عدم کی طرح

غیر کے آگے وہ مری حال پر
لطف ہی کرتے ہیں ستم کی طرح

داغ دیار ہے کعبہ اگر
بچ نگئے صید حرم کیطرح

ردیف خائی معجمہ

ہوئی جب سے زبان یار گستاخ
خوشامد گو ہوئی ناچار گستاخ

وہ بدخو بدزبان اغیار گستاخ
ہوا دربار کا دربار گستاخ

بہت کچھ بین کہہ رہی ہی
کہ جیسے ہو کوئی میخوار گستاخ

[illegible] ناصح کی ہو خیر
مروت کی نہ اب اغیار گستاخ

رہون چپ تو تھیں چپ لگ گئی ہی
اگر بولون بتا ئین یار گستاخ

کیا کیا کیا دعتاب بنفس تمنا
ہوا سو بار چپ سو بار گستاخ

مجھے پاس ادب نے ... کہا
کیا تھا شوق نے ہر بار گستاخ

خبر بھی سنائی نامہ بر نے
گرے بیٹھے تھے وہان دو چار گستاخ

کہا دل نے لب جانبخش پر ہے
مسیحا سی ہوا بیمار گستاخ

تری رحمت اگر حامی ہو شوقی
شوقی کا فر ہو دیندار گستاخ

۱۱

تہ خنجر رہی پاس ادب داغ
ہو نا مرتے دم زنہار گستاخ

۱۱۲

ردیف دال مہملہ

اوسنی اگر کرم بھی کیا تو جفا کی بعد
آیا مری خبر کو ستمگر قضا کی بعد

ہمدرد کون سا ہی پہر اس آشنا کی بعد
ہمجولی کیا کرینگے دل مبتلا کی بعد

آخر بشر کیواسطے کچھ شغل چاہیے
کھیلیگا آپ کیا ستم ناروا کی بعد

مرتے تک رہا ہون جو تجکو شتاب ہے
خاک اوڑتی دیکھتا ہون مین اپنی ہوا کی بعد

چاہتا ہی شوق کہی جائین حال دل
جبتک رہی زیست ہو روز جزا کی بعد

بہانون علاج درد محبت سی کیون نہین
دیگی طبیب سر یقین ہی دوا کی بعد

دیتی ہین داغ لطف عنایت سی سیتی
دل مانگتی ہین کینہ جور و جفا کی بعد

بہولی ہم اونکو پہلے ہی ناراض کر دیا
چوکی ہم اونسی کرکی بہت شکوہ وفا کی بعد

خاموش ہین جو ہون تو جہان کا سیاہ ہے
تاثیر پہر ملیگی نہ میری دعا کی بعد

کہتے ہین وہ شکایت بیداد و ظلم پر
عاشق وہ ہی جو چاہی کسیکو جفا کی بعد

۱۱۳ — ۹

آرام ہی لیتی ہی تمہین روز مرگ
ای داغ اور جو چین نہ آیا فنا کے بعد

ہی قہر اگر اب بھی نہو راز نہان بند
لب بند نفس بند دہن بند زبان بند

جس آنکھ لگی ہو وہ کری خاک فغان بند
کیسے تیری فریاد پہ کس کسکی زبان بند

موت آتی نہین ہای دم عرض تمنا
دل کھلنے نپایا کہ ہوئی اپنی زبان بند

اس شوخ نے کیا قفل لگایا ہی دہن پہ
کینہ ہی وہان بند تو حسرت ہی یہان بند

ہر دلبر مہ پارہ خریدار رہے تیرا
اکبار ہوئی حسن فروشون کی دکان بند

اُس زلف کا مطلع جو چھا دل مین تصور
اندھیر ہی اس گھر مین ہوا گھٹکی دھوئین بند

مقبول نہونگی کبھی پیکش کی دعائین
میخانی کا دروازہ نکر پیر مغان بند

کیا جانی گئی ہی جیب کی شب وصل کدھر سے
تا صبح جو دیکھا تو رہا قفل مکان بند

۱۱۴ — ۱۱

وہ زیست نہین موت ہی ای داغ پھر اسکو
زندان علایق مین جو ہو کوئی جوان بند

دو تین ہی غم رنج و الم حرص و ہوا بند
دنیا مین نفس کا ہماری نہ کھلا بند

موقوف نہین دام و قفس پہ ہی اسیری
ہر غم مین گرفتار ہون ہر فکر مین پابند

ہم دام مین پھنستی ہی ہوئی عاشق صیاد
یہ اور ہی اک بند پہ مضبوط لگا بند

ہای حضرت دل جاتی ہی میلوہی خدا ہی
ہی آپکی رہنی کا نہین کام مرا بند

اک حرف محبت پہ بگڑتی ہی وہ ہوبار
اب دفتر افسانۂ الفت ہی ہوا بند

اُس کوچی مین جب چلی بھی چلی آتی ہی ہوا بی
جنت مین ہی بیدرب نہ خوبی رہا بند

اے محتسب اک دم تجھے سی کیتی خفا ہین
شیشہ کا ہی منہ بند صراحی کا گلا بند

دم رکتی ہی سینی سی نکل پڑتی ہین آنسو
بارش کی علامت ہی جو ہوتی ہی ہوا بند

تقریر سی ناصح کی ہو دل خاک شگفتہ
کرتا نہین کمبخت لب ہرزہ سرا بند

رک جائی جو روکی سی وہ نالہ نہین ایسا
محشر مین بھی ہوگا نہ یہ آزاد ذرا بند

۱۱۵

کہتے تھی ہم اے داغ وہ کوچہ ہی خطرناک
چھپ چھپ کی مگر آپکا جانا ہوا بند

۹

آنکھ سی گرتی ہی خون دل افگار کی بوند
اسکی ہمسر ہو کہان ابر گہربار کی بوند

صحن گلشن مین بیٹھے مے پینی کا ساقی جب لطف
پڑتی ہو کوئی کوئی ابر گہربار کی بوند

زاہدا چشمۂ کوثر ہو مبارک تجھکو
ہمکو کافی ہی مے خانۂ خمار کی بوند

شربت خضر کو منہ بھی نہ لگاؤن ہرگز
ہو میسر جو لعاب دہن یار کی بوند

ناصحا جانتی ہین اہل نظر ہی اوسکو
لعل ہی اصل مین اس دیدۂ خونبار کی بوند

ہی مشابہ دل ویران سی ہماری کیا کیا
جس مین پڑتی ہی ابر گہربار کی بوند

تاب انجم کی دکھاتی ہی فلک نیلی زمین
خشک ہوتی نہین گر کر عرق یار کی بوند

صبح گلشن مین جو وہ مہر لقا آتا ہی
خشک ہوتی ہی سرک شبنم گلزار کی بوند

۱۱۶

ہو گیا خشک لہو دیکھتی ہی قاتل کو
داغ ٹپکے نہ مری خون تن زار کی بوند

۱۵

چھپتی ہی کب چھپائی سی اسی ہر پسند
آنکھیں یہ کہہ رہی ہین کہ آیا ہی تو پسند

ناکام جاہ مانگی مجھے آرزو پسند
گم کردہ کاروان کی مجھی جستجو پسند

ای ہم صفا کہ یہ صفت ہی عشق کا
مہمان کو نہ آئیگا جھوٹا لہو پسند

ای عرض مدعا تری تاثیر دیکھ لی
قاصد تو بھی نہ آئی مری گفتگو پسند

ای شیخ جسکو جو نہ ملیگا بہشت مین
جنت کو بھی نا پسند جسکو تو پسند

کیا کیا بتون کی طرح سی ملایا ہی خاک مین
آنکھون کو بھی نہین مری دل کا لہو پسند

دینی لگی اخیر وہ باتون مین گالیان
جانا کہ آئی اسکو مری گفتگو پسند

رگ رگ سی دم نکال لیا ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر
درد فراق کی ہی مجھے جستجو پسند

دو حسرتون مین ایک تو معلوم ہو مجھی
یہ شوق نا پسند ہے یہ آرزو پسند

محشر مین خلق اپنی مصیبت مین مبتلا
یان بیتابش آئی کوئی خوبرو پسند

رغبت ہی ہجر مین اسی آب طعام سی
آنسو غصہ یہ زہر گوارا لہو پسند ×

۱۱۸

ای داغ ہچکیان آتی ہو ذلت سی عشق کی
دنیا مین سو تمہین تو بڑی آبرو پسند

۹
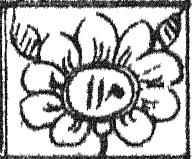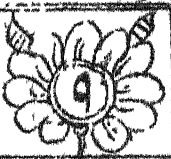
نہ ہو کیونکر افضل ہمارا محمد
الٰہی نبی پیار کا پیارا محمد

الٰہی یہ محشر مین کہتی ہین بالک
کہان ہی کہان ہی ہمارا محمد

وہین کشتی نوح بھی ڈوب جاتی
نہ دیتی جو اسکو سہارا محمد

ابھی فرش سی عرش پر جا پہنچ کر
کرین گر طلب کا اشارا محمد

یہی بات عاشق کی معشوق سی ہی
نہ ہو مین تیری فرقت گوارا محمد

کہینگے یہی اور سب انبیا سی
ق وہان ہونگی جب آشکارا محمد

شفیع امم روز محشر تمہین ہو
ہمین ہی تمہارا سہارا محمد
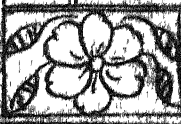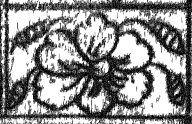
صدا اپنی مقصد کی کعبی ہی نکلی
مرے سر پہ جب آئی دوبارا محمد

بلا لو مدینے مین پھر داغ کو تم

نہین ہند مین اب گذارا محمد

ردیف ذال معجمہ

لاکھ لکھی تو نہین اندوہ و محن کا کاغذ
کب وہ پڑھتے ہین کسی سوختہ تن کا کاغذ

قاصدا آکی بنا جاتی ہین جھوٹی باتین
لائین مہری کوئی اوس سیم بدن کا کاغذ

آتش رنگ حنا سی تری ہاتھو نہین نگار
جل نجائی کہین اس سوختہ تن کا کاغذ

کوئی مضمون نہین دل شکنی سی خالی
کسنی لکھا تھا خط عہد شکن کا کاغذ

اشک خونین سی ہین لکھکی مٹا دیتا ہون
اپنی حال دل پر رنج و محن کا کاغذ

خط گلزار سی وہ حرف جو کاغذ پہ لکھی
رشک گلزار ہوا اوس رشک چمن کا کاغذ

ہمنے مضمون گرانباری غم لکھا تھا
دست قاصد مین ہوا سیکڑون من کا کاغذ

ناتوان ہون نہ گلی مین مری باندہو تعویذ
توڑ ڈالی مری گردن کا نہ منکا کاغذ

غور سی ہمنی جو دیکھا تو صفت سی تیری
کوئی خالی نہین ارباب سخن کا کاغذ

آئی پیری تو کہان رنگ جوانی کی بہار
کہ بگڑ جاتا ہی تصویر کہن کا کاغذ

ورق دل پہ کہنچی داغ صنم کی تصویر
تھا اسی کام کا یہ اور اسی فن کا کاغذ

جا ہون جو پی مزار تعویذ
ہون سنگ ستم ہزار تعویذ

ہین میری گلی کے ہار تعویذ
اک درد جگر ہزار تعویذ

کہنچی ہین زمین پہ لکیرین
یون لکھتی ہین خاکسار تعویذ

شمسیر مری نظر گہوتے ہین
اور مونس و غمگسار تعویذ

ہین عجب جمال دونون بازو
کھلجائین نہ ای نگار تعویذ

قرطاس فلک جو مجکو ملتا
لکھتا ئیے حب یار تعویذ

لائیگا وے یہ گرد نامہ
ہی دیدہ انتظار تعویذ

ان بازو دون پر فدا ہین جوشن
صدقے قربان نثار تعویذ

جوڑا جو کھلا تو کھل پڑا دل
ہم سمجھے تھے اے نگار تعویذ

پردے مین قیب کی ہی تصویر
سینے پہ ہے آشکار تعویذ

آیا دم نزع بہی جو قاصد
سمجھائیگا خط یار تعویذ

دیکھا نہین نقش دل سا کوئی
چلتا ہوا سحر کار تعویذ

١٣١ ١٥

تسخیر پری کے واسطے داغ
لکھتا ہون مین بار بار تعویذ

ردیف را مہملہ

تمام عالم مین خاک چھانی یہ عشق آخر کو تنگ ہوکر
جب آدمی کو بنایا تو وہ تو دل یہ بیٹھا خدنگ ہوکر
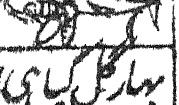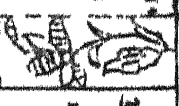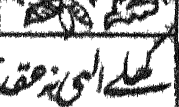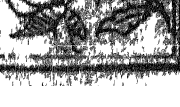
وہی تو ہی شعلہ تجلی کہ دشت ایمن سے تنگ ہوکر
جب اسنے اپنی نمود چاہی کھلا حسینون پہ رنگ ہوکر

نہ دیکھو دیکھو تم آئینے کو کہ مجکو رہتا ہے ہول ہر دم
کہین نہ جم جائے عکس اسکا رخ مصفا پہ زنگ ہوکر

نگاہ دزدیدہ کسنے دیکھی دکھاؤ آنکھین کرو نظارے

جبتک نہ اشک چشم جنگجو ہی نکل گئی دل سے آرزو سب ہے
برا مزہ اوس ملاپ کا ہی جو صلح ہو جاتی جنگ ہوکر

۱۹ — ۱۲

رہیگا خنجر یہ تیری دبا کہ تو نی جسپر سے اسکو مارا
یہ داغ کا خون ہی ستمگر شہی کا سر گر نہ رنگ ہوکر

مری ہی واسطے بیٹھا ہی پاسبان رہ پر
اٹھی جو راہ مین کہتے ہین آئی ہی گھر پر

گمان ہکو ہی پڑتا ہے یقین صرصر پر
کسی نے خاک نہ ڈالی مری مقدر پر

سنتا ہی ہنی یہ آنا ہی موت کا آنا
ابھی آئے نہ وہ وعدہ مقرر پر

رکا جو ہاتھ دم ذبح اوس ستمگر کا
لگا تیرے چھریان لگا مین خنجر پر

نہ کہو حشر پہ خوف وہ شان میری
کرو خدا کی لیے رحم اہل محشر پر

اوڑی ہی خاک نہ یا تھین جسقدر ابتک
ابھی نہ آکے ہمارے دل مکدر پر

وہ چشم مست بھرا وہ پر وہ خنجر مژگان
کہ جیسے ہاتھ کسی نازنین کا ساغر پر

نیاز و ناز دکھاتا ہی یہ نشیب و فراز
زمین ہی زیر قدم آسمان ہی سر پر

عجب نہین ہیں داغ معصیت ہی مری
حباب آبلے بنجا ہین آب کوثر پر

کرینگے خوب ہم آزردہ خاطر احباب
پڑیگا صبر کسیکا تو جان مضطر پر

شب فراق مین لگا تو نیند مین لپٹا دہن سے
سلاؤن طالع خفتہ کو اپنے بستر پر

نگاہ ناز ہی تلوار کا اوٹھایا ہاتھ
رکھین نہ تمنے کبھی چار انگلیان سر پر

ہماری نالہ کشی او تھا دہر کی حشر بپا
اخیر بیٹھ رہا تھک کے یار کے در پر

امید وصل ہو کیا ایک وعدہ دیدار
اوسی ہی تو نی تو کہا ہی روز محشر پر

کہان کرشمہ برق جمال طور کہان
پڑی ہتی آہ کسی دل جلی کی پتھر پر

نہین ہی ہوش سی خالی ہماری بیہوشی
کہ بیخودی ہین گری ہی جو ہم تو ساغر پر

نفس نفس ہی غبار سیاہ کی صورت
پڑی ہی خاک کہان کی دل مکدر پر

فلک گری ہی جو سامان عیش کو برباد
تو جام جم پہ گری آئینہ سکندر پر

۱۲۳

اوٹھ رہا ہی وہ دیوانہ داغ دربان سی
بپا ہی حشر کا ہنگامہ آپکے در پر

۱۹

کوئی آئی اوس بزم سی کیا نکلکر
کہ دم رہ گیا ہی مرا دل مسل کر

کیا دل کا جو زنگ غم نی مسل کر
کسی پھول کو دیکھہ چٹکی ہین کھل کر

وہ نازک کہ جامی سی باہر نکل کر
ٹھٹکتے اس طرح جس طرح کوئی چل کر

رکھون کا نگہ ہاتھ قاصد کی دل پر
کہ اوسنی کہی چار باتین سنبھل کر

مری تشنگی دیکھکر روز محشر
چھلک جائیگا آب کوثر اوبل کر

محبت نی کی جب مری دستگیری
مقدر نی رو رو دیا ہاتھ مل کر

ہماری گواہی نہ دی حشر کی دن
ہوئی کچھ ادہر کچھ ادہر لوگ ٹل کر

نہ اوٹھنے دیا دل نی اوس انجمن سی
کیا قصد سو بار زانو بدل کر

لکھا خط مین جب اونکا القاب میرے
قلم حرف مطلب پہ آیا پھسل کر

مجھے شمع وہ بزم مین لکو دیکھین
گری ہی کوئی شی بغل سی نکل کر

شب ہجر آخر ہوئی یہ ہی آتی
بنی خضر کی عمر یہ رات ڈہل کر

مری دلکو باتو نمین بہلائی کہنا
قیامت کریگا یہ فتنہ مچل کر

ہوئی ایک دیر و حرم کی مسافت
کچھ اس راہ چلکر کچھ اوس راہ چل کر

رہ عشق کی ٹھوکرین ہمسے پوچھو
کہ سنبھلے ہین گر گر گری ہین سنبھل کر

مجھی یاد ہی اپنی سم انوردی — گیا تھا گریبان سی پہلی نکل کر
نہ پوچھو شب ہجر کیونکر بسر کی — یہ کروٹ بدل کر وہ کروٹ بدل کر
شب ماہ کا لطف ہی شیخ جب ہی — کہ بالا ہنی تیری پگڑی اوچھل کر
گنا ہونسی میری یہ کانپی فرشتی — کہ اعمال نامہ لکھا خط بدل کر

۱۲۴ — ۹

ہوئی نے اثر سرد مہری بتون کی
نہ ٹھنڈے ہوئی حضرت داغ جل کر

عمر کیونکر نہ بسر ہے ہجیے نا گسل ہو کر — کہ ملا ہی ہمین اک قطرہ می دل ہو کر
جب تڑپ دیکھتی ہین اسکی وہ مائل ہو کر — لوٹتی آپ ہی جی چاہتا ہی دل ہو کر
ہم ہین وہ گوش بر آواز جمین چاہتی ہین — شور محشر بھی اوٹھی شور عنادل ہو کر
نہ کھلی ناخن تدبیر سے قسمت کی گرہ — ہمکو عقدہ بھی ملا ہای تو مشکل ہو کر
صدقی اوس ابروی پرخم کی تمنا ہی یہی — حشر تک لوٹی اس تیغ کی بسمل ہو کر
پاون اوٹھتا ہی نہین دشت سی زندان سمجھی — جادہ راہ لپٹتا ہے سلاسل ہو کر
لیگئی دل کو چرا کر تری دزدیدہ نظر — لٹ گئی ہم تو رہ عشق مین غافل ہو کر
آگیا سفت کی چکر مین ازل ہی ناحق — ای فلک تو مری تقدیر کی شامل ہو کر

۱۲۵ — ۱۵

قدر دان کوئی نہین اہل سخن کا ای داغ
کیا کرین آہ کسی کام مین کامل ہو کر

[illegible] رو لنی چشم گریان پر — گرے آنسو بنک آبلہ ہی نوک مژگان پر
[illegible] ہو کر کب یہ دیوانے — آلسی گر پڑی بجلی کہیں دیوار زندان پر
[illegible] چلی کیا رنگ بدلیگی — ابھی سی بیکسی چھائی ہی میری شام ہجران پر

کشتگانِ ابروی پرخم کی دلواد و نیاز
تنی رکھی ہی کمان دل ہی ادائی وش پر

یہ تجلی سبب اوسکی عارض پرنور کے
جھم گیا ہی نور کو یاد و دوا انگل وش پر

۱۲۷ — لیگئے ہین آج تو ای داغ وہ سینے سے دل
سر سلامت آپ پائینگے نہین کل وش پر — ۱۱

یان دل مین خیال اور ہی وان مد نظر اور
ہی حال طبیعت کا ادھر اور ادھر اور

ہر وقت ہی جیتون تری اک شعبدہ گر اور
اک دم مین مزاج اور ہی اک پل مین نظر اور

ناکارہ و نادان کوئی مجھسا بھی نہوگا
آیا نہ مجھے جز ہنری مجھکو ... اور

دل دیکے لیا رنج و الم وای ری قسمت
ہم سمجھے تھے کچھ اور ... اور

جیتا نہ بچے ایک بھی جانبر نہو کوئی
دو چار ستمگار ... اور

ہون پہلے ہی مین عشق مین غرقاب خجالت
کیون مجھکو ڈبوتی ہین مری ... اور

ٹھہرا ہی وہان مشورہ قتل ہمارا
لو حضرت دل ایک ... اور

اور اور ہین آپ آپ ہین کیا آپ سے نسبت
ہون لاکھ زمانے مین اگر شمس و قمر اور

بھر بھر کے جو دیتی ہین وہ جام اور کسیکو
لی لی کے مزے پیتی ہین یان خون جگر اور

ہم جانتے ہین خوب تری طرز نگہ کو
ہی قہر کی آنکھ اور محبت کی نظر اور

۱۲۸ — ای ... عشق سے کیا زہر کو نسبت
ہی ... زہر اور وہ رکھتا ہی اثر اور — ۹
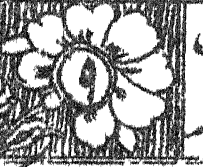
حیف شرمندہ نہیں ... رہا ہو کر
ہم پہ کرتا ہی ستم یار ہمارا ہو کر

یہ تمنا ہی شہیدونکو ... قاتل
کر رہے ہین قتل ہوئے ہم زندہ دوبارا ہو کر

جوش گریہ بھی تماشا ... ہی مری مژگان
روز ہین اشک فشان ایک ہزارا ہو کر

کل کچا اقرار بھی تھا آج ہی بالکل انکار
دل کو جب بیچ دیا تم نے یہ پھر جائیگا
خاک کس سوختہ جانکی ہی تری کوچہ میں
ہم نے عشق کا آغاز سے انجام ہوا
چھد گئی سوزن مژگان سی نقاب اوس کی

مٹ گیا حیف ہی اتنا بھی سہارا ہوکر
کیا ہمارا انہیں ہونیکا تمہارا ہوکر
کہ ہر اک ذرہ جو اوڑتا ہی شرارا ہوکر
ناگوار دل نازک ہے گوارا ہوکر
رہ گیا گر کبھی پردی اشارا ہوکر

غیر کے سر میں وہ کرتی ہین جو کنگھی اپنی
رشک دل چیرتا ہے داغ کا آرا ہوکر

۱۲۷ ۱۱

رکھی اب پھر عیادت نہ قدم گن گن کر
دی خوشی کی عوض اندوہ و الم گن گن کر
یاد آتی ہی اگر اک نگہ لطف ترے
چلتی ہین ساتھ جنازیکی جو چالیس قدم
پیچ تقدیر کی کیا کیا مجھی یاد آتی ہین
تھاتھمین ہجر مین ایک ایک مہینا برسون
او نگلیون پر جو ہوا کرتی ہی گنتی ہر روز
چار ہی داغ دیی تونی فلک لاے کو
دس کی دو کہتی ہین جب لیتی ہین بوسی ان کو
پار گر اہنین ہوتا ہی تو ٹہر قت میں

لی رہا ہی یہ مریض ایکدم گن گن کر
لی شب وصل کی بدلی شب غم گن گن کر
بھول جاتا ہون تری لاکھ ستم گن گن کر
تو ذرا کت ہی وہ کہتی ہین قدم گن گن کر
شب کو اوس کاکل پیچان کی خم گن گن کر
دن گذاری ہین تری سر کی قسم گن گن کر
یاد کرتی ہین وہ انداز ستم گن گن کر
جو مجھی ہین ہنین دیتی ہین درم گن گن کر
بھول ہم ڈالا کیا کرتی ہین غم گن گن کر
صبح کر دیتی ہین تاری شب غم گن گن کر

ہم تو مطلب میں دینار و درم سی ای داغ
شاد ہین دل غم عشق ہم گن گن کر

۱۳۰ ۷

روتا ہی تجھ بغیر دل زار زار زار
اور کھینچتا ہے آہ شرر بار بار بار

اے دل قمار عشق میں شاید ہو تیری جیت
پھیلے نکال منہ سے نہ زنہار ہار ہار

بیمار عشق کا نہ کسیکو خدا کرے
عیسا کو بھی رولا لی یہ آزار زار زار

ہمکو اسیر کر کے جو صیاد لیچلا
کیا روئی دیکھکر سوی گلزار زار زار

بیٹھا ہے بہ ہی یہ خرام عجب کیا کری اگر
داماں حشر کو ترے رفتار تار تار

وہ گل اگر نہ پاس ہو وقت شناوری
ہو ہمکو موج قلزم زخار خار خار
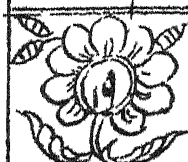
۱۳۱ اب داغ سی علاقہ رہا کیا وہ کون ہی
ابتو ہوے ہیں آپکے اغیار یار یار ۱۹
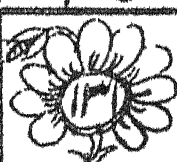
کیا ہی دیندار اوس صنم کو ہزاروں طوفان اوٹھا اوٹھا کر
لگائیں وہ تہمتیں کہ بولا خدا خدا کر خدا خدا کر
کہا نہ کچھ عرض مدعا پر وہ کے رہے دم کو مسکرا کر
سنا کیے حال چپکے چپکے نظر اوٹھائی نہ سر جھکا کر
نہ ظلم دیکھے نہ رنگ بدلے غضب میں آیا ہوں دل لگا کر
وگرنہ دیتا ہے دل زمانہ یہ آزما کر وہ آزما کر
تری محبت فی مار ڈالا ہزار ایذا سے مجکو ظالم
رولا رولا کر گھلا گھلا کر جلا جلا کر مٹا مٹا کر
عجیب یہ تیرہ خاکدان ہے اسی سے روشنی جہان ہے
فلک نی اختر بنا لیے ہیں چراغ ہستی بجھا بجھا کر
جہاں لگی آنکھ کچھ یونہیں سے وہیں جبھی پھانس سی جگر میں
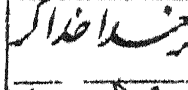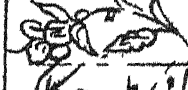
کدورت دل کی چمک نے کیا کیا وہ کہا نگہ نے سدھی جگا جگا کر

... ہو کر ... ہوئے ہین تو ہو جو نہال بیٹھی

کہان چلے آنکھ مین سما کر کدھر کو جاتے ہو دل مین آکر

ستم سے جو لذت آشنا ہون کرم بھی بے لطف بے مزا ہون

جو تو وفا بھی کرے تو ظالم یہ ہو تقاضا کہ پھر جفا کر

شراب خانہ ہی یہ تو زاہد طلسم خانہ نہین جو ٹوٹے

کر توبہ کرنے گئی ہے توبہ ابھی یہان ہی شکست پاکر

جو ظلم کرنا تمہارا ہے میری تو اور فتنے اوٹھانے ہوتے

اوٹھائی ہے تمنے تو قیامت رقیب کو بزم مین بٹھا کر

خیال مین ہے سدراہ زندان نگاہ مین دیدۂ نگہبان

ہمیشہ ہاتھون مین توڑتا ہون سلاسل اپنی اوٹھا اوٹھا کر

نگہ کو بیباکیان سکھاؤ حجاب شرم و حیا اوٹھاؤ

بھلا کے مارا تو خاک مارا لگاؤ چوٹین جتا جتا کر

نہ ہر بشر کا جمال ایسا نہ ہر فرشتے کا حال ایسا

کچھ اور سے اور ہو گیا تو مری نظر مین سما سما کر

یہ امتحان ہی کہ جو بچی ہین ہمیشہ محتاج تر وہی ہین

دعا نے میری اثر دیا ہے تمام عالم کو ہاتھ اوٹھا کر

خدا کا ملنا بہت ہی آسان بتون کا ملنا ہے سخت مشکل *

یقین نہین گر کسیکو ہمدم تو کوئی لائے اوسے منا کر

الٰہی قاصد کی خیر گذری کہ آج کوچے سے فتنہ گر کے
صبا نکلتی ہی لڑکھڑا کر نسیم چلتی ہے تھر تھرا کر

رقیب اچھے یہ بیٹھے مانا برا مجھے تو نے دل مین جانا
پہلون سے گرتی ہین سب بہلائی کسی پر بیجا تو کچھ بہلا کر

فریب دلدار کا ہی احسان کہ ہوگا گردش سی باز کہا
نہ بچتے ہزارون بلاؤن سی ہم بچا سکے او سکی دم مین آ کر

۱۳۲

جناب سلطان عشق وہ ہی کری جو اسی داغ اک اشارا
فرشتے حاضر ہون دست بستہ ادب سی گردن جھکا جھکا کر

۱۷

رہیگی اک روز جان جاکر رہی نہین ہوش دل لگا کر
عدو سے کہتا ہون تنگ آ کر کہ تو مری حق مین چھپ رہا کر

بچیگی یارون مین کوئی آ کر یہ توبہ زاہد خدا خدا کر
کہانتک حجت ہی فیصلہ کر شتاب ناوان سے پلا کر

طبیب سے کہتے ہین کچھ دوا کر حبیب کہتے ہین بس دعا کر
رقیب سے کہتے ہین التجا کر غضب مین آیا ہون دل لگا کر

نہین جب انصاف کچھ نہ دیکھا تو روز محشر کو خاک ہوگا
یتیک کی اعمال نامہ اپنا پہرونگا مشعل جلا جلا کر

غضب ہے جبین جو سر جبین پہ یہ نقش دل کندہ نگین سے ہے
اگر و بنانے کی نہین ہے جو صاف کر لو مٹا مٹا کر

جفا پہ ایجاد ہے نہ ہوگی کسی سے فریاد ہے نہ ہوگی

فلک کی بنیاد ہی نہو گئی کیا جب اک نالہ دل لگا کر
ہوئی ہے اب موت زندگانی کہاں سی لاؤں سبب تجھے جو آئے
گزر رہی ہے ناتوانی نحیف و کمزور مجھکو پا کر
تلاش تھی مجکو نامہ بر کی خبر نہ تھی ہائی اس خبر کی
نہ پاؤن کی سدھ رہی نہ سر کی گئی ہی ایسی صبا سنا کر
تمام ہو حال اپنا مطلب کہ یار پر پھر شوق بیڈ ہب
لکھا ہی اک حرف آرزو اب سو وہ بھی کیا کیا مٹا مٹا کر
یہ جمیں یہاں ٹھن گئی ہی بالکل کہ حال دل سے کہیے بن تامل
غضب کیا کیون کیا تغافل گھٹا دیا حوصلہ بڑھا کر
وہ بدگمان نکتہ چین ہی بیڈ ہب کہیں نہ قاصد ہو قتل یارب
اگرچہ لکھا ہے حرف مطلب ہزار ہا سو بچا بچا کر
خدنگ دلدوز سے خدایا بچا نہ پہلو بہت بچایا
اگر جگر سے نہیں کھینچ لایا تو دل میں بیٹھا یہ گھر بنا کر
جو سوز الفت کی دل جلی ہیں او نہیں قیامت کی ولولی ہیں
یہ لعنتہ دل آپ کیسے چلے ہیں مغل ہیں ۔ بزرخ ۔ بادہا کر
نگاہ دزدیدہ پر شرارت اور اوس پہ دزد حنا ہے آفت
نگہ وہ عیار ہے قیامت کہ چھوڑ دیں جسکو دل چرا کر
یہاں نہ خبر جسم و جان کی تھی کہیں جان اک جہان کی
ہوس رہی ہی نہ امتحان کی او نہیں مرا عشق آزما کر

ملا نہ ایسا تو کوئی ہمدم جو دل لگا ہو پاسبان شب غم
وہ بخت خفتہ نہین کہ اکدم ہم آپ سوئین جسے جگا کر

۱۱۳

نثار اس طرز گفتگو پہ نہین کہین فی داغ سا سخنور
ہنسا دیا ہی رولا رولا کر رولا دیا ہی ہنسا ہنسا کر

۱۱

زہی تلاش کہ سرگرم جستجو ہو کر
ملا ہون رنگ مین رنگ و بو مین بو ہو کر

تری گلی مین تری لکا لگش ہو گی رہا
رقیب مٹ گیا میری آبرو ہو کر

وہان کلیم سی وہ ناز میان یہ عوی ہین
کبھی حجاب نہو ہمسے گفتگو ہو کر

نگاہ شوق نی کیا خواب مین نہین دیکھا
بنا حجاب ہی چھپتے ہو روبرو ہو کر

تنگ تنگ سے تری وار تھا کہ دل میرا
مژہ مژہ سے ٹپکتا رہا لہو ہو کر

ذرا سی چھیڑ پہ جامی سی باہر آپ ہوے
یہ عیب ہی کہ نہو چین جبین برو ہو کر

لگی ہی پنجۂ مژگان مین خون کسی حنا
ہماری آنکہ ملے سب سے سرخرو ہو کر

سوال وصل پہ وہ گالیان ہی دیتے ہین
کوئی تو بات ٹہر جائیگی گفتگو ہو کر

ہماری جذب محبت کو دیکہنا قاتل
کہ رہگیا ترا خنجر رگ گلو ہو کر

تبو نکلی خوف سی ڈر ڈر کی رہگیا ہو تمہین
ہزار مرتبہ آمادہ وضو ہو کر

۱۳۲

ہوا ہون مین بہی اب اسی داغ اپنا دشمن آپ
زمانہ دوست ہی اوسکا مرا عدو ہو کر

۹

بزم اغیار کا ظاہر ہی اثر آنکھون پر
مہربان آپکی خفت مری سر آنکھون پر

دہن اوسکا مرا اوسکی نظر آئی نہ کبھی
ہو اگر عینک خورشید و قمر آنکھون پر

گہہ نظر جانب در گاہ نظر سوی فلک
شب کو صدمی یہ ہی تا سحر آنکھون پر

رحم آجاتا ہی دم فتنہ تجہکو قاتل / اپنی دامن کو بچہاتا ہی مری تر آنکھون پر

ہوگیا باغمین گلگشت کو تماشا اوسکا / چشم گل لب پہ تو نرگس کے نظر آنکھون پر

تیری زلفون پہ بلائین جو بلا گردان ہین / فتنی قربان ہین ای شعبدہ گر آنکھون پر

مرتبہ دیکھنے والیکا تری ایسا ہے / کہ بٹھاتی ہین سبھی اہل نظر آنکھون پر

صبح اوس فتنۂ محشر کو جو دیکھا ہمنی / ایک آشوب بپا ہے سحر آنکھون پر

۱۳۵ داغ کی دل کا تو کچھ بھید نہ پایا ہمنے / ایک حسرت سی برستی ہی مگر آنکھون پر ۱۷

دوستی کا ہو زمانے مین بھروسا کسپر / تو مجھے چھوڑ چلا ای دل شیدا کسپر

امتحان نالۂ دل کا تو دکھا دون لیکن / یہ تو سمجھو کہ فلک ٹوٹ پڑیگا کسپر

یون تو معشوق گل و شمع بھی کہلاتی ہین / دیکھنا یہ ہی کہ مرتا ہی زمانا کسپر

فتنہ پرداز دغا باز فسونگر عیار / ہای افسوس دل آیا ہی تو آیا کسپر

مجھسے کہتے ہین نکل لینگے ہمین کچھ بدلے / صاف کہدو کہ دل آیا ہی تمہارا کسپر

لیکے دل بھی نہ دیا بوسہ جو مانگا تو کہا / کوئی سنتا بھی ہی کرتی ہو تقاضا کسپر

غرق خون ہی مری مژگان تری پیکان سے / رنگ کھلتا ہے مگر دیکھیے اچھا کسپر

حور کی ناز و ادا کو تو فرشتے سمجھین / خلد مین کھائینگے ہم آپکا دھوکا کسپر

وہی قاتل وہی مخبر وہی منصف ہے / اقربا میری کرین خون کا دعوی کسپر

اوسکی تصویر جو یوسف کی مقابل کردین / دیکھیے گرتے ہین پھر اہل تماشا کسپر

جو کیا ہمنے کیا کسنے تری ساتھ سلوک / جو ہوا مجھپہ ہوا ہے ستم ایسا کسپر

دیدیا اوسکی مریضونکو خدا نے ہی جواب / آپ بھولی ہوئی بیٹھے ہین مسیحا کسپر

سانس بھی غیرت کے تم فتنہ بھی گئے ہو — چھپائی جاتی ہے دیا ہو تو سراپا کسی
کوئی گل باغ میں اوس غیرت گلستاں تو نہیں — آنکھ چپ رہتی ہے تری نرگس [illegible]
جانب چرخ اشارے سے بتایا اوس نے — جب کہا ملتے ہیں مرا صبح [illegible]
دل چرایا ہے مرا آپ بھری محفل میں — اور کہتی ہیں کہ ہے شب [illegible] شمار [illegible]

۱۳۶ — ۱۴

دل شاخ جاتی تو ہیں مقتل میں پیر ادل سب
دیکھیے وار کرے وہ ستم آرا کس پر

تنگ ہے دل وسعت دامان محشر دیکھ کر — اے جنون ہم پاؤں پھیلاتے ہیں [illegible] دیکھ کر
توڑ ڈالا آئینہ اپنا جو ہمسر دیکھ کر — کیا کرے وہ شعلہ خو اپنے سے بہتر دیکھ کر
حسرتیں لیتا رہے ہیں آرزو میں شاد ہیں — میری قسمت دیکھ کر میرا مقدر دیکھ کر
دشنۂ قاتل ہلال عید ہے اپنے لیے — ہمکو ملتی ہیں گلے یاروں سے خنجر دیکھ کر
کس حیرانی سے غرض کیا حسن عالم سوز کو — ہم نظر آتے پھرا جاتی ہیں اکثر دیکھ کر
خشک ہوتی ہے زبان زاہد کی استغفار سے — منہ میں بھر آتا ہے پانی دامن تر دیکھ کر
روز جا کر اوسکی کوچے سے پلٹ آتی ہیں ہم — دیدۂ حسرت سے پھرون جانب در دیکھ کر
سنتے ہی نالہ مرا وہ رہ گئے خنجر بکف — کچھ سمجھ کر سوچ کر ڈر کر سنبھل کر دیکھ کر
دید کے قابل ہے اے زاہد تماشا حشر کا — جائینگے جنت میں لیکن سیرون (?) بہر (?) دیکھ کر
وہ خوشی بھی دید کے قابل ہے جب تا ہو شاد — [illegible] سب کو مضطرب مضطر کو مضطر دیکھ کر
حضرت زاہد خدا کو آپنے دیکھا نہیں — [illegible] رہتی ہیں ہمارے بندہ پرور دیکھ کر
کر سکے کیا آگ ٹھنڈی میری آہ ناتوان — جو نگاہیں تیز ہو جاتی ہیں خنجر دیکھ کر
ہو گر رنج و بلا ہوں مجھکو کچھ پروا نہیں — [illegible] تا گذر جائیگا محشر دیکھ کر

چلتے پھرتی بھولی بھٹکی آ رہا پہنچی ہین ہم
ہائی ظالم غیر کی دلمین ترا گھر دیکھکر

دیکھنا یارو جگر کو رو رہا تھا ابھی ہین
وہ لیے جاتا ہی دل کوئی مکرر دیکھکر

کیسے جلسے چھوڑ کر ہم آئی ہین ای اہل شہر
دل بہر گا سیر سی دو چار محشر دیکھکر

۱۳۷ — ۹

سخت جانی سی بنی کیا داغ دیکھا چاہئی
آج لائی ہین وہ سو دو سو مین خنجر دیکھکر

ردیف زای منقوطہ

جو دکھا وہی نہ دیکھون رخ پر حجاب گر
یہ وہ آنکھہ ہی کہ دیکھا نہین جسنی خواب ہرگز

مری کثرت گنہ کی کوئی حد نہین ہی ہے
نہ غم عذاب مجکو نہ غم حساب ہرگز

مری آہ آتشین ہی کہ دماغ میں ہے
یہ بلند آسمان پر نہین آفتاب ہرگز

وہ ہی تیرا مصحف رخ اگر اسکو دیکھہ پائے
تو یہ کافر کتابی نہ چھوئین کتاب ہرگز

اگر آپ سول لیتی تو تمیز تشنہ ہوتی
ملی مفت کی جو زاہد وہ نہین شراب ہرگز

نہ مزاج بار بد نہ مرا نصیب ملتا
نہین اب ہی فلک ہمیشہ تجھی انقلاب ہرگز

وہ اثر سی مین ڈرا ہون یہ دعائین ناگہان ہون
کہ مری دعا الٰہی نہ ہو مستجاب ہرگز

یہ سمجھ کہ منع ہوگا رمضان مین آب دانہ
یہ غضب کہ تیس دن تک نہ پیین شراب ہرگز

۱۳۸ — ۲۵

کبھی داغ توبہ کی ہی کبھی پہر شراب پی ہی
نہ عذاب ہی ملیگا نہ ہمین ثواب ہرگز

ردیف سین مہملہ

پیتے ہی تیغ زن جو کرا کر وہ وہ بہر شکار
اوسے بھی سیا ہی مچھلیان ہو کین لگین ساحل کی پاس

ہی تجھکو عبث [illegible] جان کیون ہم پہ انکا گمان
یہ دل ایسی ہی چور ہی کہ انہین جو دل کے پاس

نا نکا ہوک مین آن ہو نکی چلتی ہین صد خدنگ
تیر کش مین قاتل کی انہین جو تیر ہین بسمل کی پاس

حسن آلیا [illegible] پہ بھی نظر اپنی رہی
رہتا ہی تنک پاسبان اوس گوشت بیچا جل کی پاس

دیکھی ہی اس بیتاب مین نور تجلی کی جھلک
برسون کیا ہی امتحان آئینہ رکھکر دل کی پاس
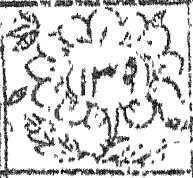
٣٩

دیکھی ہین حسن و عشق کی ہمنے نرالے شعبدے
موتی کی جو مٹھی مین تھا وہ داغ نکلا دل کی پاس

٢١

ردیف شین معجمہ
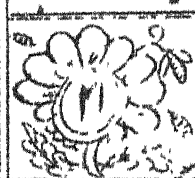
وہ سمجھی کیا فلک کینہ خواہ کی گردش
اوٹھائی جسنی تمہاری نگاہ کی گردش

طریق عشق مین ہو راہ راہ کی گردش
کبھی کبھی کا سکون گاہ گاہ کی گردش

بلا ہی قہر ہی چشم سیاہ کی گردش
کہ پھیرتی ہی چھری اوس نگاہ کی گردش

جو آفت کرون ابھی چکر اینی آسمان مین
بری بلا ہی مری دود آہ کی گردش

شب فراق جو پھیری ہی گرد پھرتی ہی
تلک شریک ہی بخت سیاہ کی گردش

بنا ہی یار کا ناصح پیامبر دیکھو
مری سبب مری اس خیرخواہ کی گردش

بلا ہی جل کے دل سخت ہو گیا ہوتا
کہ پیستے اوسے چشم سیاہ کی گردش

کبھی زمین پہ کبھی آسمان پہ تھی شب غم
رہیگی یاد مجھے برق آہ کی گردش

الٰہی دم مری آنکھون مین پھر کہان گی نہ آئے
کہ راہ رو کو قیامت ہی راہ کی گردش

اسی کہا مین [illegible] اپنی تو پاؤن ٹوٹ گئے
کہ برسون دیر سے تا خانقاہ کی گردش

کسیکو گردش کعبہ کسیکو گردش دیر — ہمین تو وہ ہی تری جلوہ گاہ کی گردش

اوسی جو ڈھونڈتی پھرتی تھی شام ملتا ہی — نہ یہ کہ خضر سی بھی گم کردہ راہ کی گردش

اونھی نہ غیر کے پہلو سی آپ کیا جانین — کسی غریب خراب و تباہ کی گردش

وہ اور پھول کی یون میرے گھر چلے آئین — مگر نصیب سے لی آئی راہ کی گردش

حصول محفل رندان سے کیا ہوا انکو — مگر حباب شکست پناہ کی گردش

اگر یہی ہی نزاکت تو وقت نظارہ — نہ لی اوڑ ہی تمہین دیکھو نگاہ کی گردش

یہ دل تو کیا ہی کہ طوف حرم کو چکرا دے — مژہ کی جنبش کافر نگاہ کی گردش

جنھین فروغ ہی عالم مین ہین وہ سرگردان — یہ دیکھو آئنہ ہی مہر و ماہ کی گردش

زمین و چرخ کوئی دم مین ہین تہ و بالا — یہی رہا جو تمہاری نگاہ کی گردش

اشارہ کر کی ملا غیر سے وہ روز حساب — مری نظر مین ہی یہ چشم گواہ کی گردش

۱۴۰

پھرینگے داغ نہ دلی کے دن یقین مانو
نہین ہی چرخ مین دولاب چاہ کی گردش

۱۵

مری موت خواب مین دیکھکر ہوئی خوب اپنی نظر سے خوش

اونھین عید کی سی خوشی ہوئی رہی شام تک وہ سحر سی خوش

کبھی شاد مرہم داغ سی کبھی آبلون کی گہر سے خوش

یہ بڑی خوشی کا مقام ہی غم ہجر یار سے گھر سے خوش

اونھین بزم غیر مین تھا گمان کہ یہ سادہ لوح بہل گیا

مجھے خوف عزت و آبرو کہ رہا فقط اسی ڈر سے خوش

کہون وصف بادۂ ناب کیا نہین زاہد ایسی کوئی دوا

جو دماغ اسکی اثر سے تر تو مزاج اسکے اثر سے خوش
اگر آبلہ ہے بھرا ہوا تو ہر ایک داغ جلا ہوا

جنہیں ہم نے سینے میں دی جگہ نہ وہ دل سے خوش نہ جگر ہو خوش
وہی دوست ہیں وہی آشنا وہی آسمان سے وہی زمین

عجب اتفاق زمانہ ہے کہ بشر نہیں ہے بشر سے خوش
مجھے چشم تر سے نہیں گلہ مرے دل کا داغ مٹا دیا

کر لیا ہے نور بصر اگر تو کیا ہے لخت جگر سے خوش
کبھی حال اہل عدم سنا تو وہ نہیں یہ وہم سما گیا

کسی بے نشان کا تو ذکر کیا نہ رہی وہ اپنی کمر سے خوش
ہو درد و آہ و غم و الم کبھی تنگ اپنے مقام سے

یہ ہو سر سے خوش وہ زبان سے خوش یہ ہو دل سے خوش وہ جگر سے خوش
یہ خوشا نصیب کہ یار نے مری موت غیر سے سن تو لے

یہ اگرچہ جھوٹ اڑائی تھی وہ ہوا تو ایسے خبر سے خوش
وہ گلی ہو اور نظارہ ہو یہ نظر ہو اور اشارہ ہو

کبھی شاد جلوۂ بام سے کبھی سیر روزن و در سے خوش
نہ مجھے شکوہ ہے ای فلک کبھی تو نے میری خوشی نہ کی

کوئی یہ بھی کام میں کام ہے جو کبھی ہوا اہل ہنر سے خوش
دل و دین لیا جو رقیب سے تو مبارک آپ کو یہ خوشی

مجھے فائدہ نہ مجھے نفع کیا کہ جو ہوں پرائی ضرر سے خوش

وہ تو حوریان بہشت ہین کہ ہر ایک فقیر سی شاد ہون

یہ بتان ہند ہین زاہد یہ حریص ہوتی ہین زر سے خوش

یہ سنا جو حضرت داغ نی کہ حضور کعبے کو جا ئینگے
یہی ذکر ہے یہی فکر ہے شب و روز عزم سفر سی خوش

۱۴۱ — ۹

ردیف صاد مہملہ

یہ نہ کہیے کہ نہین کام کی حرص — اور جو کافر کو ہو اسلام کی حرص
ہمنے توبہ ہین یہ لذت پائے — ہو گئی بادہ گلفام کی حرص
اوس نگہ سے مجھے فتنے کی طمع — اوس دہن سے مجھی دشنام کی حرص
ہو گیا جان کا خواہان قاصد — دے نہ اتنا جو ہو انعام کی حرص
ہای ساقی کا تغافل مجھ سے — اور مجھ رند سے آشام کی حرص
فتنہ گر وہ بھی ہوئی ہے مشہور — تھی قیامت کو تری نام کی حرص
آنکھ پھرتی ہی تری لیل و نہار — ہی اسی گردش ایام کی حرص
مل گئے میری سیہ بختی مین — دیکھنا زلف سیہ فام کی حرص
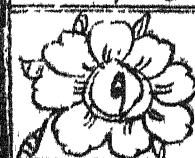
غیر کے ڈھنگ اوڑا و اسے داغ
ہے اگر راحت و آرام کی حرص

۱۴۲ — ۹

ردیف ضاد معجمہ

آئی وہ ہو گیا ہیان اوسکی بلا کو کیا غرض — جا ہی در قبول تک میری دعا کو کیا غرض

وہ نیم وعدہ کرتی ہی فی لمین پلٹ گئی
آدھی قسم صحیح تھی آدھی قسم غلط

ق
کل چھیڑ سی جو ہنس دی کہا کیون ستم شعار
کہتی ہین ہمسے ہم فسانۂ رنج والم غلط

ق
کیا ہمسے وراہ غیر سی رکتا نہین ہی تو
کیا جھوٹ ہی یقین ہمارا بھرم غلط

تجھسے امید ہو تو خدا سی ہون ناامید
کیا جانتی نہین تری وعدیکو ہم غلط

کیا کوچۂ رقیب مین چھپکر نہین گیا
ہو جائیگا سراغ نشان قدم غلط

مشہور کسکا نام ہی جھوٹا جہان مین
کہتا ہی روز کون قسم پر قسم غلط

دیکھا ہی تجکو آخر شب پاس غیر کے
کہتے ہین خواب صبح کا ہوتا ہی کم غلط

ایسی ہی خوش گئی ہین ترے کشتۂ فراق
تڑپینگے تیری یاد مین اہل عدم غلط

اپنی ہی گھر کو آپ سمجھنا کہی بہشت
اسکی سوا حکایت خلد و ارم غلط

لکھنا یہ نامہ بر سی مری وہ تو مر گیا
جھوٹا ہی تو یہ نامہ غلط یہ رقم غلط

تجھسے یقین کینہ و جور و جفا بجا
چشم وفا و الفت و مہر و کرم غلط

بولی وہ داغ آپ ہین جھوٹونکی بادشاہ
معشوق سی شکایت جور و ستم غلط

۱۴۴

حورون سی ملیے خلد برین کو سدھاریے
دنیا مین آپکا نہین ہونیکا غم غلط

۹

ردیف ظاء معجمہ

غم جاوید ہی ہمسے محظوظ
اور ہم تیرے ستم سی محظوظ

دلمکین رہتی ہین جو سنتی ہین
کب ہوی خلد و ارم سی محظوظ

کیون نہون چشم کرم کی مشتاق
ہوتی ہین اہل کرم سی محظوظ

کیون نہ بیٹھی رہی قیامت ظالم
فتنے ہین تیری قدم سی محفوظ

نامہ بر تجھسے وہ مسرور ہوگے
یا مری طرز رقم سے محفوظ

وہی تقدیر کہ مر کر بھی ہم
نہوی سیر عدم سے محفوظ

نہ ملی وہ تو کہین بھی کیا خوب
پھر ہون ہم دیر و حرم سی محفوظ

وصل مین شاد ہو کیسا کیسا
جو ہو ہوئی بھی قسم سی محفوظ

۱۲۵ — ۱۰

بیکسی مین ہی غنیمت ای داغ
کیون ہون عشق کی غم سے محفوظ

قول و قسم کی شرم ملاقات کا لحاظ
انسان کو ضرور ہے ہر بات کا لحاظ

تھوڑی سی پی ہی لی ہی بہت جستجو کی بعد
اٹھی گیا ہی پیر خرابات کا لحاظ

دامن جھٹک جھٹک کی چھڑایا ہزار بار
تمکو ہوا نہ خاک مری ہات کا لحاظ

ای شیخ یاد دوست مین ہین مست ان دنون
لازم ہی تجھسے رند خوش اوقات کا لحاظ

کل غیر کی بھی سامنی جھپکیگی تیری آنکھ
دنکو منہ دکھائیگا اس رات کا لحاظ

دیکھو ادھر ادھر نظر ہو چکی حیا
کیا جانتا نہین کوئی اس گھات کا لحاظ

کل بھی خدا کیواسطے رکھنا خیال مین
ان منتون کی شرم و مدارات کا لحاظ

اقرار بھی ہی وصل پر انکار بھی اونہین
اس بات کا لحاظ نہ اوس بات کا لحاظ

فریاد نالہ شور فغان شیون آہ
ساتون فلک بھی کرتی ہین ان سات کا لحاظ

۱۲۶ — ۱۱

ای داغ میکدے مین گئی ہین جناب شیخ
ٹوٹا ہی آج قبلہ حاجات کا لحاظ

ردیف عین مہملہ
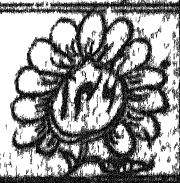
اس شوق کی نہیں بت قاتل کو اطلاع
افسوس ہی کہ وہ لگی نہو دل کو اطلاع

ساری جہانکو گردش مجنون کی ہو خبر
لیکن نہو تو صاحب محمل کو اطلاع

مین ناتوان چلا ہون نہ ہی پاؤن سے طرح
میری نہین ہی رہبر منزل کو اطلاع

صورت دکھا کی آئنی کو نام ہی بتا دو
ہو جای خوب رو مقابل کو اطلاع

جانکاہ عاشقونکو ہی یون ہجر کی خبر
جسطرح ہو خزان کی عنادل کو اطلاع

ہی آدمی کی پردہ غفلت سے زندگی
مر جای گر ذرا ہی ہو غافل کو اطلاع

چھپتی ہی کب چھپائی سی اہل کرم کی شان
ہوتی ہی خود بخود دل سائل کو اطلاع

ہم تشنہ کام بزم سی اوٹھ آئی لاکھ بار
اسکی نہین ہی ساقی محفل کو اطلاع

مرتا ہی کون عشق مین کسنی کیا ہی وار
قاتل کو اطلاع نہ بسمل کو اطلاع

وہ پہلوی رقیب مین ہی مست و بیخبر
دی ای فغان بیکار کی غافل کو اطلاع

۱۴۷

راتونکو مجھسی چھپ کی جب وہ گئی ہین عدو کی گھر
ای داغ ہو گئی ہی مری دلکو اطلاع

۹

ردیف غین معجمہ

مانند گل ہین میری جگر مین چراغ داغ
پروانی دیکھتی ہین تماشای باغ داغ

لب تشنگی لگی کی لبمین سماتا ہی داغ عشق
میدان حشر جا ہی بہر سراغ داغ

بھر جای سوز دل کا مزہ آنکھ مین اگر
ہو مثل لالہ دیدہ نرگس ایاغ داغ

کہتا ہو داغ دل مہ داہی ناخن جنون
لبریز خون سی ہی پیہم ایاغ داغ

مرگ عدو سی جسکی دلمین چھپا نہو
تیری جگر مین اب نہین ملتا سراغ داغ

دل میں قمر کی جب سے ملی ہے اسے جگہہ — اوس دن سے ہو گیا ہے فلک کا چراغ داغ

جالیں جو لیلی کا داغ جنوں وحشیان عشق — ہو جائے نام گلشن فردوس باغ داغ

تاریکئی لحد سے نہیں دل جلے کو خوف — روشن رہیگا تا بقیامت چراغ داغ

۱۴۸ — ۱۲

مولا نے اپنے فضل کرم سے بچا لیا

رہتا وگرنہ ایک نہ ملنے کو داغ داغ

ردیف فا

کیسی حیا و شرم طبیعت ہے بر خلاف — بولی ہزار بار وہ مجھ سے مگر خلاف

باہم تمہاری عشق میں یہ پھوٹ پڑ گئی — آنکھوں سے دل خلاف ہے دل سے جگر خلاف

کشتی ہو تباہ کسے نامراد کے — چلتی ہے آج صبح سے باد سحر خلاف

مجھکو گمان تھا کہ ملیگا قریب سے — یہ اتفاق ہے کہ رہا نامہ بر خلاف

بے مہر تیری جو رسب اسنے بھلا دیے — کس وجہ بر خلاف ہے دل کسقدر خلاف

افسوس مجھ تباہ کی صورت نہیں ہے — قسمت ادہر خلاف طبیعت ادہر خلاف

تجویز چارہ گری تو کی ہے دوائے عشق — یا رب مری مزاج کی ہو بیشتر خلاف

اسسے زیادہ اور بعلم نہیں کوئی — ہے خوش نصیب جس سے زمانہ ہو بر خلاف

مجھ سے مری نگاہ پھری دیکھنا اثر — دیکھی تھی آج میں نے کسیکی نظر خلاف

ایسا شعبدہ اوٹھائینگی یہ بدگمانیاں — لکھے ہیں میں نے اونکو گلے سر بسر خلاف

ایسا ہو مجھ سے بگڑ جائے راہ میں — سب سے مرا طریق ہے اے راہبر خلاف

اے داغ زندگی کی توقع ہو کسطرح

۱۴۹ قسمت خراب سخت مرض چارہ گر خلاف ۹

کیون نہین تم مجھسے مرے جان صاف / چاہیے انسان سے انسان صاف

موت کی صورت نظر آتی ہے مجھے / ہے وہ تیرے تیر کا پیکان صاف

چھٹ گئی سب بھیر مشتاقون کی آج / کر دیا سفاک نے میدان صاف

کینہ جو اک صاف باطن کو نہین / ہین تری محفل مین سب سامان صاف

خط نہ دیکھا مصحف رخ پر ترے / یہ نظر آیا عجب قرآن صاف

اونکے گھر مین مجمع اغیار تھا / ہم یہ سمجھے تھے کہ ہے میدان صاف

خانۂ دل کی صفائی ہو گئی / پھر نہین مجھسے مرا مہمان صاف

اسکے ہاتھون خاک مین ملجائینگے / دل کدورت سے نہین اک آن صاف

۱۵۰ مشغلہ ہے یہ جناب داغ کا / ہو رہا ہے آج کل دیوان صاف ۱۵

دیکھا نہ ہمنے رشک سے اغیار کیطرف / منہ پھیر بیٹھے بزم مین دیوار کیطرف

اے دل خوشا وہ دل جو پھرے یار کیطرف / دونون جہان ہین ایسے طرفدار کیطرف

وہ دیکھتے ہین بزم مین اغیار کیطرف / مین دیکھتا ہون چرخ ستمگار کیطرف

سیل سرشک اپنے ہی گھر مین بہائینگے / کیون جائے یہ بلا تری دیوار کیطرف

بیٹھے بٹھائے آئی جو شامت تو کیا علاج / دل نے کہا کہ آؤ چلین یار کیطرف

شوخی سے دیکھنا نہین آتا ابھی اونہین / غمزے سے جھانک لیتے ہین بازار کیطرف

جادو کیا رقیب پر اوسنے تو کیا عجب / دیکھو تم اپنی چشم فسونکار کیطرف

بخشینگے حشر مین کب مجرمان عشق / رحمت کھنچیگی ہم ہین گنہگار کیطرف

چاہی تھی داد ہمنی دل صاف کی مگر
آئینہ ہوگیا تری رخسار کیطرف

تصویر کو بھی اوسکی یہانتک شرور ہے
دیکھی کبھی نہ طالب دیدار کیطرف

تقصیر میفروش کی ای محتسب نہین
یہ چیز اور کی جاتی ہی میخوار کیطرف

آتا نہین قریب کوئی دور دور سے
اوٹھتی ہین اونگلیان تری بیمار کیطرف

بولی وہ آپ کب سے بنی ہین حمایتی
یہ کہکے جھک پڑی مری غمخوار کیطرف

چلتے نہین وہ شرم سی نیچی نظر کئے
آنکھین لگی ہین شوخی رفتار کیطرف

۱۵۱

دی جان کس خوشی سی تہ تیغ داغ نے
لب پر تبسم اور نظر یار کیطرف

(۱)

ردیف قاف

غم اوٹھانے کے ہین ہزار طریق
کہ زمانے کے ہین ہزار طریق

غیر کے ذکر پر نہین موقوف
جی جلانے کے ہین ہزار طریق

نہین خالی تسلیان اونکی
آزمانے کے ہین ہزار طریق

مہربانی کی ایک راہ تو ہو
گر ستانے کے ہین ہزار طریق

خواب مین تمکو کسنے روکا ہے
آنے جانے کے ہین ہزار طریق

دل مین آیا ہزار راہ سے غم
اس ٹھکانے کے ہین ہزار طریق

اونکو سو سو بہانے آتے ہین
ہر بہانے کے ہین ہزار طریق

جان سی جائینگے ہم ای دربان
قید خانے کے ہین ہزار طریق

دی ہی اوسنے غیر کو جھوٹے
منہ لگانے کے ہین ہزار طریق

ابھی کم سن ہو تم نہیں واقف | دل دکھانیکے ہین ہزار طریق

۱۵۲

دل ع اب فاقہ مست بن بیٹھے
مانگ کھانے کے ہین ہزار طریق

۱۱

ردیف کاف تازی
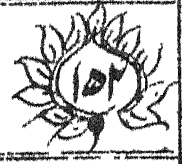
دعا مانگے دل غمگین کہانتک | کہون مین دمبدم آمین کہانتک
مسلمانو لئے بغض و کین کہانتک | کہانتک لی بت بیدین کہانتک
تری بیمار کو آتی نہین موت | پڑھے جاتی کوئی لیسین کہانتک
تڑپنے دو ابھی مین بھی تو دیکھون | وہ دیتی ہین مجھے تسکین کہانتک
مجھے چھوڑین خدا پر دوست میرے | یہ ہنگامہ سر بالین کہانتک
خدا اوس بت کی باتونکا ہی شنا | گیا شور لب شیرین کہانتک
مرا منہ تھک گیا شکر جفا سے | کرون مین آفرین تحسین کہانتک
پریشانی سیہ بختون کی دیکھو | بنیگا طرہ مشکین کہانتک
تصور مین عدو کے تم ہو بیدار | سناؤن قصہ رنگین کہانتک
بجا ہی عشق مین بیصبر مین ہون | رہیگی آپ کی تمکین کہانتک

۵۳
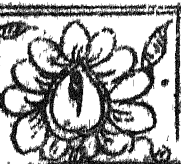
رہیگا مصطفی آباد مین داغ
غریب و عاجز و مسکین کہانتک

۹

جا سکے جو نہ آپکے در تک | جا ہی وہ داد خواہ محشر تک
دل کا آئینہ خوب صاف کیا | اور بھنے رلائے جوہر تک

پہونچا نا سوز سینہ تا بہ جگر ہمنے پونچایا جو ز گوہر تک
ہجر مین یون ہی تو ہوا نہ وصال پہیر دیکہے گلے نہ غنچہ تک
تو رہے اور خرام ناز ترا یہی فتنہ بہت ہی محشر تک
آتش تو بہ سوز خاک سے لگے آنچ آئے نہ دامن تر تک
کیا ٹہکانا ہے اس کدورت کا خاک اوڑتی ہے دیدۂ تر تک
سب نے جب غیر کا سلام لیا ہاتہ آ آ کے رہگیا سر تک

۱۵۴

کوئی مشتاق ہے داغ دل ای داغ
یہ جلیگا چراغ محشر تک

۱۳
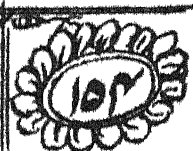
ساقیا ابہی دی جام شتاب ایک پر ایک
آج محفل مین گری مست شراب ایک پر ایک
ہی ہی عشق مین گرم عتاب ایک پر ایک
اور کہنچی ہوئی شمشیر پر آب ایک پر ایک
گل بازی ہی حسینون مین مرا افسانہ
پہینک دیتا ہی محبت کے کتاب ایک پر ایک
جوشش ہی جو ترا حسن تو ای پردہ نشین
زور کرتا ہی غضب سے نقاب ایک پر ایک
توڑا سطح سے ہی نالہ دل ساتون فلک
گر گرین ٹوٹ کی یہ خانہ خراب ایک پر ایک
نہ دیا الجہ کیا وان ہی نگاہون نے تری
تو پڑا ہوگا لو سنین و ز حسنا ایک پر ایک
گر سنی بزم طرب مین مری آہنگ فغان
چڑہ گئی ہوئی نہ کبہی تار رباب ایک پر ایک
دل کو سو داغ نہ دو جان کو سو رنج نہ دو
منصفی شرط ہی لازم ہی عذاب ایک پر ایک
کبہی پورا نہوا تیری جفاؤن کا شمار
ہم تبہ ہاتی ہی گنی وقت حساب ایک پر ایک
لب بجو سیر کو آیا ہی جو وہ بحر جمال
ٹوٹا پڑتا ہی تماشی کو حباب ایک پر ایک
جور پر جور غضب پر ہی غضب ظلم پہ ظلم
بہی قہر ایک پہ ایک آفت ہی عتاب ایک پہ ایک

یاد آتی ہی اونہین وہ ہمدم اک بات نئی
روز آتا ہی مری خط کا جواب ایک ایک

(۱۵۵) (۹)

جب کبھی داغ کیا ہمنے سوال بوسہ
سیکڑون اونہنی دیی سخت جواب ایک ایک

کتاب عشق کی اولٹی ورق اول سی آخر تک
اگر سمجھے نہ ہم اسکا سبق اول سی آخر تک

بری ہی ابتدا سی انتہا سی تیری الفت کے
کہ اسمین ہین غم و رنج و قلق اول سی آخر تک

کبھی ہی عرش اعلی پر کبھی تحت الثری پر ہین ے
کھلے ہین شیخ پر چودہ طبق اول سی آخر تک

نہ انکو تحفی ہین تجہی بتاہون اپنی اہد
رہیگا تیر یکسان یہ عرق اول سی آخر تک

ہزارون دوست دشمن بزم مین اوسکو رہے لیکن
رہا اک شکل پر نظم و نسق اول سی آخر تک

ازل سی تا ابد پائی نہ راحت اس جراحت نے
رہا ہم بسملونکا سینہ شق اول سی آخر تک

بہار عارض گلگون سی تیری سلکو کیا نسبت
نہین اک رنگ پر یہ شفق اول سی آخر تک

بشر کو گر نہ ملتی کسکو ملتی عشق کی دولت
نہین تہا کوئی اسکا مستحق اول سی آخر تک

(۱۵۶) (۱۳)

لکھون اوسکو جواب ای داغ کیا مین سخت حیران ہون
لکھے ہین خط مین مضمون ادق اول سی آخر تک

ردیف کاف فارسی

کیون نہ جہانمین ہو عیان عیب و ہنر الگ الگ
دیکھتی ہین بچشم غور اہل نظر الگ الگ

اوسکی تلاش مین نگر ایک کا ایک ہی رقیب
پھرتی ہین روز و شب جہان شمس و قمر الگ الگ

راہ مین انکو وہم تہا کوئی نہ بدگمان ہو
آئی تو ساتھ ساتھ وہ مجھسی مگر الگ الگ

تیغ نگاہ یار کو دیتی ہین سرگہری دعا
پارہ دل جدا جدا لخت جگر الگ الگ

روح فزا کسیکو ہی روح گزا کسیکو ہی — بادہ عشق نی کیا اپنا اثر الگ الگ

کسکا یقین کیجیی کسکا یقین کیجیی — لائی ہین اوسکی بزم سی یار خبر الگ الگ

صبح شب جمال ہین پانو پر اونکی گر پڑا — کہنے لگی وہ ناز سی وقت سحر الگ الگ

ہین جو ن وہ سر تو وہ ادہر ہین جو ن ہاتھ یو وہ ہان — رہتی ہین مجھ سی دور دور آٹھ پہر الگ الگ

ہوتی ہین کیونکر اک جگہ عجب اتفاق ہی — جاتی ہین جانب عدم لیکی بشر الگ الگ

رنج فراق یار ہی صدمہ روزگار ہی — ایک دل اور اتنی غم جا ہی گھر الگ الگ

خوش کا مرتبہ کیا تو نی قتیل تیغ کا — کٹکے گری ہین دست و پا سینہ و سر الگ الگ

اونکو یہ وہم ہی کہین ایک ہی مل نجائے — لوگ بہت ہین بزم مین ہین مگر الگ الگ

۱۵۷ — ۱۷

حشر کو اوسنی چن لیی داغ گناہگار عشق — تاڑ گئی ہزار مین اوسکی نظر الگ الگ

ردیف لام
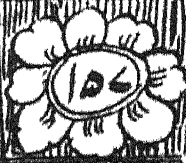
بسمل نہ ہی زمانیکو پروردگار دل — آشفتہ دل فریفتہ دل بیقرار دل

ہر بار مانگتی ہے نیا چشم یار دل — اک دل کی کسطرح سی بناؤن ہزار دل

مشہور ہو گئی ہی زیارت شہید کی — خون گشتہ آرزو کا بنا ہی مزار دل

یہ صیدگاہ عشق ہی ٹھہرا ہی نگاہ — صیاد مضطرب سی نہ ہوگا شکار دل

طوفان نوح سی ہو تو ملجا ہی خاک مین — اللہ ری غبار ترا یہ غبار دل

پوچھا جو اوسنی طالب و زجر ابھی کون — نکلا مری زبان سی بی اختیار دل

کرتی ہو عہد وصل تو اتنا رہی خیال — پیمان سی زیادہ ہی ناپائدار دل

تاثیر عشق یہ ہی تری عہد حسن مین / مٹی کا ہی بنائین تو ہو بیقرار دل

اسکی تلاش سے ہے کہ نظر آئے آرزو / ظالم نے روز چاک کیے ہین ہزار دل

عالم ہوا تمام رہا اوسکو شوق جور / برسائے آسمان سے پروردگار دل

پہلے کہیل کی چاہ کا کیجیے نہ امتحان / آنا تو سیکھہ لے ابھی دو چار بار دل

نکلے مری بغل سے وہ ایسی تڑپ کے ساتھ / یاد آگیا مجھے وہین بے اختیار دل

اے عندلیب تجکو لگی کب ہوائے عشق / کلیونکی طرح تجھمین نہ ہوئے ہزار دل

عاشق ہوئے وہ جب سے عدو پر یہ حال ہے / رکھہ رکھہ کے ہاتھہ دیکھتے ہین بار بار دل

اوسنے کہا ہی صبر پڑیگا رقیب کا / لی اور بیقرار ہوا ہی بیقرار دل

بیتاب ہو کے بزم سے اوسکی اوٹھا دیا / غافل مین ہون مگر ہی بہت ہوشیار دل

١٩ مشہور ہین سکندر و جم کی نشانیان / اے داغ چھوڑ جائینگے ہم یادگار دل ٢٠

ہوا زمانہ پیری عذاب مین داخل / جوان تھی تو جوانی تھی خواب مین داخل

پڑھی نماز جنازہ کبھی میری قاتل نے / گناہ کرکے ہوا ہی ثواب مین داخل

غلط رہا ہی وہی ابتدا سے آخر تک / ہوئی ہے جو لکھی رقم حساب مین داخل

کسی نے دست تسلی سے ایسی چٹکی لی / سکون دل ہی ہوا اضطراب مین داخل

بہت ہی ناز تمھین خال مصحف رخ پر / مگر یہ نکتہ نہین انتخاب مین داخل

ہوا یہ شرم معاصی سے پانی پانی مین / تمام خلط عناصر ہین آب مین داخل

رقیب کو بھی اگر پلائی بھی ساقی نے / کیا نہ زہر ذرا سا شراب مین داخل

تمھارا دوکی لگاتا ہوا ہی کیون مقبول / خدا کا نام نہین اس کتاب مین داخل

کیا اب بھی عشق ظلم کی ارمان رہ گئے — ایک ایک دن مین تو نی ہزارون ستائی دل

آئینہ جانکر او نہین اغماض ہو گیا — یہ کیا کیا برا ہوا اترائی صفائی دل

شکوہ کیا کہ شکر کیا ہینسہ یار کا — تھم تھم کی نرم نرم کچھ آئی صدائی دل

پایا نہ اوس گلی مین دل اپنا کسی جگہہ — یون ہم گری پڑی تو بہت ڈھونڈھ لائی دل

تعریف اونکی ہوتی ہی کیون میرے روبرو — تم چاہتی ہو یہ کہ رقیبون پہ آئی دل

جور سپہر و ظلم بتان سہ گئی بہت — رستم وہی ہی جسنی اوٹھائی جفائی دل

ایسا بناؤن شیشہ کہ یہ یاد ہی کری — اگلی کسی طرح مری قابو مین آئی دل

۱۶۰

لیتے تھے وہ سنبھلے برا مان جائینگے
ای داغ اوسنی اور کہو ماجرائی دل

۱۱

ردیف میم

چہک لیتی ہین آج اک ساغر سی ہم — ہاتھ دھو بیٹھے ہی کوثر سے ہم

تنگدستی مین جا کی اوس بت کا پتا — پوچھتے پھرتی ہین ہر گھر سے ہم

قصد صحرا ہی دل ویران کی ساتھ — اک بیابان لیچلی ہین گھر سے ہم

جب رگ جان سی لگی کرتا ہی خون — چھیڑ دیتی ہین اوسی نشتر سے ہم

تیر تیرا ہے کہ مژگان سی نہین — کچھ کھٹکتی ہین اسی نشتر سے ہم

کسقدر کشتی ہی راہ شوق جلد — تیز چلتی ہین تری خنجر سے ہم

کیا کہین کس سی کہین کسکی لیی — پھرتی ہین چارون طرف مضطر سے ہم

حضرت واعظ نی چھیا کہا — پھر نہ بولی کچھ خدا کی ڈر سے ہم

دل جو اپنا ہمنے مانگا تو کہا | کیا چرالائے تمہارے گھرسے ہم
ہمسری تجھسے کرے گا آسمان | صدقہ کر ڈالین ترے سر سے ہم

۱۶۱ وہ ستمگر روبرو ہوگا تو داغ
کیا کہینگے داور محشر سے ہم ۹

ڈرتی ہین چشم و زلف و نگاہ و ادا سے ہم | ہر دم پناہ مانگتی ہین ہر بلا سے ہم
معشوق جاہی حور ملی می بجای آب | محشر مین وہ سوال کرینگے خدا سے ہم
گر جاتو کسی بہانی سی آجای وقت نزع | ظالم کرین ہزار بہانے قضا سے ہم
گو حال دل چھپاتی ہین پر اسکو کیا کرین | آتی ہین خود بخود نظر اک مبتلا سے ہم
ناچار اختیار کیا شیوۂ رقیب | کچھ بچپنائی خوب ہین گذری جفا سے ہم
مانگی ہوگی خضر نی یون عمر جاودان | کیا اپنی موت مانگتی ہین التجا سے ہم
دیکھین تو پہلے کون مٹی اوسکی راہ مین | بیٹھے ہین شرط باندھ کی ہر نقش پا سے ہم
مجبور اپنی شیوۂ شرم و حیا سے تم | ناچار اضطراب دل مبتلا سے ہم

۱۶۲ یہ آرزو ہے آنکھ مین سرمہ لگائیے
ای داغ خاک پائی رسول خدا سی ہم ۹
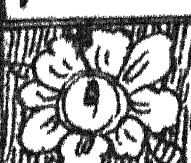
شب وصال نہ نکلے بنو حیا کے تم | جفا کے کیسے گلے ہم کرین وفا کی تم
اگر خوشی تو ہوئی ہی کہ ہنستے آئی ہو | گئے تھے کیا کسی مروی پہ آشنا کی تم
ہو حشر مین وہ لوگون ہون یکہ طلب | ہمارے ساتھ چلو سامنے خدا کی تم
ملی نہین ملتی بغیر دل کے نبیہ | یہ ڈھنگ سیکھ گئی کسکی التجا کی تم
جو ناز ہوا اپنی بیگناہی کا | کہا وہنون نے کہ سزاوار ہو سزا کی تم

مری زبان جلانی سی کیا جلیگا اثر
کہ جانتی ہی نہین شکستہ ہی دعا کی تم

کیا جو شکوہ عزیزون نی میری قاتل سی
کہا یہ اوسنی کہ قائل نہین قضا کی تم

کہین نہ حضرت دل ہی سی تم دغا کرنا
ہماری دوست پرانی ہو ابتدا کی تم
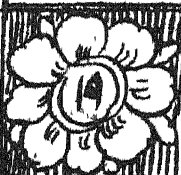
۱۶۳ — تمہاری شعر مین گرمی ہی کس قیامت کی
جلے ہوئے ہو مگر داغ انتہا کی تم — ۱۹

ردیف نون

بیکسی صدمۂ ہجران کی بھی تاب نہین
کاش دشمن ہی چلی آئین جو احباب نہین

قبر مین بھی نہ بجھی آتش غم وای نصیب
ہم جہان دفن ہین وان زیر زمین آب نہین

بخت بیدار نہ یہ دیدۂ دربان یارب
چشم مشتاق کی تقدیر مین کیون خواب نہین

تجھکو ای بخت سیہ آگ لگا کر دیکھون
شب ہجران مین اگر جلوۂ مہتاب نہین

جام کوثر اوسی سیکش کو ملیگا زاہد
بول اوٹھا جو کوئی ہمکو بھی تاب نہین

چہیڑ تھمتی ہی کوئی نالہ کوئی رکتا ہے
چارہ گر ناخن وحشت ہی یہ مضراب نہین

اب لفافہ بھی نہین خط کا خدا کی قدرت
پہلے اتنی ہی شکایت تہی کہ القاب نہین

وان یہ ٹھہری ہی کہ اسکو بھی نظر مین رکھیی
اب جو ٹھہری تو ہمارا دل بیتاب نہین

دیکھہ بتخانہ مین تصویر کا عالم ای شیخ
یان مصلا نہین منبر نہین محراب نہین

آنکھہ لگتی ہی تو کہتی ہین کہ نیند آتی ہی
آنکھہ اپنی جو لگی چین نہین خواب نہین

راز دل کسسے کہون حضرت ناصح کیسی
جو مری دوست ہین کیا غیر کی احباب نہین

نامہ بر مجھسی یہ کہتا ہی کہ تم تو کیا ہو
بادشہ بھی ترے قابل القاب نہین

نہ ملی مجکو مری حال پہ رونیوالے — عیش کیسا کہ یہان غم کی بھی اسباب نہین

مجسی بیتاب کی میت پہ پلٹین گیسون کا ضرور — کیا میسر مری احباب کو سیماب نہین

جستجو چاہیی گو خون جگر ہی ملجاوی — رزق انسان کا کمیاب ہی نایاب نہین

پوچھتی کیا ہو کہ دیکھا شب وعدہ کیا کیا — تمسے تعبیر بن آئی وہ مرا خواب نہین
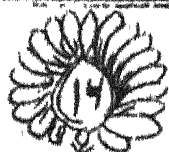
موت شتاب کوچۂ قاتل مین کہڑی ہتی کہ — یہ بھی قسمت کی تری ہی دل بیتاب نہین

طعنے دینی کو محبت مین برا کہنے کو — کونسی روز یہان مجمع احباب نہین

۱۶۴

حال دل جسنے کہا اوسنی کہا بس خاموش
داغ اس درد کی سننے کی ہمین تاب نہین

۱۶
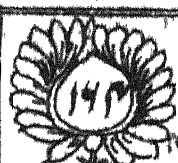
کیا کیا فریب لکھ دیی اضطراب مین — اونکی طرف سی آپ لکھی خط جواب مین

شوخی نی تمکو ڈالدیا اضطراب مین — کچھ تمکنت کا لطف دکہایا شباب مین

ہی پائدار رشتۂ عمر مسیح سے — میرا ہی تار جیب لگانا نقاب مین

کچھ شان مغفرت ہی نہین ورنہ زاہدو — ڈوبین گناہ بادہ کشونکی شراب مین

کیا جانین کیا سکھائینگی اونکو صلاح کار — ہر روز گفتگو ہی نئی میری باب مین

ہی اہل حشر جمع ہین این سطر جلکی لوگ — دو کچھ صلاح مجکو طبیعت کے باب مین

جور و جفا کا انتظار کریی کون حشر تک — مئی کی ہی ملی تو روا ہی شباب مین

پیر مغان کی دل شکنی کا رہا خیال — داخل ہوا ہون تو بھی پہلی ثواب مین

ہر وقت انتظار طلب مین ہین مستعد — رہتا ہی ایک پانون ہمارا رکاب مین

گر وہ آئینگی تو اجل آئیگی ضرور — تسکین ملی ہوئی ہی مری اضطراب مین

بھی جانتا ہی [illegible] انکی ہون حسرت [illegible] — کچھ تو لگی کی دیر سوال و جواب مین

دنیا کی باز پرس سی ابتک نہین نجات
الجھا ہوا ہون حشر کی دن بھی حساب مین

کوئی گلہ کریگا نہ غصے کی بات کا
کہنا ہو جو کچھ کہو وہ کہ تو عتاب مین

رکھنا قدم تصور جانان سنبھال کر
کانٹی ہی جا بجا مری چشم پرآب مین

ای شیخ جو بتائی ہی عشق کو حرام
ایسی کی دو لگائی بھگو کر شراب مین

۱۶۵

ای داغ کوئی مجھسا نہوگا گناہگار
ہی معصیت ہی میری جہنم عذاب مین

۱۱

سوز و گداز عشق کا لذت چشیدہ ہون
مانند آبلہ ہمہ تن آبدیدہ ہون

سرو سہی ہون اور نہ شاخ خمیدہ ہون
تسلیم و راستی کی لیے آفریدہ ہون

گر تو نہو تو سیر کسی کافر کا دل لگے
دوزخ مین آرمیدہ ارم سی رمیدہ ہون

نازک مزاجیون نی مجھی تجھسا کر دیا
ای خنجر مین اپنی ہی آب کی کشیدہ ہون
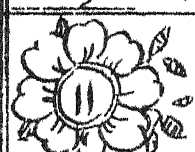
اللہ ری کشاکش دیر و حرم کہ مین
ظالم ہزار ہاتھ سی دامن دریدہ ہون

پروانہ پاس شمع کی بلبل ہی گل کی پاس
اک مین کہ تیری بزم مین خلوت گزیدہ ہون

بیتاب درد ہون تو دل راز دار ہون
لبریز شکوہ ہون تو زبان بریدہ ہون

افتادگی پہ بھی نگئی اوسکی جستجو
گویا زمین پہ سایۂ مرغ پریدہ ہون

ای آرزوی تازہ نکر مجھسے چھیڑ چھاڑ
مین پای شوق و دست تمنا بریدہ ہون

صیاد پر ہون بار تو ہون باغبان کو خار
آزاد دام و تا بچمن نارسیدہ ہون

۱۶۶

ای داغ جسکی واسطی روز جزا بنا
وہ کون ہی وہ مین ہی تو آفت رسیدہ ہون

۱۲

الٹی کیا کرین ضبط محبت ہتھوڑی باز
کرنا لی تیشہ جن ہن کر کبھی مین آتی تھین

کبھی جھکتا ہون شیشی پر کبھی پیمانہ عزیز
مری بیہوشیون سے ہوش ساقی کی بکھرتی ہین

الٰہی دیدۂ دل تو نہ ٹھہری رنگ ٹھہری
کہین حسرت گذرتی ہی کہین ارمان ہی گذرتی ہین

کوئی کہدی کہ تسنی حال کیا پھر دیکھیے کیا کیا
اوچھلتی ہین وکھرتی ہین لپٹتی ہین بگڑتی ہین

ادا بیساختہ ان گیسوؤنکی کچھ نرالی ہی
بنائی سی بگڑتی ہین سنوارے سی بکھرتی ہین

تمہاری بدمزاجی سی ہمین کیونکر نہ خوف آئے
مثل مشہور ہی صبا جیسے ہی ڈرتی ہین

ستم دیکھو یہان یخ پر کتا ہی وہ ظالم
یہ صدمہ تو نہین آخر کسی پر ہم ہی مرتی ہین

۱۶۷

نہ پوچھو داغ ہمسے انتظار یار کی صورت
یہ آنکھین جانتی ہین خوب جو نقشی گذرتی ہین

۱۱

اس چمن مین گو برنگ سبزہ بیگانہ ہون
گل ہی رنگین ہو مین اپنی رنگ کا دیوانہ ہون

مین تو ہر انداز معشوقانہ کا دیوانہ ہون
گل پہ بلبل ہون اگر تو شمع پر پروانہ ہون

غفلت خوابیدگان خاک کی اوڑتی ہین ہوش
مین شراب بیخودی سی اسقدر مستانہ ہون

چھپتی سو سو ظلم دل کی واسطے اک اضطراب
اور پھر کہتا ہی ہین ہی عشق مین مردانہ ہون

غیر ناکامی ہوا حاصل اس ہیجانی مین
جامی ہی حسرت بھری ہی مجھہ مین وہ پیمانہ ہون

جسقدر عاشق ہی صبا اوس خاک کا ذرہ ہون مین
برق جسپر لوٹ ہی اوس کھیت کا دیوانہ ہون

گر رہینگے کام کچھ آخر مری ناکامیان
جسقدر نادان ہون اوتنا ہی مین فرزانہ ہون

مجھسے ای گبر و مسلمان کسلیے اتنا تپاک
قابل مسجد نہ ہرگز لائق بتخانہ ہون

وصل کی گرمی جو ہی بابا نہی نازک طبع یہ
شمع سی کافور ہو جاتا ہون وہ پروانہ ہون

مین اگر صدر دلی مین ہون تو اک رد ہان
مین نہ با نیز ہمزبان کی ہون جو اک افسانہ ہون

ہی مرا سہ تیرگی ای داغ میری روشنی

۶۸ کو چراغ خانہ ہون پر آفت کاشانہ ہون ۱۱

میرا جیا ہوا نہ کس کس مین
ہین بنا چہوا او نکے جانس مین

ہای کس طور سی بنی وہ کام
ہو قدم دل کا درمیان مین

ہی کسیکا تو انتظار تجہے
آنکہ ہاتی ہی تیری نرگس مین

دل کا ویرانہ ہوگیا لیکن
اب بہی ہی تیری آرزو اس مین

درہم داغ دل کو ہاتہ لگا
مال آیا ہے دست مفلس مین

دل بیتاب کے تڑپنے سے
آگئی جان جسم بیحس مین

ہم ستم سی ہی خوش ہین ای ظالم
وہ ستم کوئی لطف ہو جس مین

آنکہ اوسکی صفائی دیکہتی ہی
ڈالدی خاک چشم نرگس مین

تم پہ عاشق نہون تو کسپر ہون
تم مین جو بات ہی وہ ہی کس مین

گر کہا تم سے گلے ملجاؤ
مل گیا زہر کو نا اس مین

۱۶۹ تجہکو دشمن سی کیا گلہ اے داغ
انس پاتا نہین ہون مونس مین ۹

جب کہا اور بہی دنیا مین حسین اچہی ہین
کیا ہی جہنجلا کی وہ بولی کہ ہمین اچہی ہین

نہ اوٹہا خواب عدم سی ہمین ہنگامۂ حشر
گر پڑی ہی جہین سے ہم زیر زمین اچہی ہین

انس ہر وسی پہ کرین تجہسے وفا کی امید
کون سی ڈہنگ تری جان حزین اچہی ہین

خاک مین آہ ملاکر ہمین کیا پوچہتی ہو
خیر جس طور ہین ہم خاک نشین اچہی ہین

ہمکو کوچی سی تمہاری نہ اوٹہائی اللہ
صدقے بس خلد کی کچہ ہم تو یہین اچہی ہین

نہ ملا خاک مین تو ورنہ پشیمان ہوگا
ظلم سہنے کو ہم ہی چرخ برین اچہی ہین

دل مین کیا خاک جگہ دون تری باتونکو
مجکو کہتی ہین رقیبونکی برائی سنکر

گر مکان ہی یہ خراب اور کہین اچھی ہین
وہ نہین تمسی بری بلکہ کہین اچھی ہین

١٠

بت وہ کافر ہین کہ ای داغ خدا اونسی بچائے
کون کہتا ہی یہ غارتگر دین اچھی ہین

١٩

بہر دین جیب و دامن اوس شوخ سیمتن مین
مطالب کی ہیر اونسی پنہان سخن مین

بجسے لیا ہی مینی ای شوخ نام تیرا
مین سر بسر ہون شکوہ ای تیغ یار تجھسی

مین ناتوان نہ پہونچا مر کر بہی تا منزل
پوچھو نکچہ کدورت اس اعتبار دل کی

یہ گرم و سرد عالم دیکھین کہان کیا اب
دست جنون ہمارا چہوڑی نہ تار باقی

آفت ہی میکشونکا پیاسا ہلاک ہونا
مجنونکا حوصلہ تہا جو راز دل چہپانا

میت پہ آئینگے وہ یان دم ہی مجہمین باقی
ابہی ہی اسیری مجھسی شکستہ دلکی

اس بیخ بیکسی کی یارب خبر نہ پہونچے
خط کو کمر سی باندہا آخر تو بوجہ اوٹہایا

ہی پارہ پارہ سارا گلہای داغ دل کا

اک شیوہ سادگی مین اک شیوہ بانکپن مین
سچ یہ کہ داغ پرفن یکتا ہی اپنی فن مین

مشکل ہوا زبان کو رہنا مری دہن مین
سو سو گلی بہری ہین اک ایک عضو تن مین

زنجیر ہی مجہی وہ جو تار ہی کفن مین
آتی ہی خاک لینی آندہی اسی چمن مین

شعلے تہی پیرہن مین کافور ہین کفن مین
گر دامن قیامت پیوند ہو کفن مین

پہرتی ہی روح میری ساقی کی انجمن مین
اک مشت استخوان بہی رکہی نہ پیرہن مین

یار و لپیٹ دینا زندہ مجہی کفن مین
اچہا شکن بڑہایا گیسوی پر شکن مین

جاتی نہ شام غربت سر پیٹتی وطن مین
میری زبان ہی کہلی ای نامہ بر دہن مین

شامت بہار کی ہی آئی جو اس چمن مین

اک دن حریف محشر ہونا ہی اسکے سبب سے
یہ شوق خود نمائی کیا کچھ جنون سی کم ہے
یہ کیا کہ دل میں آؤ تو خاک مین ملاؤ

بھرتی ہین وہ فتنی وہ چشم سحر فن مین
بیتاب تجکو لایا خلوت سی انجمن مین
رونق ہو انجمن کی بیٹھو جس انجمن مین

۱۷۱ ای داغ ہم نہایت سمجھی اسی غنیمت
جو دم خوشی سی گذرا یاران ہموطن مین ۹

ساز یہ کینہ ساز کیا جانین
ناز والی نیاز کیا جانین
شمع رو آپ گو ہوئی لیکن
لطف سوز و گداز کیا جانین
کب کسی در کی جبہہ سائی کی
شیخ صاحب نماز کیا جانین
جو رہ عشق مین قدم رکھین
وہ نشیب و فراز کیا جانین
پوچھیے میکشون سی لطف شراب
یہ مزا پاکباز کیا جانین
بلبلی چتون تری غضب کی نگاہ
کیا کرینگے یہ ناز کیا جانین
جنکو اپنی خبر نہین ابتک
وہ مری دلکا راز کیا جانین
حضرت خضر جب شہید نہون
لطف عمر دراز کیا جانین

۱۷۲ جو گذرتے ہین داغ پر صدمے
آپ بندہ نواز کیا جانین ۱۳

مانا کہ لطف عشق مین ہی ہم مگر کہان
کیا سوجھتا نہین کہ تری سی نظر کہان
زاہد مری شراب کی چھینٹے ہی اور ہین
توبہ سے طہور مین ایسا اثر کہان
سرتا بسر ہے غنچہ پیکان کو توڑ کر
اتنا مگر ہی داد اس زخم جگر کہان
ای آہ دلمین رہ کہ جو پیدا رہی ترا
جاتی ہی ڈھونڈھتی تو بی اثر کہان

الفت جتائی تو غلط جھوٹ نادرست
دل مانگیے تو کہتی ہین کیسا کدھر کہان

تھم تھم کے وار کر کہ مرا دم نکل نجاے
جب ہین نہین تو لذت زخم جگر کہان

بھولا ہون راہ فرط محبت مین دیکھیے
ہوتی ہی آج شام غریبی سحر کہان

اب آہ بی شرر ہی جلی خاک آسمان
نکل ہی نہین شجر مین ہماری ثمر کہان

اوس زلف مین ہی ایدل مضطر نرہ سکا
خانہ خراب تیری ٹھکانی کو گھر کہان

دیتی ہین یار کنکی خبر کیا ہین بیخبر
یہ تو کہین ہم اس سی ہی پیشتر کہان

صورت مین اتحاد تو سیرت مین اختلاف
تجھسا ہوا اور تجھسا نہو وہ بشر کہان

آثار شوق مین نہین انجام کی خبر
اس ابتدا کی دیکھیے نکلی خبر کہان

۱۷۳

میخانی کی قریب تھی مسجد بھلی کو داغ
ہر ایک پوچھتا ہی کہ حضرت ادہر کہان

۱۱

دل مین گھر یار کی پیکان کیی بیٹھی ہین
مجھپہ قبضہ مری مہمان کیی بیٹھی ہین

تیری وعدی کی جو ارمان کیی بیٹھی ہین
تین دن پہلی ہی سامان کیی بیٹھی ہین

اللہ اللہ ری او نہین میری نظر سی پرہیز
کر رقیبونکو نگہبان کیی بیٹھی ہین

اسطرح بیٹھے ہین سرہانے کہ ہمین ایسے ہم
مجھپہ گویا کہ وہ احسان کیی بیٹھی ہین

ایسی وحشت نہین اپنی کہ ہو محتاج بہار
پہلی ہی چاک گریبان کیی بیٹھی ہین

منہ سی ملنی کی بہانی ہین عبث یون کیسے
آج اغیار سی پیمان کیی بیٹھی ہین

دیکھا ہی دشمن ایمان کہ وفا پر تیرے
کسقدر صبر مسلمان کیی بیٹھی ہین

دیکھیے کون گرفتار بلا ہوتا ہے
آج وہ زلف پریشان کیی بیٹھی ہین

اب بھی کیا ہم ہین جو لیگی نگہ ناز تری
پہلی ہی جان کا نقصان کیی بیٹھی ہین

حسرت و یاس و تمنا کی لیے اک دل تھا | ہم تو ویسے ہی ویران کیے بیٹھے ہین

۱۷۲

حضرت داغ تو پھر کیا کہین نشست اٹھیلی
آج گھر کو جو بیابان کیے بیٹھے ہین

۹

نالے کرتے دل ناکام برے ہوتے ہین | کہ برے کامون کے انجام برے ہوتے ہین

فتح کیجے نہ مجھے مین تو یہ نہین کہتا ہون | آپ کیون لیتے یہ الزام برے ہوتے ہین

خوب ہون اہل ہوس کیا کہ نہین پختہ مزاج | ہے یہ ظاہر ثمر خام برے ہوتے ہین

ہو تسلی تو گذارون شب ہجران ساری | طور میرے تو سر شام برے ہوتے ہین

چھیڑ معشوق سے کیجے تو ذرا تھم تھم کر | روز کے نامہ و پیغام برے ہوتے ہین

مہربانی نہ کرو اور غضب آئیگا | اس بھلائی مین مرے کام برے ہوتے ہین

ہر قدم ہمکو رہ عشق مین اک منزل ہے | طور اپنے سر ہر گام برے ہوتے ہین

راہ پر حضرت زاہد کو لگا ہی لائے | سچ تو یہ ہے کہ مے آشام برے ہوتے ہین

۱۷۵

درد ہم داغ نہو داغ کو کس طرح عزیز
چارہ گر عفت کی کیا دام برے ہوتے ہین

۱۱

پھرا کیا میرا اپنا خراب رستے مین | دیا نصیب نے اچھا جواب رستے مین

وہ یون رقیب سے ہو بے حجاب رستے مین | کرے جو سامنے ہی سے اجتناب رستے مین

یہ سچ ہے راہ محبت بڑی ہی ٹیڑھی ہے | نہ آئے خضر کبھی اس خراب رستے مین
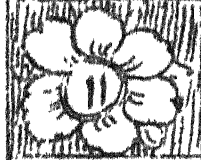
وہ گھر پہ آکے مری عرض حال سننے لگے | رہا وہ رستے کا سارا حساب رستے مین

بھٹکتی پھرتی ہین دن رات گذار مین عاشق | مسافرون کی ہے مٹی خراب رستے مین

لگا کے آنکھ نہ جب آئے ہم ادھر سے گذر کے | ہزار حیف ہوئی کو عتاب رستے مین

عجب نہیں کشش دل ہی میری اے قاصد
ملے اگر تجھے بھی خط کا جواب رستے میں

گلی سے یار کی ہم اوٹھکے چل چکے تھے مگر
مچل گیا دل پر اضطراب رستے میں

یقین ہے زندہ نہ پہونچینگے کوئی جاناں تک
جو شوق کا ہے یہی اضطراب رستے میں

وہ رستہ کاٹکے چلتے ہیں ایسے مجھسے
کہ کچھ کہے نہ یہ خانہ خراب رستے میں

۱۷۶

اٹھا ہیں دل سے کیے کیجل عدم کو شتشہ ہی
ملیگی داغ نہ تجھکو شراب رستے میں

زاہد نہ بدی کر یہ شانی آدمی ہیں
تجکو لپٹ پڑینگے دیوانے آدمی ہیں

غیروں کی دوستی پر کیوں اعتبار کیجیے
یہ دشمنی کرینگے بیگانے آدمی ہیں

جو آدمی پہ گذری وہ اک سوا تمہارے
کیا جی لگا کے سنتے افسانے آدمی ہیں

کیا چور ہیں جو ہمکو دربان تمہارا ٹوکے
کہدو کہ یہ تو جانے پہچانے آدمی ہیں

پی بوند بھر پلا کر کیا ہنس رہا ہے ساقی
بھر بھر کے پیتے آخر پیمانے آدمی ہیں

تم نے ہمارے دل میں گھر کر لیا تو کیا ہے
آباد کرتے آخر ویرانے آدمی ہیں

ناصح سے کوئی کہدے کیجے کلام ایسا
حضرت کو تاکہ کوئی پہچانے آدمی ہیں

جب اور قیامت ہوگا تمہیں کہکر
کہدینگے صاف ہمتو بیگانے آدمی ہیں

ہیں وہ بشر کہ مجھسے ہر آدمی کو نفرت
تم شمع وہ کہ تمپر پروانے آدمی ہیں

محفل بھری ہوئی ہے سودائیوں سے اوسکی
اوس غیرت پری پر دیوانے آدمی ہیں

۱۷۷

شاباش داغ تجکو کیا تیغ عشق کہانی
جی کرتے ہیں وہی جو مردانے آدمی ہیں

۱۳

مسکراتے وہ کہ کہ گستاخ آئیں ہیں
تمہیں جب ہوئی تو یہ بلا ہے

ملے خضر آپکی قدر رہی ہٹ کر مزاج | آج تک وصل کی انکار سے چلے جاتی ہین
گرچہ سو سو ہین تغافل کہ بچاتی کوئی | اون نگاہون کی مگر وار سے چلے جاتی ہین
ہم نہین جانتی کچھ دیر و حرم کا رستہ | ہم تری جستجو مین سرشار سے چلے جاتی ہین
جو ملکر راہ سے چلے آتی ہین تری جستجو | ہم خستہ و ار گنہگار سے چلے جاتی ہین

۱۷۹ داغ اس ضعف نے کی اپنی تو منزل کھوئی
ہم رہے جاتے ہین سب یار چلے جاتی ہین ۱۱

شوخی نے تیری کام کیا اک نگاہ مین | صوفی ہے بتکدے مین صنم خانقاہ مین
آنکھین چھپائین ہمتو عدو کی بلا ہین | پر کیا کرین کہ تو بھی ہماری نگاہ مین
پڑھتا ہون آگے پوچھکر اوس سے مقام عشق | جو فتنہ ہے غریب کو ملتا ہی راہ مین
دل مین سما گئی ہین قیامت کی شوخیان | دو چار دن رہا تھا کسیکی نگاہ مین
راتین مصیبتونکی جو گذری تھین آجتک | ماتم کو آئی ہین مرے روز سیاہ مین
اوس توبہ پر ہی ناز تجھی زاہد اسقدر | جو ٹوٹ کر شریک ہو میری گناہ مین
آتی ہے بات بات مجھے یاد بار بار | کہتا ہون دوڑ دوڑ کے قاصد سے راہ مین
تاثیر بیکسی سنگ حوادث سی آگئی کیا | میری دعا بھی ٹھوکرین کھاتی ہی راہ مین
کیسا نظارہ کسکا اشارہ کہانکی بات | سب کچھ ہے اور کچھ نہین نیچی نگاہ مین
جو کینہ آج ہی تری دلمین ستم شعار | جائیگا کل ہی تو دل داد خواہ مین
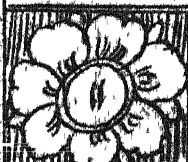
۱۸۰ مشتاق اس صدا کی بہت درد مند تھے
اے داغ تم تو بیٹھ گئے ایک راہ مین ۱۱

بھولی بھٹکے جو تری گھر مین چلی آتی ہین | اپنی تقدیر سے چلکر ہمین سے چلے آتی ہین

آپکی جنبش لب نی تو کیا کام تمام
اسی اعجاز پہ کہتی تھی مسیحا ہوں میں

جان دینی پہ اجازت ہی وہاں بسم اللہ
دل بیتاب پہ تو فاتحہ پڑہتا ہوں میں

آرزو سنکے رہا ہوں کہ نکالی نہ فلک
اوس گلی میں ہمہ تن آج تمنا ہوں میں

چپ رہ ناصح مشفق مجھی غافل نسمجھ
ہان کہی جا جو تری دلمیں ہے سنتا ہوں میں

۸۴

داغ کیا پوچھتی ہو میں نہیں کچھ کہہ سکتا
خیر جس حال میں ہوں شکر ہے اچھا ہوں میں

۱۱

دل مہجور کو آزردہ جو پاتا ہوں میں
اپنی روٹھی کو شب و روز مناتا ہوں میں

جبہہ سائی تری دہلیز پہ کچہ فرض نہ تھی
اپنی تقدیر کے لکھی کو مٹاتا ہوں میں

ایک نظارہ گلشن کی ہوس باقی ہی
رخصت اے کنج قفس پھر ابھی آتا ہوں میں

فرقت یار میں مبہوت جو مرجاتا ہوں
ملک الموت کو دیوانہ بناتا ہوں میں

دیکھنا شوق شہادت کہ جو وہ بھول گئے
جرم اپنا اوسی خود یاد دلاتا ہوں میں

قفس تنگ سے چھٹنا تو بہت مشکل ہے
تو جگر پر سوے گلزار اوڑاتا ہوں میں

میر سامان ہے تری بزم میں ہنگامہ حشر
اپنی تعظیم کو سو فتنے اوٹھاتا ہوں میں

آسمان ٹوٹ پڑا ہی ستم ہجر کا
یہ ہی میرا ہی کلیجا کہ اوٹھاتا ہوں میں

دیکھکر شکل زبون اوس سے نہ دل بھر جائے
اس لیی آئنی سی آنکھہ چراتا ہوں میں

چپ کھڑا ہوں [illegible] جو اوس کو چھیڑے
شور محشر کی طرف کان لگاتا ہوں میں

[illegible] ہمدرد ہوا خواہ ہیں یوں تو اے داغ
[illegible] کوئی نہیں کہتا اوسی لاتا ہوں میں

۹

باغ میں گل کہ [illegible] ہیں کہ وہ آتی ہیں
اونگلیاں میری اوٹھاتی ہیں وہ آتی ہیں

جان مشتاق مری آنکھون مین آجاتی ہی
یار جب مژدہ سناتی ہین کہ وہ آتی ہین

جیتے جی کون عیادت کا اوٹھاوے احسان
اسلیئے جان ہی جاتی ہین کہ وہ آتی ہین

دیر قاصد کو لگی ای دل مشتاق جمال
دیکھیے ہمکو بلاتی ہین کہ وہ آتی ہین

سیکڑون وہ قدم آگی ہین جلو مین فتنی
ساتھ اک حشر کو لاتی ہین کہ وہ آتی ہین

ساتھ دشمن کی وہ کیا آئی قیامت آئی
خاک مین ہمکو ملاتی ہین کہ وہ آتی ہین

دل وجان پاس سے جاتی ہین کہ وہ جاتی ہین
صدمے بیہوشی خبر آتی ہین کہ وہ آتی ہین

نہین منظور جو بچنا تو دم چارہ گری
ہم مسیحا کو ڈراتی ہین کہ وہ آتی ہین

۱۸۴

کون آتا ہی بری وقت کسی پاس ہی داغ
لوگ دیوانہ بناتی ہین کہ وہ آتی ہین

۱۱

یہ لوگ کیا اوسی رسوای تمام کرتی ہین
مری جنازی پہ کیون ازدحام کرتی ہین

تمہاری تیغ وتبر خاک کام کرتی ہین
گلی پڑی ہی کی سودی مدام کرتی ہین

جفا کی شکوی پہ مستانہ نگاہ کیون پھیری
جواب دیتی وہ ہین مجھسے کلام کرتی ہین

وہ ناتوان ہون ہین میری کاتب اعمال
صریر خامہ کی بھی روک تھام کرتی ہین

تری گلی سے نکلنا ہمین قیامت ہے
قدم قدم پہ ہزارون مقام کرتی ہین

نہین ہے غور انہین جن ستم رسیدون کی
وہان وہ چرخ کو قائم مقام کرتی ہین

وہی تو عشق کہ جو قیس و کوہکن نے کیا
یہ کام خوب تمہاری غلام کرتی ہین

الٰہی غیر نے کی کونسی وفاداری
کہ آج وہ بھی جھک کر سلام کرتی ہین

جفا مین کیونکر اونہین کیو جان دل سے عزیز
عدو اب اونسی ہمارا پیام کرتی ہین

وہی خیال وہی انتظار یار انہین
یہ چشم و دل کوئی میرا ہی کام کرتی ہین

کہاں وہ زہرہ جبیں داغ پاکباز کہاں
فرشتے پریوں پہ یہ لوگ اتہام کرتے ہیں

۱۱

جوش ہے گریہ کی ... کنج غریباں
اب مری بیتابیاں مشہور دوراں ہو گئیں
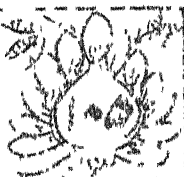
راز الفت جب کہ ... شیشے ...
ساف دل کی حسرتیں منہ پر نمایاں ہو گئیں

مر گئے ہم اک اشارے میں نگاہ ناز سے
آج اپنی مشکلیں اک پل میں آساں ہو گئیں

سیکڑوں دل ہو گئے انداز پر تیرے نثار
سیکڑوں جانیں تری چتون پہ قربان ہو گئیں

دن نہ پورا ہو چکا ہم ہو گئے آخر تمام
روز فرقت کی خدا کیا سخت گھڑیاں ہو گئیں

جب دیا اوس نے دلاسا شکوۂ وقت ...
دل کی وہ بیتابیاں سب راحت جاں ہو گئیں

اب کسی سے دل لگا کر ہم نہ ہونگے پائمال
جو خطائیں ہو گئیں اے چرخ گرداں ہو گئیں

واہ اے جوش جنوں آخر دکھا کے صنعتیں
اونگلیاں ہاتھوں کی ہیں تار گریباں ہو گئیں

وہ نہ آئے جب شب وعدہ نہ آئی مجکو نیند
آرزوئیں دل کی سب خواب پریشاں ہو گئیں

شکوے غیروں کے اگر بیجا ہیں بیجا ہی سہی
اہتو یہ گستاخیاں مجھسے مری جان ہو گئیں

۱۸۶

داغ اب یوسف کہاں لیلی کہاں شیریں کہاں
جو حسیں شکلیں تھیں زیر خاک پنہاں ہو گئیں

۱۲

دل کو بہلاؤں کہاں تک کہ بہلتا ہی نہیں
یہ تو بیمار سنبھالے سے سنبھلتا ہی نہیں

ایکبار وہ مری دل پہ نگہ کر چلتا
کیا مرا حسب کا عمل تھا کہ جو چلتا ہی نہیں

چمن دہر میں یہ عاشق ناکام ترا
وہ شجر ہے کہ کبھی پھولتا پھلتا ہی نہیں

نالہ نکلا کبھی دل سے تو کبھی وہ فغاں
پر تری وصل کا ارمان نکلتا ہی نہیں

اوسکی ہاتھوں نہ وہ جبتک کسی مظلوم کا خون
اپنی ہاتھوں میں حنا وہ کبھی ملتا ہی نہیں

ہین تری راہ محبت مین ہزارون فتنے ۔۔۔ دیکھہ تجکو بچ جاے اس راہ کی چلتا ہی نہین

دن ڈہلی آنیکا وعدہ ہی کسی سی لیکن ۔۔۔ آج یہ دن وہ قیامت کے ڈہلتا ہی نہین

شمع کی طرح سی روتا بہی ہی عاشق تیرا ۔۔۔ مثل پروانہ فقط آگ مین جلتا ہی نہین

موم ہوتا ہی مری آہ سی پتہر لیکن ۔۔۔ سنگدل ایک ترا دل کہ پگہلتا ہی نہین

خضر سہی تو اسی گرداب سی چکراتی ہین ۔۔۔ ڈوب کر بحر محبت مین ابہرتا ہی نہین

تیرہ بختی نگئی اپنی تو جانا ہمنے ۔۔۔ کہ کبہی رنگ زمانیکا بدلتا ہی نہین

(۱۸۷) کس سے دل خم ابروسی نکالون ای داغ
پڑ گیا پیچ کچہ ایسا کہ نکلتا ہی نہین (۹)

حضرت دل آپ ہین جس دہیان مین ۔۔۔ مر گئے لاکہون اسے ارمان مین

عشق جس کشتی کا تو ہو نا خدا ۔۔۔ وہ نہ آئی کس طرح طوفان مین

اوس سی پوچہو تم مری آشفتگے ۔۔۔ زلف کہدیگی تمہاری کان مین

میرے مرنیکی خبر سنکر کہا ۔۔۔ واقعی کچہ بہی نہین انسان مین

گر فرشتہ وش ہوا کوئی تو کیا ۔۔۔ آدمیت چاہیے انسان مین

دل کی قیمت اک نگہ ہے ای صنم ۔۔۔ آگئے جو آئے ترے ایمان مین

جس نے دل کہویا اوسیکو کچہ ملا ۔۔۔ فائدہ دیکہا اسی نقصان مین

لیجیے دیتا ہون مین دل کی سوا ۔۔۔ اور جو کچہ ہے مرے امکان مین

(۱۸۸) کس سے ملنے کا کیا وعدہ کہو داغ
آج ہو تم او سے سامان مین (۱۳)

کس مصیبت سے بسر ہم شب غم کرتی ہین ۔۔۔ رات بہر یاد ہی صنم ہای صنم کرتی ہین

برسون ترساتی ہین جب تیغ علم کرتی ہین
کس تکلف سے وہ تکلیف ستم کرتے ہین

دلکو ہو لاگ تو ہو کچھ کسی صورت کا لگاؤ
لطف کیسا کہ وہ اب جبر بھی کم کرتے ہین

اشک خون خجلت عصیان سے نہین بے تاثیر
نار دوزخ کو یہ گلزار ارم کرتے ہین

ذبح ہنگام پھیری دم ذبح نہ خنجر اوسکا
پڑھ کی ہم سورۂ اخلاص کو دم کرتے ہین

شوخ تم شیفتہ ہم دونون ہین بیچین مگر
پھر ذرا صبر جو کرتے ہین تو ہم کرتے ہین

ایک دوست کے مرنیکی خوشی یان ہے یہ حال
کوئی دشمن بھی جو مرتا ہی تو غم کرتے ہین

ہائی اوس کشتے کی تربت کا مقدر جسکو
سجدے بھی مست کے تیرے نقش قدم کرتے ہین

ہمین بدنام ترے جھوٹے بھی ہین ہین بیشک
ہم ستم کرتے ہین اور آپ کرم کرتے ہین

خوف ہے اونکو یہان تک تو ہم آغوشی کا
میری تصویر کے بھی ہاتھ قلم کرتے ہین

بانکپن کرتی ہین فتنون سے نگاہین تیری
چال محشر سے بھی تم نقش قدم کرتے ہین

مجھسے کہتا ہی یہ احسان جتا کر ظالم
ہم سوا تیری کسی پر بھی ستم کرتے ہین

۱۷۹

جنکو تم داغ بڑا عہد شکن کہتے تھے
لو مبارک ہو وہ پھر قول و قسم کرتے ہین

۱۱

دل ہی تو ہے نہ آئے کیون دم ہی تو ہے بچائے کیون
ہمکو خدا جو صبر دے تجھسا حسین بنائے کیون

تیری تلافی جفا جب نہو تا بروز حشر
عاشق نامراد عشق اپنی کیے کو پائے کیون

جملہ رفیق و ہم طریق رہزن راہ عشق ہین
سایہ خضر ہی کیون نہ ہو ساتھ ہمارے آئے کیون

گو نہین بنے گی قبول پر تیرا آستان تو ہے
کعبہ و دیر مین ہے کیا خاک کوئی ادہر اٹھائے کیون

لاگ ہو یا لگاؤ ہو کچھ بھی نہو تو کچھ نہین
بنکے فرشتہ آدمی بزم جہان مین آئے کیون

جرأت شوق پھر کہان وقت ہی جب نکل گیا
اب تو وہین نہ آئین ہم جب کہا تھا آئے کیون

جلوہ ہوش ربا دیکھ لیا ای موسیٰ
یان تجھ مین وہ لذت ہی جو عنقا مین نہین

نگہِ شوخ جو ٹھہری تو مرا دم نکلے
نیشتر مین وہ تڑپ ہی جو رگ جان مین نہین

وا دیدار دہی گر خاطر سفاک مین ہے
درد بیدرد ہی گر اس دل رسوا مین نہین

دیکھیے راہ مین ٹھوکر سے نہ کھلجا گرہ
ایک فتنہ ہی پڑا دل گوشۂ دامان مین نہین

ناز کو فتنہ بناوٹ کو بلا کہتے ہین
سادگی اک تری گنتی کسی سامان مین نہین

اب کبہی چشم نظر باز نے دہوکا کھایا
جو ڈر کیا آپکے ٹوٹے ہوئے پیمان مین نہین

اُف رے جلوہ کہ نہین او رنگ شوق مین ہے
ملبے پردہ کہ وہ ہی اور دل حیران مین نہین

رنگ گل نغمۂ بلبل اثر باد بہار
جیسے ہم قید ہوئے کوئی گلستان مین نہین

مانگتا قرض تری واسطے ای چشم خیال
پر سیاہی ہی سفیدی شب ہجران مین نہین

ہو جو تاثیر تو ہیری کی کنی ہی قاتل
کیا کرون شکر ادا تیری نمکدان مین نہین

خار ہین بلبل و پروانہ سر بزم و چمن
یہ کھٹکتے ہوئے کانٹے تو بیابان مین نہین

اب تغافل ہی سے ہم چہیڑ کرینگے ناچار
آج ترقی ہوئی نظرین صف مژگان مین نہین
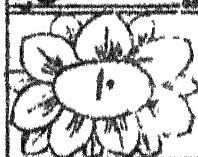
١٩٢ داغ ہم تربت مجنون پہ چڑہانے چادر
پر بیابان تار کفن کو بھی گریبان مین نہین ١٠

کہان وہ گئے عیش و عشرت کے دن
مصیبت کی راتین ہین آفت کے دن

خبردار ای دل خبردار رہو
نہین اب نہین تیری غفلت کے دن

فزون سوز محشر سے ہو ہر گھڑی
کٹین کس طرح تیری فرقت کے دن

گذر جائے ہنس بول کر کوئی دم
کہ نزدیک آئے ہین رخصت کے دن

پیامنہ پورا تو ہو گا [illegible]
جو دو چار ہونگے قیامت کے دن

ستم کر نہ بھولے ہی اے نوجوان
ابھی آئے ہین تیری شہرت کے دن

جوانی کو ترسا کرین خضر آپ
پھرینگے قیامت کو حضرت کے دن

بلا و انجھے دیدیا اے اجل
بلا لینگے ہم تجھکو فرقت کے دن

وہ راتین وہ باتین وہ گھاتین غضب
جوانی مین تھی کس شرارت کے دن

۱۹۳ — ۱۳

یہ ہے داغ کی عرض یا مصطفیٰ
نہ محروم ہون مین شفاعت کے دن

دست گلچین سے چھٹا آیا کف صیاد مین
مین گل بازی ہون کیا اس گلشن ایجاد مین

کونسی خوبی نہین تیری قد آزاد مین
شاخ ہی کیا سرو مین طرہ ہی کیا شمشاد مین

حشر مین انکا مرا اس دھوم سے ہوگا ملاپ
اہل محشر کو کٹیگا دن مبارکباد مین

یارب ایجاد ستم کوئی نیا نکلا کہ آج
نقش ہی وہ بیداد گر خود لذت بیداد مین

بنتی ہین تیری کمر کی کیا خیالی صورتین
کھنچتی ہین باریکیان کیا مانی و بہزاد مین

ناتوانی نا تمامی نا امیدے نارسی
ہمنے بھر رکھا ہی کیا کیا دامن فریاد مین

ہم اسیرونکی ہی اک باد صبا پرسان حال
پوچھ جاتی ہی کہ کیا باقی رہا میعاد مین

آگئے یہ گردش کہان تھی پر کوئی گردش نہ وہ
آگیا تیری نگاہ خانمان برباد مین

ہی بھی ذوق اسیری تو اسیری ہو چکی
مین نہین پہولا سمانیکا کف صیاد مین

ہی جگر مین داغ یا ہی گنج قارون مین درم
غم ہی دلمین یا ہی قیدی قلعہ فولاد مین

عشق کے کوچے نی ہمکو وہ دکھایا ہی بہشت
حضرت آدم نے جو دیکھا نہ اپنی یاد مین

محتسب تھہرا دل تیرا تری اکساکا مرکا
ڈال دے سکو کسی میخانی کی بنیاد مین

پیر سے ملنے داغ پوچھے کوئی دلی کے

۱۹۴

لطف تھا دونون جہان کا کہ جہان آباد میں

ہین کہان اور بزم خواب کہان — لائی ابھی ہستی خراب کہان

اوسنے کہدی ہے آرزو دل کی — اب مری بات کا جواب کہان

ہمنے بہی صبر دل کو دی ہی لیا — اب وہ اگلا سا اضطراب کہان

دل پہ گرمی ہے تیری اے بلبل — یون کلیجا ہوا کباب کہان

رات اور رات بہی جدائی کی — اب نکلتا ہے آفتاب کہان

بات کرنی جسے نہ آتی ہو — بات سننے کی اوسکو تاب کہان

وعدہ حشر آپ کرتے ہین — چار دن بعد یہ شباب کہان

کافرون سی ہی جب بہری دوزخ — غیر کے واسطے عذاب کہان

کعبہ و دیر مین ہو داغ نہین — پہرے ہے یہ خانمان خراب کہان

۱۹۵ — ۱۱

جلوے ہم ہی نگاہ مین کس مکان کی ہین — مجھسے کہان چھپینگے وہ ایسی کہان کی ہین

کھلتے نہین ہین راز جو سوز نہان کی ہین — کیا پہونچی کیواسطے چھالی زبان کی ہین

کرتی ہین قتل وہ طلب مغفرت کی بعد — جو تھی دعا کی بات وہی امتحان کی ہین

حسد نسی کچہ شریک ہوئی میری مشت خاک — اوس ورنہ زمین پہ ستم آسمان کی ہین

قاصد بہانسی برق تھا پر نصف راہ سے — بیمار کی ہے چال قدم ناتوان کی ہین

بازو دکھائی تمنی لگاکر سہارا ہاتھ — پوری پڑین تو دو بہی بہت امتحان کی ہین

ناصح کی سامنی کبھی سچ بولتا نہین — میری زبان مین تنگ تمہاری بانکی ہین

کیسا جواب حضرت دل دیکھیے ذرا — پیغامبر کی ہاتھ مین ٹکڑی زبان کی ہین

کیا اضطراب شوق نی مجکو خجل کیا
وہ پوچھتی ہین کبھی ارادی کہانکی ہین

عاشق تری عدم کو گئے کسقدر تباہ
پوچھا ہر ایک نی یہ مسافر کہانکی ہین

۱۹۶ ۱۱

ہرچند داغ ایک ہی عیار ہی مگر
دشمن بہی تو چھنٹے ہوی سارے جہانکی ہین

کھویا گیا ہون دیکھی پتا نامہ بر کو مین
اپنی خبر کو جاؤن الٰہی کدھر کو مین

مجکو تباہ چشم مروت نی کردیا
ملجائی تو چراؤن کسیکی نظر کو مین

بس جاؤ گیا کرو گی نظر سی جگر مین چھید
لو آؤ تھامو دہر کو کدہر سی ہو ادہر کو مین

خاموش اب تو شکوہ ہمسایہ نی کیا
پہر تو ہی آہ نیم شبی اور سحر کو مین

جاکر در قبول پہ چھٹ کی گئی دعا
صد شکر جا کی آپ نہ لایا اثر کو مین

مہر و وفا و راحت و آرام کو رقیب
جور و جفا و کاوش خون جگر کو مین

میرا طریق عشق جدا ہی جہان سی
چلتا ہون چہوڑ چہوڑ کی ہر رہگذر کو مین

تمتو وہ پیاسا ہو کہ در تک کبھی آؤ
آتا ہتا منہ چہپائی کہین سی سحر کو مین

دل دیکی اونکو اور بہی امید بڑہ گئی
جانا تہا یہ کہ چہوٹ گیا عمر بہر کو مین

دونون مین ایک تو نکل آئیگا سخت جان
دیکہونگا آج دل ہی لڑا کر جگر کو مین

۱۹۷ ۹

اے داغ صبح حشر تہی صبح شب وصال
جب یہ کہا کسی نے کہ جاتا ہون گہر کو مین

بات میری کبھی سنی ہی نہین
جانتے وہ بری بہلی ہی نہین

دلگی اونکی دلگی ہی نہین
سچ بہی ہے فقط ہنسی ہی نہین

لطف مے تجہسے کیا کہون زاہد
ہای کمبخت تو نے پی ہی نہین

سیکھ لی ای فلک اوسکی نگہ پرفن سی
شعبدی تجھکو کہان شعبدہ باز آتی ہین

قاصد اوس شوخ کی انداز قیامت ہونگی
جسکی تصویر کو سو طرح کی ناز آتی ہین

آپکی بزم سی لیجاتی ہین سو رنج و ملال
جی سی جانیکو ہم ای بندہ نواز آتی ہین

لاکھ تو چال بچاتی مگر ای ناز و مزاج
تیر سی سینہ مین کب ای زلف دراز آتی ہین

شمع کیطرح سی اپنا نہین جلنا رونا
غش پہ غش ہمکو دم سوز و گداز آتی ہین

۲۰۰ ساتھہ نواب کی حج کرکی پھری ہم ای داغ
ہند مین دھوم ہی مہمان حجاز آتی ہین ۹

کبھی فلک کو پڑا دل جلونسی کام نہین
اگر نہ آگ لگادون تو داغ نام نہین

وفور یاس نی یہان کام ہی تمام کیا
زبان یار سی نکلی تھی ناتمام نہین

وہ کہتی ہین وصل کے انکار پہ ہی قائم ہون
مگر اب نہین تو کسی بات پر قیام نہین

آنکھی آتی ہی سینہ نہ دیکھون کیون گیا پیدا
کچھ انکی ذات سی دنیا کا انتظام نہین

سنائی جاتی ہین درپردہ گالیان مجھکو
جو مین کہون تو کہین آپ سی کلام نہین

وہ آئینگی شب وعدہ یقین نہین ای دل
چراغ گھی کی جلاؤن یہ ایسی شام نہین

سوا ای جور و جفا مادر ای بغض و دغا
بتون کی واسطی دنیا مین کوئی کام نہین

پیون پلاؤن نہ کیون دوسری سی رمضان مین
یہ روز عید ہی زاہد مہ صیام نہین

۲۰۱ دبا دیا ہے سنے وہ جو آپ کی باتین
رئیس زادہ ہی داغ آپ کا غلام نہین ۹

مزاج جاتی ہی اونکی ستم مین [illegible] نہین
جب آئی خاک اوڑاتی کہ ہم پہ [illegible]

مری غبار کی [illegible] یان تماشا ہین
ابی فلک ہی ابھی ایکدم مین خاک نہین

چلا ہی کعبی کو تو خاک چھاننے زاہد
فقط خدا ہی خدا ہی حرم مین خاک نہین

ہمیشہ کافر و مومن پہ ظلم ہوتے ہین
سوا ہی سنگدلی اوس صنم مین خاک نہین

بنا ہی فتنہ خرامی سی فتنہ ہر ذرہ
زمین پر تری نقش قدم مین خاک نہین

بتونکی بدلی جو حورین ملین تو خاک نہین
ہماری واسطی باغ ارم مین خاک نہین

ہمین تھی وہ جو کبھی تھی خزانۂ عرفان
ہمین ہین اب کہ جو ڈھونڈھو تو ہم مین خاک نہین

ملے تھے خاک مین ہم واسطی کہ یار ملے
مگر ملا ہمین ملک عدم مین خاک نہین

۱۴ گئی قریب کے گھر داغ وہ شب وعدہ
اثر تری تپش رنج و غم مین خاک نہین ۱۰

پھرا ہوا جو کسیکی نظر کو دیکھتی ہین
لگا لی تیر ہم اپنے جگر کو دیکھتی ہین

نظر چرا گئی وہ یون ہر ایک بشر کو دیکھتی ہین
کسیکو یہ نہین ثابت کدھر کو دیکھتی ہین

بنی ہوئی ہین محفل مین صورت تصویر
ہر ایکسکو یہ گمان ہی ادھر کو دیکھتی ہین

فروغ ماہ کہان یہ شب جدائی مین
چراغ لیکے فرشتی سحر کو دیکھتی ہین

تمھاری پاس کہین بھول کر نہ آیا ہو
ہمین تلاش ہی ہم نامہ بر کو دیکھتی ہین

ہمین گمان یہ ہوتا ہی ہمکو روتا ہی
کسیکی جو کسی نوحہ گر کو دیکھتی ہین

خیال بعد فنا بھی ہی دوست دشمن کا
ہم آنکھ بند کیی ہر بشر کو دیکھتی ہین

الہی آج ہی پورا ہو وعدۂ دیدار
نہین تو اور کسی جلوہ گر کو دیکھتی ہین

بنی ہوئی ہی لفافی پہ خط کی آنکھ اپنی
قدم قدم روش نامہ بر کو دیکھتی ہین

مقام رشک ہوا عرصۂ قیامت بھی
کبھی [illegible] دیکھتا ہی [illegible] بشر کو دیکھتی ہین

یہ رشک ہی ان لاغر [illegible] نا تواں کی
[illegible] اپنی کمر کو دیکھتی ہین

جو انکی واسطے [illegible]
[illegible] دیکھتی ہین

حیا تو دیکھیی آئینی سی بھی پردہ ہی
وہ اپنی ہاتہ سی پہلی سحر کو دیکھتی ہین

خدا کری سر محشر وہ بت ہو بی پردہ
کہ ہم بھی دیکھتی ہین سب کدھر کو دیکھتی ہین

نکل نہ آئی کہین داغ آرزو ڈر ہے
وہ چیر کر مری زخم جگر کو دیکھتی ہین

کسی سی کچھ نہین مطلب کہ دیکھنی والے
تمہاری آنکھہ تمہاری نظر کو دیکھتی ہین
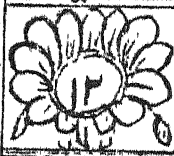
۲۰۳ — سکندر آئنہ ای داغ جام جم دیکھی
ہم اپنے خسرو والا گہر کو دیکھتے ہین — ۱۲

شراب ناب سے سر رنگ کے اپنی پیالی مین
وہ طرہ کونسا گل ہین کیا ہی شاخ لالی مین

فغان مین آہ مین فریاد مین شیون مین نالی مین
سناؤن درد دل طاقت اگر ہوتی والی مین

نکیون ہون لاکہ مستانہ ادائین میری نالی مین
گدائی میکدہ ہون سر طرح لکی ہی پیالی مین

نعلین در دل اپنی معشوق ہی اور وہ بھی ہر جا
بہرین ہین قہر کی انداز اس نازکی پالی مین

خبر سنکر مری مرنیکی وہ بولی رقیبون سی
خدا بخشی بہت سی خوبیان تہین مرنیوالی مین

قیامت ہے خلش آفتکی کا دغ قہر کی سوزش
مری دلمین تمہی حسرت ہی پیا کاتا ہی چھالی مین

کہلا جاتا ہی زاہد آرزو مین حوض کوثر کی
کوئی تصویر اوسکی کہینچدی میری پیالی مین

تمہارا اور کی آنا اور مریض غم کا مرجانا
مری جان فرق ہوتا ہی سنبھلنی مین سنبھالی مین

لباس سرخ سی ہوتا ہی کب خونی کفن کوئی
نچوڑو تو لہو کی بوند تک نکلی نہ لالی مین

عجب کیا ہی شب غم عکس سی اپنی جھجک جائی
جو دیکھی منہ چھپا آئنہ لیکر اوجالی مین

یہ کیسا بخ ہی یارب ٹپکتی ہی خوشی جس سی
کہ نغمی کی ہی کیفیت مری دشمن کے نالی مین

نگاہ شوخ ہی ملتی ہین چشم شرم آگین سے
تماشا ہی کہ بجلی کوندتی ہی آج ہالی مین

ملے مجھسے تو فرمایا نہین یہ داغ کہتی ہین

۲۱

جلانا داغ کا اچھا نہیں یہ دم غنیمت ہے
کہ ایسا باوفا اک آدھ نکلیگا ہزاروں میں

...نی تو کیا جانی وہ یکتا ہی ہزاروں میں
ستمگاروں میں عیاروں میں دلداروں میں یاروں میں

...دل تو کیا شیشہ نہ ٹوٹا بادہ خواروں میں
یہ توبہ ٹوٹ کر کیوں جا ملی پرہیزگاروں میں

...ان ہو دخت رز ای محتسب ہم بادہ خواروں میں
تری ڈر سے وہ کافر جا چھپی پرہیزگاروں میں

ملیگا بعد میری پھر تو مجھسا قدرداں اسکو
قیامت تک رہیگا بخت تیرہ سوگواروں میں

ہوئی گرم عناں جب بخشش صبر و تاب و عقل و دیں
دل بیتاب بھی داخل ہوا پانچوں سواروں میں

جو ارمانوں میں ہم سیر تو پیکانوں میں دل میرا
یہ خوش ہی اپنی یاروں میں وہ خوش ہی اپنی پیاروں میں

فرشتوں سے بھی سر روز جزا تکرار ہوتی ہے
گنہگار کہا ہی ہمکو بھی کسینی جاں نثاروں میں

کوئی غنچہ دہن ہنسکر ہمیں اب کیا ہنسائیگا
بہاریں ہنسی ہوتی ہیں بہت اگلی بہاروں میں

دکھا دینگی صف محشر میں ہم کتنی نکلتے ہیں
جو پوچھا اسنے کوئی ہی مری امیدواروں میں

پڑیں جس تیری گردنمیں وہ ٹوٹیں ہاتھ ای ظالم
لہو بھی [illegible] ہونگی ہاروں میں

خوشی مرگ عدو کی لاکھ غم سی ہو گئی بدتر
مری آنکھوں نے دیکھا ہی [illegible] سوگواروں میں

تغافل مانع دیدار ہوگا میں نہ مانونگا
نگہ تیری تڑپ کر جا ملیگی بیقراروں میں

مرا ہی دل ہنوز ہی ہنوز ای مرگ یاس ہی
خدا جانی یہ کسکی فاتحہ ہے آج یاروں میں

حقیقت برق کی کیا ہی مگر ادس کی جھپٹتی ہیں
سنبھلکر بیٹھنا جب بیٹھنا تم بیقراروں میں

خدا کی سامنی قسمیں نہ کھانا دیکھنا ڈرنا
ہمیں تعجب آپنے ٹھہرا دیا اپنے اعتباروں میں

انہیں لوگونکی آنی سی تو مینخانیکی ہو عظمت
قدم تو شیخ کی تشریف لانی بادہ خواروں میں

تری برق تجلی گر ٹھہر جاتی تو کیا ہوتا
گراں بیتاب پھر بھی لوٹ ہی امیدواروں میں

ہجر میں ہم پہ شب آتا نہیں شوخی سی قرار — جب تصور میں وہ آتی ہیں تو کم جاتی ہیں

دنیا میں تو کس سے ستم ظالم کی کہا — ہاتھ آئی ہوئی انداز ستم جاتی ہیں

دل کا کیا حال کہ دل مجھکو جب بن سنے — ایک انگڑائی کہا ناز سے ہم جاتی ہیں

خوف عصیان ہے کہ مردون نے کفن پہنا ہے — بہیں کی طرف ملک عدم جاتی ہیں
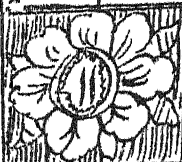
حضرت داغ یہی کوچہ قاتل او سے
جس جگہ بیٹھتے ہیں آپ تو جم جاتی ہیں

۲۰۹ — ۱۱

تیری صورت کو دیکھتا ہوں میں — اوسکی قدرت کو دیکھتا ہوں میں

جب ہوئی صبح آگئی ناصح — انہیں حضرت کو دیکھتا ہوں میں

وہ مصیبت سنی نہیں جاتی — جس مصیبت کو دیکھتا ہوں میں

دیکھنی آئی ہیں جو میری نبض — اونکی صورت کو دیکھتا ہوں میں

موت مجھکو دکھائی دیتی ہے — جب طبیعت کو دیکھتا ہوں میں

شب فرقت اوٹھا اوٹھا کر سر — صبح عشرت کو دیکھتا ہوں میں

دور بیٹھا ہوا سر محفل — رنگ صحبت کو دیکھتا ہوں میں

ہر مصیبت ہے بیزار شب غم — آفت آفت کو دیکھتا ہوں میں

نہ محبت کو جانتے ہو تم — نہ مروت کو دیکھتا ہوں میں

کوئی دشمن کو یون نہ دیکھیگا — جیسے قسمت کو دیکھتا ہوں میں
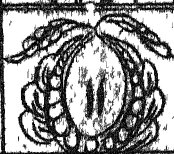
حشر میں داغ کوئی دوست نہیں
ساری خلقت کو دیکھتا ہوں میں

دنیا میں وضعدار حسین اور بھی ہیں — معشوق اک تمہین تو نہیں اور بھی ہیں

تیری ہی در پہ حشر کا ہنگامہ ہی بپا
اس شہر مین مکان و مکین اور بھی تو ہین

ای آہ اک فلک کو ملایا تو کیا کیا
ایسی ہزار سبز نگین اور بھی تو ہین

نکلا نہ دل سی تیر ترا بیٹھہ کر کبھی
ہونیکو ورنہ گوشہ نشین اور بھی تو ہین

کیا فرض ہی ملے تجہہ زاہد ہی کو مے
خواہان حور خلد برین اور بھی تو ہین

مر شب فراق مین جینے سی خوب ہے
بہلیگا دل کہ زیر زمین اور بھی تو ہین

کرتا ہی یون علاج کوئی درد عشق کا
تیری علاوہ چارہ گزین اور بھی تو ہین

کیون چہوڑتی ہی جان و جگر کو تری نگاہ
سینی مین دل جہان ہی وہین اور بھی تو ہین

تجہ سے مری تبہی نہو جہی چلے گئے
غمخوار وقت باز پسین اور بھی تو ہین

تم خواب مین بھی آئی تو منہ کو چہپا لیا
دیکھو جہان مین پردہ نشین اور بھی تو ہین

۲۱۰

یہ رنج یہ الم ہو تو کیونکر ہو زندگی
عاشق جہان مین داغ حزین اور بھی تو ہین

۱۱

حال مین بیتابی دل گر دعا پیدا کرون
جب سنا لون ایک کو تو دوسرا پیدا کرون

کیا کہون اس شرارت سی تو کیا پیدا کرون
بیشتر سب سی تری دلمین وفا پیدا کرون

آفرینش ہی مری کچہہ اور تو مطلب نتہا
مدعا یہ تہا کہ پیدا کرکی ناپیدا کرون

مین تو خواہان اجل ہون چارہ گر کو یہ تلاش
ڈہونڈہکر ساری زمانی مین دوا پیدا کرون

یہ بتادیتی ہین دشمن کو بہی اکثر راہ دوست
خضر مرجائین تو کوئی رہنما پیدا کرون

جو زمانی سی نرالا ہو فلک سی ہو جدا
فکر ہے اونکو وہ انداز جفا پیدا کرون

روز اک دل میری سینی مین نیا پیدا کرے
اور مین ارمان اوس دلمین نیا پیدا کرون

غیر کو میرے جلانیکے لیے پیدا کیا
وان تو یہ تہا آدمی ہر کام کا پیدا کرون

ہاے کمبخت ہم نے ستانہ — پی کے جب بادہ خوار تھے دشمن

داغ کا ذکر سن کے وہ بولے

ایسے اسی ہزار پہ تھے ہیں

کوئی دل ہی نہ بنا سکا نا دشمن — دوست نادان ہے دانا دشمن

دیکھیے کر اثر عجب یا اللہ — تو ہو تیر و کمان نا دشمن

دیدۂ تر نہ تو برسا انسو — ڈھونڈھتے ہیں یہ میا نا دشمن

دوست کو دوست نہ سمجھا تم نے — اور دشمن کو نہ جانا دشمن

دوستوں کی نہ رہی پھر امید — کام شہر کا بنے زمانا دشمن

دشمن زبان ہیں بہت پہ اثر تو — تجھ کو جانا تجھے مانا دشمن

تم سمجھتے ہو اسے یار قدیم

دل ہے اور داغ پرانا دشمن

خوشی سے عشق کے کعبہ و دیر جانتے ہیں — کہ جو موت کو زندگی جانتے ہیں

شب وصل ہیں انکی اٹکھیلیاں ہیں — کہ ہمدم مرے ہاتھ پر جانتے ہیں

نہ ہو دل تو کیا لطف آزار و راحت — برابر خوشی ناخوشی جانتے ہیں

جو ہے میرے دل میں انہیں کو خبر ہے — جو میں جانتا ہوں وہی جانتے ہیں

پڑا ہوں سر بزم میں دم چرائے — مگر وہ اسے بیخودی جانتے ہیں

کہاں قدر ہمجنس ہمجنس کو ہے — فرشتوں کو ہم آدمی جانتے ہیں

کہوں حال دل تو کہیں اس سے حاصل — سبھی کو خبر ہے سبھی جانتے ہیں

وہ نادان انجان بھولے ہیں ایسے — کہ سب شیوۂ دشمنی جانتے ہیں

سیکڑوں کو قتل لاکھوں کو کیا ہی پائمال
ہاتھ او لجھی حبیب سے یہ پانون لیٹی تار سے
سر سنان کی سینہ خنجر کی لیا ناوک کی دل
ذبح کرتی ہین ہی پامال کرتی ہین یہی

یہ نکالی میں پیچان تمنی نرالی ہاتھ پانو
ہمنے زندان سی نکلتی ہی نکالی ہاتھ پانو
ہین یہ تیری بندرا ہی تیغ جفالی ہاتھ پانو
پھر بچائی رکھتی ہین یہ حسن والی ہاتھ پانو
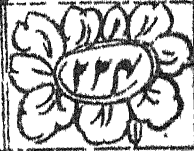
۲۲۴
کردیا ہی چور ہمکو نشہ الفت کی داغ
اب بھلا کوئی سنبھلتے ہین سنبھالی ہاتھ پانو
۹
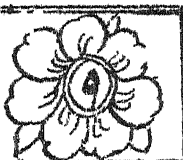
سچ ہی تیری ہی آرزو مجکو
بندہ تو خرید ہون ہر دم
کل تک اسکی تلاش تہی لیکن
پہلے وہ تھا کہ تم نہتی آگاہ
حشر مین کیا ہونگا عجب وہ کہین
وان شکایت سے یہ وہ حکایت سے
ای حیات دو روزہ لی آئی
نکہت گل ہی ناگوار دماغ

کہین جہینی دی یونہی تو مجکو
رکھیے آنکھون کی روبرو مجکو
آج ہے اپنی جستجو مجکو
اب وہ ہون سنلو کو ہکو مجکو
کیا نہین جانتا ہی تو مجکو
کہ نہین چاہی گفتگو مجکو
کس گرفتار یون ہین تو مجکو
کیا سمائی ہوئی ہی بو مجکو

۲۲۵
داغ یکسو ہو خوش نہین آتے
ناامیدانہ آرزو مجکو
۹

دکھا تا گر تمھین منظر ہی روئی روشنکو
ہمین صیاد گلشن مین تھی شوق گرفتاری
خدا چاہی اگر سنگین تو انکو سرنگون کرلے

لگا یا کیون ہی پردہ تم نگاو آگ چلمن کو
بنایا بلبلہ ہا شکل قفس اپنی نشیمن کو
تو پھر کیا ہم عجب گہت کری ہی جند تہین کہ

اس جستجو مین ہی گذاری شب فراق — زندہ ہون پر گمان ہے کہ تجھکو گمان نہو

ناقے کو قیس کیا نہ لگا لائے راہ پر — لیلی کا راز دار اگر ساربان نہو

۲۲۵

تہمت کسیکو ظلم کی اے داغ کیون لگائیں

شکوہ بتون سے کیا جو خدا مہربان نہو

۱۱

یہ حسن کی عزا پڑا ہر کسیکو — نہین مرتی دیکھا کسی پر کسیکو

خدا دے تو دے اپنا غم ہر کسیکو — ارے تجھے پر نہ مائل کسی پر کسیکو

سجاؤنگا تنہا بہشت برین میں — کلیجا و شیشہ دل کے اندر کسیکو

یہ تجلی نہین جسکی اک سیر کر لے — تڑپ جاؤ دیکھو جو مضطر کسیکو

نکر ناصحا ایسی دیوانی باتین — یہ کیا کھینچ مارا جو خنجر کسیکو

زہی مصحفی قتل تو نے کیا ہے — وفا پر کسیکو جفا پر کسیکو

کبھی دیکھلو ہو کی جبین پر بیچ تم — نہ دیکھا ہو گر زیر خنجر کسیکو

محبت مین جب جا لگی لگ گئے ہم — لیا دل کسی نے دیا سر کسیکو

رہی تشنہ دید مشتاق انکی — ملا ہے تو زہر اب خنجر کسیکو

بہت چھیڑ کر ہمکو سمجھائیگا — ستاتی نہین بندہ پرور کسیکو

۲۲۸

یہ کہتی ہے اے داغ جیتون تمہاری

کہ تم چاہتے ہو مقرر کسیکو

۱۱

وقت آخر پوچھتی ہو کیا ہماری آرزو — اشک باری ہے تمنا بیقراری آرزو

خاک کرتا ہے تغافل گرچہ ساری ہے آرزو — اور سے تجھسی لگی رزو بلبی ہماری آرزو

ایک سی ہے ایک لعنت مین گرانبار الم — دل ہی جب بار ہو چھوڑ لیے ہماری آرزو

جوہر دکھاؤ صاحب جوہر کے روبرو
ہی قدر آئنے کی سکندر کی روبرو

دل کھنچا ہی باندہ کی وابستگی کے روبرو
جاتا ہی اک اسیر ستمگر کے روبرو

کہتا ہے سرو شاخ ثمر ور کو دیکھکر
مفلس ہی بیوقار تونگر کے روبرو

رو کر تہی شکم کو بھرین کیون اہل حرص
شیشے کو ہچکی لگتی ہی ساغر کے روبرو

ڈرتی ہی کب نہ یار سے چرخ ستم شریک
رویا ہون شب کو دیدۂ اختر کے روبرو

اصنام بت ہین اک خدائی کا جلوہ ہو ورنہ
سجدے کیے سی فائدہ پتھر کے روبرو

آنسو بہا رہا ہون خط یار پڑھکے مین
یون دانہ ڈالتا ہون کبوتر کے روبرو

حاصل ہوئی ہی عقل فلاطون اگر تو کیا
چلتی نہین کسیکی مقدر کے روبرو

۲۳۱

ای داغ ہو گا تمسے کسیکا جواب کیا
مقدار قطرہ کیا ہی سمندر کے روبرو

۹

طریق عشق مین لی دل مین پیچ و خم سو سو
غلط پڑی ہین یہان خضر کی قدم سو سو

برس پڑی وہ مجھی دیکھکر خدا کی پناہ
ہزار ناز ہر اک ناز مین ستم سو سو

دل شکستہ کا مضمون لکہا نہین جاتا
کر ایک نکتے پہ ٹوٹا کیے قلم سو سو

ہزار جلوے سی معمور ہی یہ کافر دل
اس ایک سنگ سے پیدا ہوی صنم سو سو

خطر ہی پہینک ندی مرغ نامہ بر مکتوب
کرنا ہی باندہتی ہین ایک پر مین ہم سو سو

کہلین تمسے کبھی پیچ او نکلی بات تو نکلی
جو ایکبار کی پہلو بٹھائین ہم سو سو

بنو گی حشر مین تم دادخواہ کس کس کی
یہی سوال وہ کرتے ہین دمبدم سو سو

بہار خلد ہی آباد تھا جہان آباد
ہر ایک کوچے مین تھی گلشن ارم

ابھی سی چرخ کی گردش کا داغ کیا شکوہ

۲۳۲ ابھی تو لائیگا جیکر یہ پرستم سو سو ۱۵

ہمتو مرتی ہین اوپر دلستان ہو کوئی ہو
دوست دشمن مہربان نا مہربان ہو کوئی ہو

اوسنی پی ہو دست ناز کی مین بجر دعوی تیغ
یا الٰہی نیم بسمل نیم بیجان ہو کوئی ہو

شاد ہون کیا وعدہ فردا سی ای جاوت گزین
یہ تو ممکن ہی نہین ہی تو جہان ہو کوئی ہو

سر مین ہو گردمین ہو پہلو مین ہو سینی مین ہو
تیغ ہو خنجر ہو پیکان ہو سنان ہو کوئی ہو

غیر اچھا مین برا یہی ہو تم جہو ٹی نہین
آدمی کا آدمی راحت رسان ہو کوئی ہو

میبری قصی مین برائی کیا ہی سنتو لیجیے
منظور اب حسرت غرض ہو داستان ہو کوئی ہو

آدمی کیواسطے بس چشم بصیرت چاہیے
دلسی ہو منظور نظر و لنسی نہان ہو کوئی ہو

ہم نہین ہی آدتو سارا زمانہ ہیچ ہی
بیہ نکتی ہی سکو زمین ہو آسمان کوئی ہو

ای فلک کیا ابھی کچھ تھا ابھی کچھ ہو گیا
غم ہو یا شادی ہو لیکن جاودان ہو کوئی ہو

آشنا حرف تمنا سی ہو تو کیجیے قلم
مین نہین کہتا کہ میری ہی زبان ہو کوئی ہو

وہ نہو تو یاس ہو یہ تو نہو کوئے نہو
خانۂ دلمین الٰہی میہمان ہو کوئی ہو

غیر کو کیون چھوڑ دی ہو قتل گاہ عام مین
امتحان کی جیکہ ٹھہری امتحان ہو کوئی ہو

بزم دشمن مین ہو اون جام یارب بیجد کے
حشر ہو طوفان ہو مرگ ناگہان ہو کوئی ہو

بدفن عشاق پر کافی ہی تیر انقش پا
عاقبت ان ہی نشانونکا نشان ہو کوئی ہو

۲۳۳ بعد مجنون جو صدا نکلی سی آباد ہی دشت جنون
اس خرابی کی لیئی بی خانمان ہو کوئی ہو ۹

تا لہ لیتی ہی اگر تا ثیر ادلتی ہو تو ہو
رہ ست ہی تدبیر گو تقدیر الٹی ہو تو ہو

وہ بھی بزم مین ہی اپنی قتل کا سامان ہی
اب وہان گردن پہ گر شمشیر الٹی ہو تو ہو

اگر کیا وعدہ اونہوں نے ہو گئی تدبیر وصل
اور اسیری اگر تقدیر اولٹی ہو تو ہو

مجھے خیال وصل ہی ای دل نہیں سمجھا وصال
ہاں مگر اس خواب کی تعبیر اولٹی ہو تو ہو

ہم گنہگاروں کا لکھا ہو سکے تبدیل کیا
نامۂ اعمال کی تحریر اولٹی ہو تو ہو

مر بھی جاؤن تو سنوا اونکو مرا مردہ عزیز
بلکہ میری لاش کی تشہیر اولٹی ہو تو ہو

ہمنے جو نالہ کیا تدبیر اپنی ہو درست
عقل تیری آسمان پیر اولٹی ہو تو ہو

اوس ستمگر سے دل نافہم امید کرم
بیگناہی پر تجھی تعذیر اولٹی ہو تو ہو
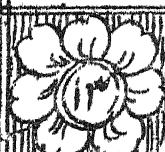
۲۳۴

سیدھی سیدھی ہمتو باتین اونکو لکھہ بھیجتے ہیں داغ
وان اولٹ پیچون کی گر تقریر اولٹی ہو تو ہو

۱۳۴

اے فلک چاہیے جی بھر کے نظارا ہمکو
جاکے آنا نہین دنیا مین دوبارا ہمکو

کبھی ایما نہ کیا یا نہ اشارا ہمکو
کھم سکا ہی نے تری جان ہی مارا ہمکو

ہم کسی زلف پریشان کیطرح اے تقدیر
خوب بگڑی تھی مگر خوب سنوارا ہمکو

جب کھنچے اونسی ہوئی اور زیادہ مضطر
مرض عشق سے پرہیز نے مارا ہمکو

شکر صد شکر کہ اب قبر مین ہم جا پہنچے
توسن عمر نے منزل پہ اوتارا ہمکو

روز تکرار کرے کون خریداروں سے
دل کی اس گرمی بازار نے مارا ہمکو

چل تو اے دل رہ الفت مین کہین راہ نما
مل رہیگا کوئی اللہ کا پیارا ہمکو

اب تو ہم تذکرۂ غیر پہ آفت ٹھہرے
پھر قیامت ہین جو چھیڑوگے دوبارا ہمکو

باتین اوس آنکھ سے روکی ہی ہین گویا کہ طلسم
آج تو خوب ہی شیشے مین اوتارا ہمکو

ایسی بے ڈھب نبیگا کوئی سودا اپنا
پھیر دیتے ہیں دل بیتاب ہمارا ہمکو

ہم سمجھتے وہ ہین سو امر دم کشتہ چشم
پہ جو دیکھی تو کسی آنکھ کا تارا ہمکو

عرصۂ حشر مین اللہ کرے گم مجکو | اور پہر ڈہونڈہتے گہبرا کے پہرے تم مجکو

دیکہے مستی مین جو سرگرم تکلم مجکو | کہی واعظ بہی کہ للہ کوئی تہم مجکو

غیرت ماہ کہے خسرو انجم مجکو | نام کو داغ ہون کیا جانتے ہو تم مجکو

ساقیا ایسین کہینچے کیا کسی مجذوب کی روح | کوئی کہینچے لیے جاتا ہے سوے خم مجکو

جیسے انکہونمین سمائی ہین وہ کافر نظرین | رات دن اپنی نظر سے ہے توہم مجکو

یا سنا دی مری مطلب کی کوئی اے ناصح | یا یہ کہدے کہ نہین تاب تکلم مجکو

ساقیا نشے مین کیا تری آنکہین کم ہین | کہلے جام مجہے شیشہ تجہے خم مجکو

بہگئی گرد رہ میکدہ چہپ واعظ | خاک سے پاک کرے بحر نہ قلزم مجکو

سہم جاتی ہے خوشی ڈر لگی ہے فرحت سے | کبہی آتا ہو تو ور دیدہ تبسم مجکو

جب لگی کہلنے گہی میری دعا سے تاثیر | کم کرے تجکو خدا تو نے کیا گم مجکو

مینے اس حال پہ بہی دلکو بہت سمجہایا | ضعف سے گرچہ نہ تہی تاب تکلم مجکو

تم کہان غیر کہان جہوٹ غلط محض دروغ | خفقان ہو یہ جنون ہو یہ توہم مجکو

ضعف نے نام کو تہوڑا سا نشان کہا تہا | تو لے اے بیخودی شوق کیا گم مجکو

ضبط وہ شی ہی کہ اے حضرت موسی دیکہو | آپ دیتے ہین وہ تکلیف تکلم مجکو

لطف توبہ کا مزہ توبہ کا یہ ہے زاہد | صدقے ساقی نے پلائے ہین کئی خم مجکو

کیون حیران و پریشان ہون سننے والے | مین بہلا تمکو کہون اور برا تم مجکو

کیا ڈبوئیگا تری عشق کا قلزم مجھکو
موج ساحل ہی سفینہ ہی تلاطم مجھکو

اپنے رونے پہ کچھ آیا جو تبسم جسکو
یاد نے اوسکی کہا بہول گئے تم مجھکو

دیکھا ہی وادی ایمن مجھی وہ خاک ہو نہین
کہ فرشتون نے لیا بہر تیمم مجھکو

رشک نے جلوہ دیدار سے رکہا محروم
کر رہی مد نظر دیدہ مردم مجھکو

دیکھنا جب سر حشر مری پاس آ کر
کہتی ہین کون ہو نہین جانتی ہو تم مجھکو

ہنستے ہنستے کبہی روتا ہون تصور مین ترے
روتے روتے کبہی آتا ہے تبسم مجھکو

آتش تر سے یہ میخانہ ہے آتشخانہ
یان وضو چاہیے زاہد کہ تیمم مجھکو

معجزہ حضرت عیسی کا غلط ہی تو نہین
درد اوٹھتا ہی وہ کہتی ہین اگر قم مجھکو

دل نے سرمایہ صد راحت و آرام و نشاط
کھو کے پایا تھا اوسے پا کے کیا گم مجھکو

اس تمنا سے مری دل پہ آزار نہو
کہ مجھی ہو یہ گمان پیار سے ملتے ہو تم مجھکو

غم و شادی کی لیے شرط ہی الفت غیر
نالہ بلبل ہے مجھے دے غنچہ تبسم مجھکو

کیون ابھی گنہ لیتے ہین تھوڑسے پلانیوالے
کل ملے کوثر اوسے آج جو دے خم مجھکو

دیکھنا پیر مغان حضرت زاہد تو نہین
کوئی بیٹھا نظر آتا ہی پس خم مجھکو

کیا کری دیکھیی کو جو پہ مری تشنہ لبی
سوکھ جاتا ہی یہان دیکھکے قلزم مجھکو

۳۷ مسکرا کی مری میت پہ وہ منہ پھیر کے داغ
حشر تک یاد رہیگا یہ تبسم مجھکو ۱۶

اللہ ری تلون ہی کیا تہی ابھی کیا ہو
محشر مین وہی بت کا طرفدار خدا ہو

شوخی ہو تو شوخی ہو حیا ہو تو حیا ہو
جنت سے بدل جاے جہنم تو مزا ہو

بسمل کے تڑپنے کا تماشا تو ذرا ہو
تھم تھم کی چھری چیاری تو دیکھو

گھبرا نہ گئے ہین وہ مشتاق ہوئی کسکو
یہ تو نہو وہ غیر کا نقش ہی تو دیکھو

برباد کرونگا اوسی کوچے مین وفائین
کیون کہتی ہو آگے مری ای یاد سب کہو

فریاد جگر نغمے نے نالۂ بلبل
دلکش ہو کسی طرح کی ہو کوئی صدا ہو

کیون وصل کی حسرت مری لسی نہین مٹتی
یہ کاش الٰہی اوسی بدخو کی رضا ہو

نیرنگی خون شہدا دیکھ تو قاتل
پانی ہو بہاے سی لگائی سی حنا ہو

می عید کی اقرار یہ لی ہی رمضان مین
یہ قرض ادا ہو تو بڑا فرض ادا ہو

دعوی مجھی دلبر ہی زبان پر تجھی ہین ناز
یہ شرط ٹھہر جائی کہ جھوٹی کو سزا ہو

تعریف نی کوثر کی مجھے خوب پلائی
کیا بات ہی واعظ تری عقبی کا بھلا ہو

بیوجہ چھپایا نہین قاصد نی خط اونکا
ایسا نہو کمبخت کی مٹھی مین قضا ہو

کیا توبہ کرون عشق سی ای حضرت ناصح
ڈرتا ہون کہ یہ بھی نہ شب غم کی دعا ہو

اس دل سی مجھی لاگ ہی پھر تو یہین ہو
تم شان وفا کان وفا جان وفا ہو

واعظ نکری طعن مری جرم و خطا پر
اسکا ہی اگر بخشنے والے کو مزا ہو

کیونکر نہ پھرون کعبے سی بتخانی کو زاہد
پھر جائی مری ساتھ اگر قبلہ نما ہو

٢٣٩
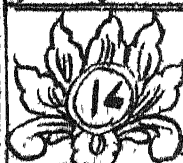
کیون داغ کا نام آتی ہی نفرت ہوئی تمکو
اک شخص ہی وہ تم اوسی بھی ہوئی کیا ہو

١٧

کچھ سوچ سمجھکر دل مضطر یہ جفا ہو
ایسا نہو ایسا کوئی تیری بھی ادا ہو

سنتے جو کہا سیر ہو گل روز جزا ہو
فرماتی ہین وان بھی ہے یہین اچھی سو کیا ہو

کیون صبح شب وصل خدا کو بھی ہو بنا
دشمن ہی کہ تو بھی جو مری حق کی دعا ہو

وہ کہتے ہیں مرے غم میں نہ مرنا | یہ مجبوری یہ ناچاری تو دیکھو
ہٹا لیں شرم آلودہ نگاہیں | تغافل میں یہ ہشیاری تو دیکھو
مٹا نقش وفا اوس بت کے دل سے | ہماری گریہ و زاری تو دیکھو
نہ عاشق کا نہ یہ معشوق کا دوست | فلک کی تم ستمگاری تو دیکھو
پھنسایا اوس بت بیگانہ وش کو | محبت کی گرفتاری تو دیکھو
خدا سے بخشوانے کو ہیں موجود | رقیبوں کی طرفداری تو دیکھو
خدا نے دی ہیں آنکھیں دیکھنے کو | تم اپنی مردم آزاری خود دیکھو
نہ آئی قبر میں بھی نیند مجکو | مری قسمت کی بیداری تو دیکھو

۲۴۹ — ۱۵
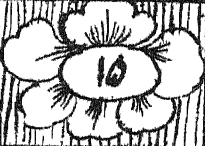
غزل کیا خاک لکھیں حضرت داغ
ہجوم کار سرکارے تو دیکھو

چلتے نہیں ہیں ساتھ مری ہمسفر کے پانو | ہر گام پر دبانے پڑے راہبر کے پانو
آنکھوں کے بل چلو نگا تری راہ شوق میں | ہوں گی مژہ بنینگے مری چشم تر کے پانو
کیا مضطرب ہے شب فرقت مری عزیز | پھرتی ہی پھرتے ٹوٹ گئی سارے گھر کے پانو
آتی ہے کوئی یار سے مستانہ کسقدر | کیا لڑکھڑائے جاتے ہیں باد سحر کے پانو
وقت خرام ناز تعجب نہیں اگر | فتنے بھی اٹھکے چوم لیں اوس فتنہ گر کے پانو
ہے کچھ جواب سست مقرر کہ جو ادھر | اوٹھتے ہیں دیر دیر مری نامہ بر کے پانو
چلکر وہ میری ساتھ بتائیں جو راہ دوست | آب بقا سے دھوکے پیوں میں خضر کے پانو
صیاد ہم قفس سے چھٹے بھی تو کیا چھٹے | کس کام کے ہیں طائر بے بال و پر کے پانو
لاکھوں میں مجکو تاڑ گیا وہ نگاہ باز | رکھا جو میں نے محفل اعدا میں ڈر کے پانو

آنا وہ دوڑ کر شب غم اے دعائے وصل
اللہ نے بنائے نہیں ہیں اثر کے پانو

تھک تھک کے بیٹھ جائے نہ کیوں پیری آہ مین
لوہے کے تو نہیں ہیں الٰہی بشر کے پانو

وہ آئے کس طرح یہ گیا کس طریق سے
ہیں میری لگی پانو نہ تیری نظر کے پانو

سینے سے اپنے ساتھ اڑا کر یہ لے گئے
گویا تمہارے تیر تھے تیر جگر کے پانو

پہونچی ہے ایک آن میں باب قبول تک
پھیلائے کیا دعا نے مری ہاتھ بھر کے پانو

۲۲۲

اے داغ آدمی کی رسائی تو دیکھنا
سر پر دھرے ہیں عرش نے خیر البشر کے پانو

۱۲

جو دل قابو میں ہو تو کوئی رسوائے جہاں کیوں ہو
خلش کیوں ہو تپش کیوں ہو قلق کیوں ہو فغاں کیوں ہو

مزا آتا ہمیں تم تم سے ہمکو رنج و راحت کا
خوشی ہو غم ہو جو کچھ ہو الٰہی ناگہاں کیوں ہو

یہ مصرع لکھدیا ظالم نے میرے لوح تربت پر
جو ہو فرقت کی بیتابی تو یوں خواب گراں کیوں ہو

ہمیشہ آدمی کا آدمی غمخوار ہوتا ہے
یہی سنتے اعتبار اٹھا ہو تو کوئی رازداں کیوں ہو

غضب آیا ستم ٹوٹا قیامت ہو گئی برپا
یہ پوچھا تھا کہ تم آزردہ مجھسے میری جاں کیوں ہو

بہت کلپینگے روز حشر تیرے جور سے خواہاں
ستمگر کام صلہ دنیا میں صرف امتحاں کیوں ہو

اونہین گو رنجش بیجا ہی لیکن ہے تو ہمسے ہے
محبت گر نہو باہم شکایت درمیان کیون ہو

گرے بجلی اگرے مجکو اور پہر کہتے گئے یہ سنبہے
نصیب دشمنان تو پائمال آسمان کیون ہو

نئی تاکید ہی ضبط محبت کے وہ یہ کہتے ہین
جگر ہو تو فغان کیون ہو دہن ہو تو زبان کیون ہو

شریک دور مے بزم عدو مین خاک ہوئے ہم
نصیبے رات بہر اتنا نہ پوچھا تم یہان کیون ہو

تحمل کر سکے کیا حسن نازک اون نگاہون کا
اوسے سینے چھپایا ہے وگرنہ وہ نشان کیون ہو

خدا شاہد خدا شاہد ہی کیون کہتے ہو وعدون پر
خدا کو کیا غرض میرے تمہارے درمیان کیون ہو

جگر سے کم نہین ہی چارہ گر داغ جگر مجکو
جو پیدا کی ہو مر کر وہ دولت رایگان کیون ہو

۲۴۳

نوید جانفزا ہی کیا خبر قاتل کے آنیکے
بتاؤ تو سہی تم داغ ایسے شادمان کیون ہو

۱۱

ردیف ہائی ہوز

لڑ گئی یار گلعذار سی آنکہ
اب نہین چھپتی ہزار سی آنکہ

کچھ وہ حیرت ہی کچھ وہ حسرت ہی
خوب بنتی ہی انتظار سے آنکھ

دیدہ کا بھی ہی کیا مزا الپکا
نہیں ہٹتی ذرا قرار سے آنکھ

اونکو دیکھا ہے جو مکدر آج
بھر گئی سرمۂ غبار سے آنکھ

تو وہ ناوک نظر ہے کیسے
کیون چرائی مری مزار سے آنکھ

دو بدو یون ہی میکشی کا مزہ
جام سے لب لگے تو یار سے آنکھ

اشک خونین سے گل کھلائے ہین
آج آئی ہی کس بہار سے آنکھ

کیا بچے ناوک نظر سے دل
چوکتی ہی نہین شکار سے آنکھ

بولے وہ شکوۂ تغافل پر
لگی کس امیدوار سے آنکھ

یار سے آنکھ کیا ملاؤن مین
نہین ملتی ہی رازدار سے آنکھ

۲۴۴ — نشہ تیرا اوتر گیا ای داغ
کھل گئی غفلت خمار سے آنکھ — ۲۱

یون شب وعدہ ہی طالب بیدار کی آنکھ
جسطرح سوئی چمن مرغ گرفتار کی آنکھ

کبھی لگتی ہی نہین نرگس بیمار کی آنکھ
[illegible] دیکھی ہی چمن مین کہین ہشیار کی آنکھ

ہم دکھالائین تجھے نرگس بیمار کی آنکھ
[illegible] ہی ڈالیگی مگر بلبل گلزار کی آنکھ

[illegible] پھر یار کی آنکھ
[illegible] سے اگر پھر گئی اغیار کی آنکھ

نیند آئی ہی سر شام شب وصل اور نہین
کیا [illegible] تے لگی طالع بیدار کی آنکھ

شوق نظارۂ گلشن ہی تو لیچل صیاد
سیر گلزار [illegible] مرغ گرفتار کی آنکھ

رقص بسمل کی تماشی کا ہوا شوق ایسا
بنگئی حلقۂ [illegible] تری تلوار کی آنکھ

زلف [illegible] ہی تری ابرو چشم کا جواب
واہ ری [illegible] تری شوخی رفتار کی آنکھ

طور مطور ہوئی دلکی خدا خیر کرے — بطرح گھات مین ہو اوس بت عیار کی آنکھ

وہ بھی موسی ہی جنہین تاب نظارہ ہوئے — یان چھبیگی تری طالب دیدار کی آنکھ

اے دل صاف صفائی کی تو یہ معنی ہین — کبھی میلی نہو اوس آئنہ رخسار کے آنکھ

اشک خون دیکھکے آنکھین نکال اے ظالم — وکھنی آئی ہی تری طالب دیدار کی آنکھ

کیون نہ پر خون ہو ازل ہی کہ لیا ہی مجکو — شیشہ بادہ کا دل ساغر سرشار کی آنکھ

جلوہ یار تو دو رنگ دکھائے اپنے — ایک ظاہر مین تو ہی کافر و دیندار کی آنکھ

اللہ اللہ کشش حسن کہ ہمراہ نگاہ — کھچی جاتی ہی تری طالب دیدار کی آنکھ

ہوتی جاتی ہی سوا بوسہ لب کے قیمت — دیکھتے جاتی ہین وہ اپنی خریدار کی آنکھ

آگ عشق دل فرہاد کی بجھنی کی نہین — بھی دریا بھی اگر چشمہ کہسار کی آنکھ

گفتگو ہی جو تھی بات اشارو نسی پڑہی — جب نہ تھی یاد کی زبان ان سے پھر یار کی آنکھ

اے صبا اوسکی گلیمین اوڑا خاک مری — کہین میلی نہو اوس وزن دیوار کی آنکھ

دل چرایا ہی وہ اب آنکہ ملائین کیونکر — سامنے ہوتی ہی مشکل سے گنہگار کی آنکھ

پہلی پڑتی ہی نگہ سی تری الفت اے داغ
کوئی جچتی ہی محبت کی نظر یار کی آنکھ

یان تو بنا ہی جاتی ہین عشق بتان کی ہماہم — زاہد نہ پڑ لینگے وہان کی وہان کی ساتھ

پھونکا نہ دام کو نہ جلایا قفس مرا — بجلی کی تیر یان تھین فقط آشیان کی ساتھ

میری غبار نے ہی کیا منہ نہ اوس طرف — مجکو کدورتین جو ہین آسمان کی ساتھ

آ جائی خوب ناز و نزاکت کی تمکو چال — تم دو قدم چلو اگر اس ناتوان کی ساتھ

تا کہ وہ ہین گھر بیٹھے ہین اپنی گریبان — سو جھتین ہین ہو رو دل بدگمان کی ساتھ

بگڑی سی تھی ہوا آہ کی آخر شب وعدہ
نکلا مری نالوں کا بھرم اور زیادہ

کیا صلح کرینگی تری تیر نظر سے
چھنتی ہے صفائی میں بہم اور زیادہ

دل بوسہ پہ ٹھہرا تھا جگر بھی میں لیا گیا
کیا مفت میں لی ایک قسم اور زیادہ

پاتی ہے امان کسی تیری تیغ نظر سے
قربان ہوئے صید حرم اور زیادہ

وہ حال ہے میرا کہ عدو کہتے ہیں وہ بھی
کرنا نہ جفا اور ستم اور زیادہ

ق

خط اونکا بہت خوب عبارت بہت اچھی
اللہ کرے حسن رقم اور زیادہ

قاصد مگر اغیار کا لکھا ہے یہاں جل
پاتا ہوں وہاں زور قلم اور زیادہ

۲۲۸ — ۱

صد شکر کہ نواب کی الطاف سے اے داغ
چند اہل سخن سب ہیں کم اور زیادہ

نہیں ہوتی بندگی سی طاعت زیادہ
بس اب خانہ آباد دولت زیادہ

محبت میں سو لطف دیکھے ہیں لیکن
مزا دیکھی سے ہے شکایت زیادہ

مریض محبت کی اچھی دوا سے
اوسی کل سے ہے آج غفلت زیادہ

وہ تشریف لاتے ہی بولی کہ رخصت
نہیں ہمکو ملنے کی فرصت زیادہ

الہی زمانہ عجب ہو گیا ہے
محبت تو کم ہے عداوت زیادہ

عدم سے سب آتے ہیں یاں جاؤ جو
نہیں ہوتی منظور رخصت زیادہ

بنے حوض سے صحن میخانہ بھر کر
زیادہ برس ابر رحمت زیادہ

تم آئینہ دیکھو تو ہم بھی یہ دیکھیں
کہ ہے کون کتنا خوبصورت زیادہ

مری زندگی سے مری جرم افزوں
مری قہر سے تیری رحمت زیادہ

حیا اونکی آنکھوں میں کیونکر ہو پیدا
کہ شوخی سے بھی ہے شرارت زیادہ

۲۲۹ — ۹

بہکتے نہ تھے داغ یون گفتگو مین
مگر پی گئے آج حضرت زیادہ

ردیف یای تحتانی

مجکو جنت مین نہ راحت ہوگی
گر یہی دل ہی قسمت ہوگی

اس بری حال پہ وہ کہتی ہین
رنج و غم کی یہی صورت ہوگی

جان دیدون تجھی پر ڈرتا ہون
کہ امانت مین خیانت ہوگی

تیری ہاتھون مجھی اے رنج فراق
کبھی مرنیکی بھی فرصت ہوگی

یا مری داد ملے روز جزا
یا قیامت پہ قیامت ہوگی

کوچہ یار کوئی چھٹتا ہے
مین نہونگا مری تربت ہوگی

جسکو کہتے ہین جہنم کی آگ
غیر کی گرمی صحبت ہوگی

اپنی مطلب کی تو سنگو مجھسے
یہ نجانو کہ شکایت ہوگی

ابھی میخانی سے اوٹھکر اہی داغ
کعبے جا بیٹھینگے جو وحشت ہوگی

۲۵۰ — ۷

جب وہ بت ہمکلام ہوتا ہے
دل و دین کا پیام ہوتا ہی

ونسی ہوتا ہی سامنا جسدن
دور ہی سے سلام ہوتا ہی

دلکو دیکھ کر چشم گریانکو
ایک ہی خوب کام ہوتا ہی

آپ ہین اور مجمع اغیار
روز دربار عام ہوتا ہی

زیست سی تنگ ہین بچہیزین
دیکھیہ غصہ حرام ہوتا ہی

لیجیے موسی سی لن ترانی کی | اپنا بھی کچھ کام ہوتا ہے

٢٥١

داغ کا نام سنکے وہ بولے
آدمی کا یہ نام ہوتا ہے

اللہ اللہ ری پریشانی مری | زلف جانان بھی ہی دیوانی مری
کیا ٹھکانا ہے مجھ سے نازک طبع کا | ہو چکی جنت سے مہمانی مری
تیز ہے خنجر تو قاتل ناز بھی | سخت دشوار ہی ہی آسانی مری
روبرو ہو اوس بدگمانی ذکر غش | میرے آگے آئی نادانی مری
آجکل ہی اونکو تصویروں کی شوق | کیا کبھی دیکھی تھی حیرانی مری
روسیاہی کام آئی روز حشر | شکل زاہد نے نہ پہچانی مری
بنگیا کعبہ وہی میرے لیئے | تنگ گئی جس در پہ پیشانی مری
ہائی ہی دل لیکے تیرا ناز و غرور | واہی دل دیکر پشیمانی مری
تر ہوا دامن ہی گلزار سے | رنگ لائی پاک دامانی مری
اس گرفتاری پہ اپنی ہیں نثار | وہ کرتے ہیں نگہبانی مری

آپ داغ اونکے دل میں یہ غرور
شکل ہے دنیا میں لاثانی مری

سنتے ہیں اک ہے تیغ جنگجو کی | رستے ہی نہیں لگی گلو کی
جب پاؤں تھکے تو بیٹھ کے | جب دل نہ رہا تو آرزو کی
بستے ہیں پہ تیری گلی قیامت | تیغ ہے کیسی ہی ہی سپاہ جنگ کی
جب ہم نہ ملے تو درد دل نے | اوٹھ اوٹھ کے اجل کی جستجو کی

مطلب کی کہی نہ آپ نے ظالم / کیا بات ہی تیرے گفتگو کی
اونکے ہے عدو سے وہ تمنا / جس بات کی ہے نے آرزو کی
پھر وحشت دل نے اور صحرا / لین خار نے دھجیان رفو کی
کچھ کم نہیں قدر نا امیدی / ہے یہ بھی ہزار آرزو کی
ہم بادہ کشون کی خاک سے بھی / آئیگی صدا سبو سبو کی
اللہ کو کیا جواب دونگا / عادت ہے بتون سے گفتگو کی
کچھ ضبط ہماری خاطر اے چشم / کچھ شرم ہمارے آبرو کی
چھوڑا نہ ستم فلک نے دل کا / اس شہر سے تلاش کینہ جو کی

اس خانہ خراب دل میں اے داغ
مٹی نہ ہے خراب آرزو کے

۱۳ — ۲۵۳

تدبیر سے قسمت کی برائی نہیں جاتی / بگڑی ہوئی تقدیر بنائی نہیں جاتی
دل لیکے وہ اب جان طلب کرتے ہیں مجھسے / یہ ایسی دھری ہے کہ اوٹھائی نہیں جاتی
مانی تو سہی توبہ بھی ہو جائیگی زاہد / کمبخت قیامت ابھی آئی نہیں جاتی
اور وہ بھی جائینگے اے ناصح ناداں / ہیرے کی کنی جان کی کھائی نہیں جاتی
پہنچے ہے یہانتک تری رفتار کی ظالم / آندھی سی مری خاک اوڑائی نہیں جاتی
دل سا ہوا کہ تہ تیغ نہ اف کی / اک پھانس کی تکلیف اٹھائی نہیں جاتی
گرتی ہے نشیمن پہ مری کوند کی بجلی / صیاد کی گھر آگ لگائی نہیں جاتی
ہرچند ہے افشائی محبت میں خرابی / یاروں سے مگر آنکھ چرائی نہیں جاتی
لی دل کی یہاں لیں ہے کیا ایک تمنا / وہ تا بزبان خوف سے لائی نہیں جاتی

اللہ ری تنگی دہن ناز کی لب | وعدی ... نہین جاتی
للہ مری فوج پہ تکبیر تو پڑہلو | آتی ہی ... مین جاتی
یارب کوئی آفت تہا محبت کا پتنگا | وہ آگ لگی ... ن جاتی

۲۵۴
ای داغ کہا حال دل اوس نے سمجہ
نادان تری دل کی صفائی نہین ہ

اشک خون رنگ لائی جاتا ہی | دل اغ اپنے جمہ ...
کس صفائی سی تیری دل کا غبار | مٹتے مٹتے ...
کتنا باوضع ہے خیال اوسکا | بیکسی مین بہی ... جاتا ہی
دیکہنا رشک اوسکی محفل مین | ایک کو ایک کہا ... جاتا ہی
ناامیدی ستائے جاتی ہے | شوق نقشہ جما ...
ہمت ای خاک پان مدد ای ضعیف | کوئی دامن بچا ...
وہ جدہر کو گئے اوٹہا یہ شور | وہ قیامت اوٹہی ...
دل وہ نعمت ہی تجہسا شیرین لب | نظرون نظرون مین کہا ...
آتش شوق کیا بجہے ناصح | تو پتنگے لگانے ...
غم نے اوسکے کہلا دیا دیکہو | مجکو مہمان کہا ...

۲۵۵
اوسکا آنا تو درکنار ای داغ | دل ہی قابو سی ہای جاتا ہی

ہر بات مین کافر کی کیا آن نکلتی ہی | وان آن نکلتی ہی یان جان ...
سو حسن اوٹہتی ہین سو ناز برستی ہین | ہی وصل ملی تجہین کیا شان ...
قسمت یہ ہری کیا یارال کو حیرت ہی | جو شکل نکلتی ہی حیران ...

وعدہ نہ وفا کرتا پھر اوسپہ یہ تاکیدین
تا حشر ٹھہر جاؤ کیون جان نکلتی ہے

یہ خانۂ دل جیسا سنسان نظر آیا
بستی کوئی کم ایسی ویران نکلتی ہے

آبادی دل کا ہی اسدرجہ خیال اینتو
حسرت بہی نکلتی ہے تو جان نکلتی ہے

چتون کے مٹینگے بل ابرو کے کھلینگے خم
پر دلکی گرہ کوئی آسان نکلتی ہے

دلبر مین ادائین ہی دلکش ہین جفائین بہی
اک آن ستمگر مین ہر آن نکلتی ہے

۲۵۶ — اسطرح کبھی جی مین اے داغ پلک اوسکی
یہ پھانس کوئی دلسے نادان نکلتی ہے — ۹

داغ ہر چند جہان گرد ہی ہرجائی ہے
آپکے سر کی قسم آپکا شیدائی ہے

صورت وصل نہ تہی کوئی بجز بخشش غیر
وہ جو بگڑے ہین تو اب تیغ بن آئی ہے

اور کیا خاک ملیگی دل بسمل کی مراد
جو تماشا ہی جہان کا وہ تماشائی ہے

شکوۂ ظلم پہ وہ تو وہ خاموش ہوئے
پھر یہ جھنجلا کے کہا کیا مری رسوائی ہے

جب کبہی بیٹھے بٹھائے خفقان اوچھلا ہے
ہمنے جاکر ادہی کوچے کی ہوا کھائی ہے

نہین معلوم کہ ہین کون بلا حضرت عشق
یون تو اپنی بہی زمانے سے شناسائی ہے

مژدہ اوسکو ہو جو ناکام ازل ہی تجھسے
حشر اوسپر ہے جو کمبخت تمنائی ہے

نہ سُنی ایک بہی ہمنے وہ دم بوسہ و نکی
یہ کہتی ہی رہے موت تری آئی ہے

۲۵۷ — داغ گو اب کسی [illegible] ملاقات نہین
ہمنے ہر سو [illegible] ہی ہوا کھائی ہے — ۹
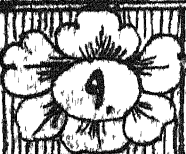
ہمارے قتل کی تدبیر سو نزدان [illegible]
یہ زندگی تو نہ ٹھہری بلائی جان ٹھہری

ہزارون مین ہمنے مجھسے ضد [illegible]
یکسطرح سے زمین پہ آسمان ٹھہری

ہماری خاک کی بربادیاں ذرا دیکھو
کہاں کہاں ہے اُڑی اور کہاں کہاں ٹھہری

مری تڑپنے سے شب کو نہیں تو چین آیا
چلو تمہاری طبیعت تو مہرباں ٹھہری

سر نیاز ہوا ٹھوکروں سے میں پامال
جہاں جبیں مری سنگ آستاں ٹھہری

پڑھا دیے جو اسی چند حرف بیتابی
پیامبر کی دہن میں نہ پھر زباں ٹھہری

جب آیا چین ہمیں اُس نے کر دیا بے چین
تری نگاہ ہماری مزاجداں ٹھہری

یہاں یہ عزم کہ چکاؤں لگا سو لاک بوسہ
وہاں یہ فکر کہ قیمت بہت گراں ٹھہری

۲۵۸ ۹

ہزار رنگ دکھائیگا داغ جب تک
مزا بہار نہ ٹھہری کوئی خزاں ٹھہری

تجھ سے دل خاک ملے دوستی ہی تو ملتا ہے
کوئی ملتی ہے سی اے عربدہ جو ملتا ہے

اسطرح دشمن جاں سے نہیں ملتا کوئی
کیا لپٹ کر تری خنجر سے گلو ملتا ہے

کیجیے اے قسمت برگشتہ تلاش دشمن
دوست کو ڈھونڈھتے ہیں ہم تو عدو ملتا ہے

ملگیا دل سے یکایک تری سوفار کا رنگ
ورنہ بیگانی ہے برسوں میں لہو ملتا ہے

ہیچ کم ہا یہ سی کچھ ہمکو ملے یا نہ ملے
یہ بڑی دولت دنیا ہے کہ تو ملتا ہے

دیکھ جاکر مری ساقی کی سخاوت زاہد
ایک ساغر کوئی مانگے تو سبو ملتا ہے

گل کھلاتی ہے عجب رنگ کی یہ شاخ شرہ
اسکو پانی کی جگہ روز لہو ملتا ہے

ارمغان دیتے ہیں ہم پیر مغاں کو جاکر
کوئی اچھا جو ہمیں ظرف وضو ملتا ہے

۲۵۹ ۹

خاک میں داغ ملاتی ہیں جو تری
مری کمبخت کرامیوں ہی سے تو ملتا ہے

چھوٹی ہزار مرتبہ قاتل کے ہاتھ سے
نکلے نہ ایکبار بھی ہم دل کے

ای قیس گر صبا نی اوڑایا تو لطف کیا
اوٹھانا پردہ صاحب محمل کی ہاتھ سی

ای اضطراب شوق یہ کیسا اثر کیا
تلوار چھوٹی پڑتی ہی قاتل کی ہاتھ سی

ہی خط جادہ راہ محبت مین تیغ تیز
کٹتی ہین پاؤن دوری منزل کی ہاتھ سی

بدلی شراب کی ہی مجھی زہر ہی قبول
اوس انجمن مین ساقی محفل کی ہاتھ سی

ٹھہرو ذرا الگ ہی الگ وار کر چلے
دامن بچا ہی جاتی ہو بسمل کی ہاتھ سی

کوئی سمجھ کی بات کری تو جواب دین
دم ناک مین ہی ناصح جاہل کی ہاتھ سی

پوچھی نہ اہل فیض ہی نوبت سوال کی
خود ہاتھ وہ ملاتی ہین سائل کی ہاتھ سی

ای داغ دستگیر ہی وہ پیر دستگیر
پہونچا ہاتھ مرشد کامل کے ہاتھ سی

بیوجہ اجتناب نی رسوا کیا مجھے
ظالم تری حجاب نی رسوا کیا مجھے

مینے جو آہ کی تو کہا اونسی غیر سے
اس خانمان خراب نی رسوا کیا مجھے

کہدی ہی اونسی نشی مین سب دل کی آرزو
اک ساغر شراب نے رسوا کیا مجھے

یارون پہ کھل گیا اثر الفت نہان
اوس بت کی اضطراب نی رسوا کیا مجھے

اوس بدگمان سی پوچھ کی تعبیر ہون خجل
میری بیان خواب نی رسوا کیا مجھے

محشر مین حال دل دم پرسش کہی بنا
کیا کیا مری جواب نی رسوا کیا مجھے

کچھ اونکی مہر و لطف نے مشہور کر دیا
کچھ رنجش و عتاب نی رسوا کیا مجھے

اس زلف خم بخم نی کیا شہرہ آپکا
اس دل کی پیچ و تاب نی رسوا کیا مجھے

ای داغ سب یہ حضرت دل کی سلوک ہین
جو کچھ کیا جناب نے رسوا کیا مجھے

پیامبر بھی تو انسان ہے فرشتہ نہیں
الٰہی صبر دل بیقرار ہو کے چلے

وہ تفتہ دل ہوں جو دریا میں جاؤں شعلے اٹھیں
تو موج بحر یقین ہے غبار ہو کے چلے

کسیکی آنکھ میں وہ انتظار ہو کے رہے
کسیکے دل سے شکیب و قرار ہو کے چلے

خبر نہو جسے وہ کشتہ تغافل ہوں
جو حشر بھی ہو مرے سو بھی مزار ہو کے چلے

گلے لگا کے اونہیں عذر پھر کیا ملنے
مری گلی سے وہ جب شرمسار ہو کے چلے

۲۶۳

نگاہ یار کی پھرتی ہی بزم سے ای دل ع
رقیب بھی مرے یار ونکے یار ہو کے چلے

۱۵

طبیعت کوئی دن میں بھر جائیگی
چڑھی ہے یہ ندی اوتر جائیگی

رہیگی دم مرگ تک خواہشیں
یہ نیت کوئی آج بھر جائیگی

سبب پیروی ہجر ہو یا وصال
کہ اک بات آخر ٹھہر جائیگی

نہ تھی یہ خبر ہمکو پلٹیگی بہار
ادھر آئیگی اور ادھر جائیگی

محبت میں ای دل نہ غدر سر یہ کھیل
وہ بازی نہیں یہ کہ ہر جائیگی

کہوں نہ میں حشر کو تیرے ظلم
یہ خلق خدا کیا مکر جائیگی

خدا کے لیے آج اقرار کر
کہ پھر بات کل حشر پہ جائیگی
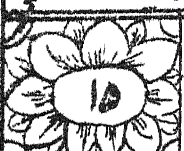
نہ گذری شب ہجر سمجھے تھے ہم
تڑپتے پھڑکتے گذر جائیگی

مرا حال بہتر ہے اوسے کہو
ڈبوینگے جو بھیجی خبر جائیگی

نہ جائے کوئی میری میت کے ساتھ
مری بیکسی نوحہ گر جائیگی

رہیگا ترا جلوہ مد نظر
جہاں تک ہماری نظر جائیگی

شب وعدہ آجاؤ ورنہ قضا
مرے سر پہ احسان دھر جائیگی

وہ کبھی گور غریبان پہ تو آئی یہ صدا / تھم ذرا او روش ناز سے چلنے والے

دیکھیے کیا ہوا آخر مری نامے کا جواب / پاس اونکی ہین بہت زہر اوگلنے والے

ان جفاؤن پہ وفا کوئی نکرتا لیکن / دل بدلتا نہین او آنکھ بدلنے والے

شرم آلودہ نگاہین تو کرینگی بسمل / اب کوئی آن ہین یہ تیر ہین چلنے والے

دل نے حسرت سے کہا تیر جو اوسکا نکلا / دیکھ اسطرح نکلتے ہین نکلنے والے

دل بیتاب وہ آتی ہین خبر آئی ہے / صبر کر صبر ذرا میرے مچلنے والے

امتحان تیغ جفا کا جو اونہین ہو منظور / بیچ بچا کر ابھی ٹلجاتی ہین ٹلنے والے

۲۶۶ — ۹

گرمی صحبت اغیار کی شکوے پہ کہا / آپ اے داغ ہمیشہ کی ہین جلنے والے

جفا کرتا ہے تو بدلے وفا کے / خدا کو مان اے بندے خدا کے

کھلے عشق بتی کی دلمین گرمی / کھلے رہتے ہین بند اونکی قبا کے

پریشان کر دیا دل نے اولجھکر / کھلے جاتے ہین بل زلف دوتا کے

ہوا ہون کشتۂ پائے نگارین / مرا خون سر ہوا رنگ حنا کے

نہ خوش ہوا ہے تو ہمکو ستا کر / ڈرو سو کارخانے ہین خدا کے

ہوئی جاتی ہین کیون نیچی نگاہین / کہو تو کیا ہے قربان اس حیا کے

وہ روئی دیکھکر میت کو میرے / تجھے آنسو ذرا اہل عزا کے

اولجھنا زلف سے لڑنا نگہ سے / یہ نبے ہین حضرت دل ہی بلا کے

۲۶۷ — ۱۹

مری مشکل ہوئی اے داغ آسان / تصدق اپنے ہین مشکل کشا کے

جنون میں تن پہ لباس غبار باقی ہے
کہ اب بھی پاس کفن کو بھی تار باقی ہے

ابھی نزاکت رفتار یار باقی ہے
ابھی زمانۂ ناپائدار باقی ہے

خزاں ہی دیکھ کے وحشت سی چھا گئی دل پر
ابھی نظارۂ فصل بہار باقی ہے

نہ دیکھی عیش گذشتہ کی پھر کبھی صورت
غلط کہ گردش لیل و نہار باقی ہے

وہ چشم ناز کا سکتے ہی ماجرا کہہ لے
ابھی تو شرح دل بیقرار باقی ہے

خرام ناز نے تھوڑی سی [illegible]
وہ دیکھیے تو کسی کا مزار باقی ہے

رہی نہ پھر عدو دلمیں کوئی جیو کے جگہ
جو ہم نہیں تو ہمارا غبار باقی ہے

جو یہ نہیں ہے تو کچھ بھی خلش نہیں باقی
جو عشق ہے تو غم بے شمار باقی ہے

امید وصل چلی جائے ہاں لٹے دامن
بہت ابھی تو شب انتظار باقی ہے

جنوں کے ہاتھ سے تار نفس بچا لے خدا
رہا سہا یہی لے دیکے تار باقی ہے

صبا اڑا نہ سکی آسمان مٹا نہ سکا
کہ دلمیں ہونگے ہمارا غبار باقی ہے

کروں نگاہ میں بھی تیرا ایک ہی لہو پانی
جو دم میں دم ہے مری آتش یار باقی ہے

صفا بھلے سے سبھی خاک میں ملاتے ہو
صفائیوں پہ بھی اتنا بخار باقی ہے

بیان سوز جگر پر یہ آپ گھبرا گئے
نکالنا ابھی دل کا غبار باقی ہے

مریض عشق کی کیا پوچھتے ہو یہ پوچھو
کہ زندہ کوئی بھی بیمار دار باقی ہے

اکھیڑتے عمر بھر ان کو سمجھیں ابھی ظالم
اگر بقا ہے تو کل اختیار باقی ہے
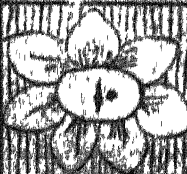
پھر ایک لوٹ لے ظالم نگاہ ناز سے تو
کہ دلمیں پایۂ صبر و قرار باقی ہے

دم اخیر ہے ای داغ توبہ کر توبہ
کہ روسیاہ ابھی اختیار باقی ہے

٢٦٦ ١٠

کچھ بھی الفت نے تری دلمین نچھوڑا باقی
رکھی ایک تمنا ہی تمنا باقی

دم اولجھتا ہی جو سینے مین تو دلمین شاید
رہگیا اوسکی مژہ کا کوئی کانٹا باقی

گو وہ دل اونکا نہین کرتی ہین ظاہر اسکے
پر غنیمت ہی کہ اتنا ہی سہارا باقی
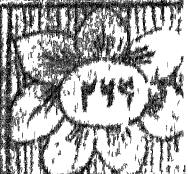
سنگ مین لعل بنا عشق کی نیرنگی سے
خون فرہاد کا تھا کوئی جو قطرا باقی

صبح اون مست نگاہونکا نہ پوچھو عالم
جن مین تھا رات کا کچھ نشۂ صہبا باقی

دیکھکے تیرگی گور کو مین چونک پڑا
مینے جانا کہ ابھی ہی شب یلدا باقی

لبلونکو جو تری ملگئی راہ ظلمات
چشمۂ خضر مین پانی نہ رہیگا باقی

عاقبت کثرت عصیان سے مری گھبراکر
رہگیا کاتب اعمال کو لکھنا باقی

میری تحریر کی انداز تو دیکھو گویا
کوئی مطلب نہ رہا ہی نہ رہیگا باقی

(۲۶۹) جیتے جی عشق و محبت کو مٹا دو ہی داغ
کیون رہی بعد فنا مفت کا جھگڑا باقی (۹)

کبھی کچھ درد رہتا ہی کبھی کچھ سوز رہتا ہے
ہماری دلپہ صدمہ اک نہ اک ہر روز رہتا ہے

نگاہین اونکی جادو ہی قیامت ہوتی جاتی ہین
الٰہی کونسا فتنہ سبق آموز رہتا ہے

دل اپنا چین سے رہتا نہین اک آن پہلو مین
مگر دلمین تمہارا ناوک دلدوز رہتا ہے

جو مین ہون عشق مین مضطر وہ ہی میری کبھی مضطر
زیادہ مجھسے آشفتہ مرا دلسوز رہتا ہے

خوشی ہی عید ہی اغیار ہین جلسی ہین ناخوش ہم
وہان تم رات دن نوروز ہی نوروز رہتا ہے

مصاحب ہے یہی اک ہجر مین سکو خدا رکھی
مرا ہمدم مرا مونس غم جانسوز رہتا ہے

رقیب روسیہ بھی رات بھر رہتا ہی سرگردان
خدا جانے کہان وہ شمع شب افروز رہتا ہے

کبھی کچھ غم اوٹھایا ہو تو جانین آپ کیا جانین
کہ کس کس غم مین آلودہ غم اندوز رہتا ہے

تصور مین کسیکی واہ نیند آتی نہین مجکو
عجب بیدار اپنا طالع خفتہ رہتا ہی

کیا صبا اڑ کے دل اپنی ہی تو آتی ہے
مجکو اپنی دل گم گشتہ کی بو آتی ہی

صاف ہی سینہ ہمارا کہ دل زنگ
کیا صفائی تجھی ای آئینہ رو آتی ہی

نکیا تونی کبھی غیر کا شکوہ ہمسے
بات منہ کہنے ہی مین ای عربدہ جو آتی ہی

ہو رسا آہ تو کیا جانی کہان تک پہنچی
نارسائی مین تو یہ عرش کو چھو آتی ہی

تیری تلوار نے ہی چال اوڑائی تیری
کھنچ کے آتی ہی یہ جب تا بہ گلو آتی ہی

دشمنی ختم ہوئی ایک وفا دشمن پر
دوستی تجکو تو ای میری عدو آتی ہی

تلخی موت کو فرہاد کی وہ کیا جانے
منہ سے شیرین کی ابھی دودھ کی بو آتی ہی

یاد آ جاتی ہی وہ مہ جبین دیکھ کے موج
لہر جی دل مین ہماری لب جو آتی ہی

شجر خشک تو برسال ہری ہوتی ہین
جا کر ای عمر جوانی کہین تو آتی ہی

دل اگر صاف نہو پاک نہو گا انسان
یونہو ابلیس کو بھی شرط وضو آتی ہی

جانتا ہون کہ یہی دشمن جان ہی میرا
اوسکی خنجر سے ابھی خون کی بو آتی ہی

خلل یار مین ای واعظ سوا حسرت کے
لب ہمین کیفیت جام و سبو آتی ہے

طلب ہی جا ہی ہما کو تری استخوانون کی
بری بنی ہی خدا خیر کرے ہمانون کی

خدا کری ابھی ای باغبان گری بجلی
تری چمن کو لگی آگ آشیانون کی

عجب مشرب کی کمبخت صبر کی تکبیر
خرابیان ہین محبت مین نوجوانون کی

قدم قدم ہی تری چال کا نیا انداز
وگرنہ ایک سی گردش ہی سب آسمانون کی

اوہنین تو کہیں تلون مزاجیان لیکر
یہان تو روز ہی شامت ہے زاہدانون کی

کسی لحاظ سے نالہ نہین کیا ہمنے
وگرنہ کون ہے بنیاد آسمانون کی

عجب نہین ہے کہ ہنگامۂ قیامت ہو
لی نہ خبر اگر ہمسے ناتوانون کی

سہارتا نہین جنت کو ساے صیاد
کہ باغ خلد مین کثرت ہے آشیانون کی

یہ زہد آپکا اے داغ سب ہے مکر و فریب
ہزار بیر پہ تسبیح لاکھ دانون کی

۲۶۲

دل مرا لیلی مریجان دعا مانگی تو کی
ابھی تجھسے ہم وفا مانگی جفا مانگی تو کی

بیگناہونکو سزا دیتے ہو اللہ اللہ
بخشوانا کیسی ہو ہان ہان کر خطا مانگی تو کی

کوئی بیچارہ بلا سے ہو پریشان خاطر
شیخ بے نور یہ وہ زلف دوتا مانگی تو کی

ہنسی جوگی وہ بری کی یہ تو ہیچ ہے لیکن
تمنے تو ابھی ہو جاؤ ہمسے وفا مانگی تو کی

غم دیا رنج دیا داغ دیا ہجر دیا
خوب بیمار محبت کی دوا مانگی تو کی

جانتے ہی نہین دشنام کا انجام ہے کیا
بات اک پہلی پہل نام خدا مانگی تو کی

ہمنے جانا تھا کہ وہ پھول چڑھانے آئے
قبر عاشق پہ قیامت ہے بپا مانگی تو کی

رشک دشمن اوٹھا ہمسے نہین تھے نادان
دوستی ورنہ حقیقت مین ادا مانگی تو کی

چار دن بھی کہین آرام ملا یا اے داغ
بیوفاؤن پہ یہ یوہین جان فدا مانگی تو کی

۲۶۳ ۱۴

جفا کی ان بتون نے یا وفا کی
بچا دل اب تو جو مرضی خدا کی

نئی شوخی ہے چشم فتنہ زا کی
تغافل یون کیا گویا حیا کی

ہمارا درد کیا جاے کسی سے
ہمیشہ روح کھنچتے ہے دوا کی

شب اندوہ و غم کا پوچھنا کیا
ہنسا کی جو دے دم پر بنا کی

تم اتنے ہو کے دو گے ہمکو تعذیب
نہین کی تو بھی ہان ہمنے خطا کی

مٹاؤن داغ ہجران واں سے کیونکر
وہ پوچھینگے نشانی میری لیا کی

جواب قتل کیا قاتل نے سوچا
کہ اوسکو عیب ہے روز جزا کی

کہا اونکی جفا کا کچھ نہ باعث
مگر اتنا کہ تھے کیون وفا کی

لگی ہے سینے سے دشمن کی تصویر
وہ کہولین کیا گرہ بند قبا کی

لڑے ہین غیر سے غصہ سے مجھ پر
کوئی پوچھے تو مینے کیا خطا کی

الٰہی وصل کی ہے رات دے ٹال
مجھے کوئی گھڑی روز جزا کی

رہی یہان صلح پر بھی جنگ باہم
طبیعت اونسے مل کر لڑا کی

ابھی اقرار اسکا ہو چکا تھا
ادہر دیکھو تو ہے ہمسی حیا کی

۲۵۴

پھر اوس بت پر فدا ہین حضرت داغ
قسم کھائی تھی کعبے مین خدا کی

۱۳

منصفی دنیا سے ساری اوٹھ گئی
اسی تجو ایمانداری اوٹھ گئی

دل ہی وہ بھی اختیاری اوٹھ گئی
اب تمنا ہی تمہاری اوٹھ گئی

وہ صنم مین میری کب آئی کہ جب
بیٹھ کر مخلوق ساری اوٹھ گئی

واہ دشمن ہو گیا سارا جہان
ہائے رسم دوستداری اوٹھ گئی

کی طرح پھیلا ہی اون نقشونکا جال
اب امید رستگاری اوٹھ گئی

رکھ کے آنکھون کلیجا تھام کر
آنکھ جس جانب تمہاری اوٹھ گئی

جب اٹھا سجدہ مین اوس بت کا پہ [illegible]
خود بخود گردن ہماری اوٹھ گئی

آئی بن ٹھن کر مرے ماتم مین وہ
جبکہ رسم سوگواری اوٹھ گئی

عشق نے بیباک آخر کردیا
اب وہ شرم آہ وزاری اوٹھ گئی

دور مین اوس چشم مست ناز کے
لذت پرہیزگاری اوٹھ گئی

ہی عجب اس نازکے پر بار ناز
تجھسے یہ تلوار بھاری اوٹھ گئی

ہم کھنچے ایسے کہ آخر اونکو بھی
اب توقع ہی ہماری اوٹھ گئی

کس سے رکھیے داغ چشم دوستی
اوٹھ گئی یارون سے یاری اوٹھ گئی

ہی فلک دی ہمکو پورا غم تو کھانیکی لیی
وہ بھی حصہ کردیا ساری زمانی کی لیی

باغ مین جاتی ہین ہم دلکو گل کھلانیکی لیی
سید ہیان سرو و صنوبر کی ستانی کی لیی

سرگذشت اپنی فسانہ ہی زمانیکی لیی
گم ہوئی تھی ہم جہان ہی یاد آنی کی لیی

ماجرا ہی دل ہی کیا یارب کہ جبکا ہی یہ شوق
لب مری مشتاق ہین میری فسانیکی لیی

غنچہ دلکی عوض تازہ ہوئی داغ جنون
کیا بہار آئی تھی دیوانہ بنانیکی لیی

پاس اپنی دلکی رہنی دیجیی میرا بھی دل
اک خوشی کو چاہیی اک غم اوٹھانیکی لیی

بس رہا ہی جسمین تجھ وہ نازنین نازک مزاج
اب کہان لینی الائچی گل چوٹ کھانیکی لیی

بعد محشر کیا یہ بت بیکار ہی رہجاینگی
اک نہ اک فتنہ ہی لازم ہر زمانیکی لیی

زاہد صد سالہ آیا میکدی مین بھول کر
لا شراب کہنہ ساقی اس بہانیکی لیی

قتل دشمن کا نہین مشکل بہت آسان ہی
چاہیی اک دوست مجھسا زخم کھانیکی لیی

چار حرف آرزو دی دل ہین یونتو مختصر
گر بڑہا دو نہین تو قصہ ہی بڑہانیکی لیی

تمنے سمجھا اک فنا جھگڑے مین اپنی آگئی
تمنے خوبی کونسی چھوڑی زمانیکی لیی

نہ آگے گئی اس سے وہ چشم خود بین
مگر آئینہ حد اسکندری ہے

اسے دیکھکر دلمیں قائل ہے ناصح
مگر بات کیا ہے سخن پروری ہے

ہوئی طور بے طور الفت میں دل کی
قضا اک نہ اک روز آگے دھری ہے

گوارا نہیں دل کی شرکت بھی ہمکو
محبت میں یہانتک طبیعت بری ہے

کہاں آسمیں تیری سی محشر خرامی
لگاتار اٹھا ہوا تیسرا آلبک دری ہے

صبا بن گئی جو ہوا دی چمن میں
کہ غنچے کی مٹھی جو زر سے بھری ہے

دلاسا بھی دیتی نہیں عاشقوں کو
یہ کیا دلدہی ہے یہ کیا دلبری ہے

ملا داغ سے آج وہ ماہ پیکر
مبارک قران مہ و مشتری ہے

سرو وہ سر ہے کہ جو دلدار کی در تک پہونچے
دل وہ آئینہ ہے جو اوسکی نظر تک پہونچے

ناتوانی نے رکہا اونسے شب وعدہ جدا
ہم چلے شام سے رستہ تو سحر تک پہونچے

دلکو تہامون کہ تری بزم میں آنسو پونچھوں
ہاتھ جب دلسے اوٹھے دیدۂ تر تک پہونچے

شعبدے چال نے تیری تری آنکھونکو سکھائے
فتنے رفتار سے اوٹھے اونکی نظر تک پہونچے

دونوں ہاتھوں سے کیا ذبح مجھے قاتل نے
جب ہی کہتا ہے دکھی وہ دوپہر تک پہونچے

اوسکی ہمراہ گیا ہے دل پر رنج و ملال
یا الٰہی وہ سلامت کہیں گھر تک پہونچے

زلف آہستہ جھٹکی مرا جی ڈرتا ہے
دیکھیے ہاتھ کا جھٹکا نہ کمر تک پہونچے

بس ہوا ہمیں کہ سدی قفس اے صیاد
میں نہ پہونچوں مرا نالہ گل تر تک پہونچے

کسطرح لیگا بلائیں کوئی آسودہ حنا
کچھ نہ پہونچی تری گیسو جو کمر تک پہونچے

آلپٹ جا مرے سینے سے کہا ہے ہجر جال
کبھی ٹھنڈک ہی تو عاشق کی جگر تک پہونچے

۲۷۹

شوق ہی داد خدا ذوق ہی امداد خدا
داغ کیونکر نہ شہ جن و بشر تک پہنچی

۱۸

جانا تھا کہ ہی موت ہی آرام جدا ہے
وان تیر لگی ہوئی شام جدائی

حسرت ہی کہ جو شخص ہی وصل ہو مشتاق
دی نامہ بر آ کر اسے پیغام جدائی

پاس اپنی تو سراپا الفت ہی تو یہ ہی
اک درہم داغ جگر انعام جدائی

ہی عالم دوری مین بڑا لطف تصور
اسواسطے ہون بندۂ بیدام جدائی

ملجائی کوئی عاشق دیرینہ تو پوچھون
کس طرح بسر کرتی ہین ایام جدائی

معشوق تو کیا تجھسے حذر کرتی ہین عشاق
ای داغ ترا نام ہی پیغام جدائی

قطعہ

کل داغ سی پوچھا یہ کسی نے کہ بتا تو
کیا حال ہی ای کشتۂ صمصام جدائی

سرشار ہی کیون بادۂ اندوہ مین غافل
گردون نے پلایا تجھے کیا جام جدائی

آنکھونسی برستی ہین در اشک تمنا
سینہ ہی ترا مخزن آلام جدائی

کیون لب پہ ترا ہاتھ ہی کیون چشم ہی پرنم
ہی تجھسے جدا کونسا آرام جدائی

آتا ہی جدائی کو جدا سے نہ سمجھ تو
ہونا ہی وصال ایکدن ایام جدائی

ہان صبر ہی درکار کہ اس عربدہ جو پر
حسرت نہ کھلی وصل کی ہنگام جدائی

یہ سنکے کہا ہائی نہ پوچھو یہ نہ پوچھو
کچھ اور کرو ذکر نہ لو نام جدائی

کیا صدمۂ قلق کیا ہی کہا کا غم ہجران
ہی ہیچ کا مذکور نہ یان نام جدائی

احباب کہتی واقف اسرار محبت
جھنجھلائی کہا مورد الزام جدائی

ہم پوچھکے احوال خطاوار ہی ٹھہرے
گویا کہ دیا ہمنے یہ پیغام جدائی

اک نالہ کیا مرغ گرفتار کی صورت
مطلع یہ پڑھا اوسنی تہ دام جدائی

۲۸۰

اللہ نہ دے گردش ایام جدائی
کم صبح قیامت سی نہین شام جدائی

۹

لطف لے یون خواہش دل شام و سحر بڑھتی ہی
جسطرح ہو کی قلم سی شاخ شجر بڑھتی ہی

قطع امید سی امید مگر بڑھتی ہے
کہ اودہر گھٹتی ہی الفت تو ادہر بڑھتی ہی

تول میزان نظر مین نظر دشمن و دوست
کسطرف کم ہی تری چاہ کدہر بڑھتی ہی

جلوۂ تابش خورشید سی گھٹتی ہی نگاہ
اوس مہ حسن کی دیکھی ہی نظر بڑھتی ہی

دیکھیے خوب گھٹا کر جو شب ہجران کو
روز محشر سی یہ دو چار پہر بڑھتی ہی

چشم قاتل کو مگر سنگ فسان ہی سرمہ
اور بھی برش شمشیر نظر بڑھتی ہی

یہ نہو گا کہ تجھی اسکی عوض دون یہ بھی
دل فقط بوسی کی قیمت ہی جگر بڑھتی ہی

اسقدر بھی جو نہوتی تو نہوتی ثابت
زلف کی تار سی کچھ اونکی کمر بڑھتی ہی

۲۸۱

کوئی سفاک ہین بیخوف چلا ہے دیکھو
گھر سے یہ داغ ہی کمبخت مگر بڑھتی ہی

۱۱

صبر آتا تو محبت مین بہت مشکل ہے
موت بھی تو نہین اسکو یہ وہ کافر دل ہی

ہجر ہی آفت جان وصل بلائی دل ہی
آدمی کی لیے ہر طرح غرض مشکل ہی

شمع چپ آئینہ حیران ہی عاشق ششدر
واہ کیا عالم تصویر تری محفل ہی

سہنی جو ناز کہ خلوت مین کہا تہا اوس سے
آج انشا وہ رقیبون مین سر محفل ہی

تجکو ای قیس ہے کیون ناقہ و محمل کی تلاش
دل مین لیلی ہی تری دل ہی ترا محمل ہی

حشر کی دن تو ملو گی یہ کیا مینی سوال
سوچکر دیر مین ظالم نی کہا مشکل ہی

جمع ہین کسقدر آشفتہ خدا خیر کرے
اوسکی ہر ہر شکن زلف مین اک دل ہے

وہ زمانہ ہی گیا آپ کی دیکھوئے کا
کر تلاشین نہین ملتا نہین کہین ہی دل ہے

صفحۂ دہر پہ ہستی موہوم مگر
حرف ہے تو ہی غلط نقش ہی تو باطل ہے

ای غم یار کوئی اپنا ٹھکانا کرلے
دل تو پر درد ہی تو درد کی کیون شامل ہے

۲۸۲

ہمکو قسمت نے دیا داغ تمنا ای داغ
وہ ہی ملتا ہے حسب انعام کی جو قابل ہے

۱۵

ہون تو دیوانہ مگر خالی نہین تدبیر سے
بیڑی باندھا ہی جنونکو حلقۂ زنجیر سے

مجرمان عشق کو کیا خوف ہی تقدیر سے
کٹ سکا کب رشتۂ الفت تمہی شمشیر سے

بچکے کیون چلتا ہی خاک عاشق دلگیر سے
آدمی اکسیر کا بنتا ہی اس اکسیر سے

گر تری وحشت زدہ کچھ بھی بلائین لے تہ تیغ
شور محشر چیخ اوٹھی نالۂ شبگیر سے

جب چلا وان شست سے ناوک چلا پہلو سے دل
یہ شکار اوڑ کر لپٹ جاتا ہی نوک تیر سے

سورۂ یوسف سنون کیا کان ہر گز واعظو
کان اوسنے بہر دیی ہین لذت تقریر سے

ہر خطاوار آپکی احسان کا مارا مر گیا
عفو کرنا جرم کا بڑہ کر ہوا تقصیر سے

ظلم ہی آزار ہی بیداد ہی مقصود بہی
کتنا بچ بچ کر گیا نالہ مرا تاثیر سے

سمجھے نامی کو مری کاتب وہ فرط قہر مین
کچھ عجب انداز کی تقریر تہی تحریر سے

بیٹھی صورت کی پہنائین جنون نے بیڑیان
پڑ گئی تار گریبان پانون مین زنجیر سے

کیا کرین کچھ بس نہین تیری بلا ای ذوق میل
عمر تھوڑی مانگ لیتی آسمان پیر سے

طبع نازک مین تلون اسقدر کا ہیکو تہا
یہ اوڑایا رنگ میری رنگ کی تغیر سے

دل بسمل اس تڑپ سے بھی کہ جنبش آگئی
آگیا دم مجھ مین گویا جنبش شمشیر سے

شکر ہی ایدل کہ اونکو غصہ آکر رہگیا
آلیا تہا سوت نی پر بچگئی تقدیر سے

اسقدر ہی داغ مہر و لطف کا دنیا مین کال
مر گئے عشاق تو اس قحط عالمگیر سے

چارہ گر ہم ہوش مین آئینگے کیا تدبیر سے
عقل دیوانی نہین پابند ہین ہم بہی زنجیر سے

بڑہگئی وحشت زیادہ چارہ و تدبیر سے
اور دونی پانون اپنی کہل گئی زنجیر سے

جب لڑی ہین وہ نگاہین عاشق دلگیر سے
چہبگئی ہین برچہیان ہی کہبگئی ہین تیر سے

فکر ہی لکہینگے کس نامہ اعمال خلق
کونسا کاغذ بچا یہان شوق کی تحریر سے

تونی رکہا ہی کہانتک مجہکو اے جوش جنون
جائینگے کس گہر نکلکر خانہ زنجیر سے

کچہ توقع کچہ یقین کچہ یاس کچہ وہم و گمان
انتظار یار کی ہی کیفیت تاخیر سے

ہی کلام لطف مین بہی اک طرح کی نوک جہوک
بیٹہی چہریان چلتی ہین شیرینی تقریر سے

بیقراری کا برا ہو منفعل قاتل سی ہون
اک جگہ ٹہرا نہین پہنچ گیا ہر تیر سے

پڑگئی کیونکر الہی دلمین اوس تیکی گرہ
بچ رہا تہا کونسا عقدہ مری تقدیر سے

ہی قم عیسی صدا قاتل کی مجہکو وقت ذبح
جان آجاتی ہی ہر دم نعرہ تکبیر سے

ہر سخن مین گرچہ سو پہلو بچاتا ہون مگر
آرزو مین ٹپکی پڑتی ہین مری تقریر سے

کر رسائی چاہتی ہی اور تو اپنا عروج
اے دعا ملجا کسی اوچہلی ہوئی تقدیر سے

داغ جلنے کی لیی کافی ہی اوسکی بزم مین
کاش ڈالی کوئی پروانی کا سر گلگیر سے

چہوڑا ہی ساتہیون کی پس کارواں مجہی
لیجائی دیکہیی مری قسمت کہان مجہی

شب کو نہ آئی تم تو ہوی بدگمان مجہی
وان لیگیا کہ سوتی ہی جانا جہان مجہی

جگر مین مثل سنگ فلاخن ہون تنگ بھی | پھینکی مری نصیب کے گردش کمان مجھی
کیا درد دل کہون کہ سراپا ہون دردمند | آتی نہین ہے بات سوای فغان مجھی
پڑتی ہی اونکی آنکھ سر بزم جب کہین | جاتی ہین اک نگاہ پہ سو سو گمان مجھی
ہوتی نہ وہ گلی تو بہلتا نہ دل مرا | ملتا اگر زمین کے عوض آسمان مجھی
افسانہ کہکی اوسکو سلاؤن تمام رات | نوکر ہی رکھلے کاش ترا پاسبان مجھی
دل خط مین رکھدیا بھی تو کیا فائدہ ہوا | قاصد کا ہی سوال کہ دی تو زبان مجھی

۲۸۵

ای داغ اوسکی ہاتھ سی گر ہون شہید مین
وہ موت بھی ہو زندگی جاودان مجھے

۹

ہر گھڑی مجھکو قسم غیر کی دیجاتی ہی | وصل مین اونکی نئی چھیڑ چلی جاتی ہی
کبھی اقرار ہی مجھکو کبھی انکار وصال | بات تیری نہ اوٹھائی نہ دھری جاتی ہی
اللہ اللہ ری گرانباری غم بعد فنا | کر مری خاک سی آندھی بھی لپی جاتی ہی
حشر تک شکوۂ اغیار رہیگا ظالم | آج کی آج کوئی یہ خفگی جاتی ہی
چارہ گر رکھ نہ مری زخم جگر پر مرہم | کہ مری لذت ایذا طلبی جاتی ہی
ہاتھ پر کبھی آنیکا نہین اونکا مزاج | اب بھلا کوئی طبیعت کی کجی جاتی ہی
اک ترا نام کہ ہر دم ہی وظیفہ مجھکو | اک مری بات کہ برسون مین سنی جاتی ہی
چھیڑ نا زلف پریشان کا بلا تھا ای دل | آئی شامت تری اب کوئی گھڑی جاتی ہی

۲۸۶

میرا چاہا نہ خدائی بھی چاہا ای داغ
غم تو گھٹتا ہی مگر عمر گھٹی جاتی ہے

۱۰

باندھ کر سلسلہ نکلی ہے جو در پر لگی ہوئی | جا سو سبیل ہے سر کوچہ لگی ہوئی

یہ کسکی لو ہی اے دل مضطر لگی ہوئی — اک آگ سی ہی سینی کی اندر لگی ہوئی

دل کیا کھلی مرا کہ تری زلف کی طرح — مضبوط اک گرہ ہی گرہ پر لگی ہوئی

رکھی قدم سنبھل کے رہ عشق مین وہی — آگی ہی جسکو ہو کبھی ٹھوکر لگی ہوئی

یون کون جانی درد محبت کو ناصحا — وہ جانی جسکی چوٹ ہو دلبر لگی ہوئی

یارب ہو دل کی خیر کہ بیڈھب کچہ آجکل — ہی گھات مین نگاہ ستمگر لگی ہوئی

میرا ہی سا ہو حال تمہارا ہی ناصحو — چیٹک تمہین ہی عشق کی ہو گر لگی ہوئی

گر زندگی خضر و مسیحا ہوئی تو کیا — ہی موت سبکی ساتھ مقرر لگی ہوئی

کوئی عدم سی آئی نہ اس قید خانہ مین — قید حیات ساتھ نہو گر لگی ہوئی

بیشک ہی کچہ لگاؤ جو کرتا ہی یہ گریز — زاہد سی دخت رز سے مقرر لگی ہوئی

ناقوس بتکدہ مین تو کعبی مین ہو اذان — ہی یاد میری دوست کی گھر گھر لگی ہوئی

وہان گالیون پہ منہ ہی ہمیشہ کھلا ہوا — یان مہر خامشی مری لب پر لگی ہوئی

جب مینی آہ کی ہی قیامت اوٹھائی ہی — آواز پر ہی شورش محشر لگی ہوئی

کیا دخل بیقراری دلسی جو اک طرف — کروٹ مری رہی سر بستر لگی ہوئی

ٹھہری کبھی نہ اوس صف مژگانکی دبدبہ — ہو سامنی اگر صف محشر لگی ہوئی

تھوڑی سی لطف گذر کی ملی ہمکو ساقیا — ہی اپنی تاک جانب ساغر لگی ہوئی

٢٨٧ — ٩
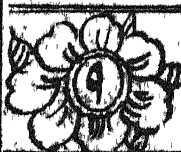
مین آشنا نہین بت نا آشنا سے داغ — تہمت یہ مفت کی ہی مری سر لگی ہوئی

کہنے دیتی نہین کچہ منہ سے محبت تیری — لب پہ رہجاتی ہی آآ کی شکایت تیری

اب ترا اے دل بیتاب خدا حافظ ہی — کر چکی ہم تو محبت مین حفاظت تیری

دیکھیے کرتی ہی رسوای زمانہ کیا کیا
مجکو یہ چاہ مری تجکو یہ صورت تیری

پوچھتی ہین وہ مری بات تو یون پوچھتی ہین
کہتی ہین کون ہی تو کیا ہی حقیقت تیری

یاد سب کچھ ہین مجھی ہجر کی صدمی ظالم
بھول جاتا ہون مگر دیکھکی صورت تیری

عدم آباد کو جاتی ہین لئیے خالی ہاتہ
مجکو ہی نازکہ لیجاؤنگا حسرت تیری

یار غمخوار مری حال کو سب پوچھتی ہین
اور پھر پوچھکی سب کہتی ہین قسمت تیری

ہر رقیبونکی زبان پر ہی ستم کا شکوہ
تو بھی مجبور ہی جاتی نہین عادت تیری

۲۸۸ — کوچہ یار مین بھی جی نہین لگتا اے داغ
دیکھیے جائیگی کس روز یہ وحشت تیری — ۹

وصل کی شب بھی وہی عادت پرہیز رہی
مہربانی بھی تمہاری ستم آمیز رہی

دام پھیلائی تری زلف دلاویز رہی
تیغ کھینچے ہوی مجھپر نگہ تیز رہی

اک اشارہ مین یہ تا ملک عدم جا پہنچا
توسن عمر کو کیا حاجت مہمیز رہی

وای بربادی قسمت کہ گلی مین تیری
خاک ہو کر بھی رہی ہم تو ہوا تیز رہی

کون تھا گرم عنان آج کہ جو خاک سمند
شوق پابوس مین گرد سم شبدیز رہی

کوئی دیوانہ کا کوئی رہا سودائی
بو تری زلف کی کیا کیا نہ جنون خیز رہی

نعمت خلد کو بھی منہ نہ لگایا اوسنی
تیری بیمار کو جو عادت پرہیز رہی

گالیان دیتی ہو پھر جلد خفا کرتی ہو
اسکی بھی تیز ہوئی اوسکی بھی یہ تیز رہی

۲۸۹ — لو کہ تیزی ہی طبیعت مین تمہاری اے داغ
بات پر سامنی اونکی نہ کبھی تیز رہی — ۱۵

کوئی بھی ملی نہی دل بیقرار نے
مجکو بچا لیا مری پروردگار نے

پامال کر دیا فلک بد شعار نے
سیکھے تری چلن روش روزگار نے

ایسی مزے لیی مری پای فگار نے
گھر دلمین کر لیا خلش نوک خار نے

سنتے تھے ایک عمر سے طوفان نوح کو
ہمکو دکھا دیا مژۂ اشکبار نے

سو حسرتین ملین ہین مری ساتھ خاکمین
مٹی بھی دی تو انکو اسی خاکسار نے

مینے تو جان دی تھی بہانی سی موت کے
بدنام کر دیا اوسے ہر سوگوار نے

مجھسے ہی یہ گلہ کسی وعدہ خلاف کو
جھوٹا بنا دیا ہے تری اعتبار نے

دیکھی ہی ہمنی آج وہ ظرف وضو مین بند
جو پی کی چھوڑ دی تھی کسی بادہ خوار نے

وہ بات ہی نہین وہ ملاقات ہی نہین
نادان جب ابھار دیا تجکو پیار نے

کہتی ہین مجھسی وصل مین کیون تجکو یاد ہے
رو رو کی پیٹ پیٹ کی وہ دن گذار نے

سب بہیر چھینگلی مری جاتی ہی حشر مین
میدان کر دیا نفس شعلہ بار نے

وہ اور مجکو خط مین لکھی شکوۂ رقیب
پٹی پڑہائی ہی یہ کسی ہوشیار نے

قسمین ہزار دو نہ بتائینگے ہم کبھی
مانگی ہے جو دعا دل امیدوار نے

غیرونکو آج بزم مین اوسکی رولا دیا
بے اختیار نالۂ بے اختیار نے

۲۹۰
اے داغ ہای داغ ہی عہد شباب کا
کیا داغ کھائی تیری دل داغدار نے
۹

محبت کا اثر جاتا کہان ہے
ہمارا درد سر جاتا کہان ہے

دل بیتاب سینے سے نکلکر
چلا ہے تو کدھر جاتا کہان ہے

عدم کہتی ہین وہ جسکو ایدل
ادھر آ بیخبر جاتا کہان ہے

کہان منہ سی ہین تیری دہن کے
جو ہوتا تو کدھر جاتا کہان ہے

تری جاتی ہی مرجاؤنگا ظالم
مجہی تو چہوڑ کر جاتا کہان ہی

کہان جاتا ہی قاصد اسکی در تک
خدا جانی کہ مرجاتا کہان ہی

ہماری ہاتہ سی دامن بچا کر
ارے بیداد گر جاتا کہان ہی

تری چوری ہی سب سی نظر مین
چرا کر تو نظر جاتا کہان ہی

۲۹۱

اگرچہ پا شکستہ ہین ہم اے داغ
مگر قصد سفر جاتا کہان ہے

۹

چلی ہو لیکی دل ہمراہ تم آنا یہان پہر بہی
کرم کرنا ہماری حال پر ای مہربان پہر بہی

ابہی سمجہی نہین تم ماجرای دل کی کیفیت
سنا دینگے تمہین ہم ایکدن یہ داستان پہر بہی

عدو کی عیش ہی لیکن عدو کے جان نہین بچتا
غنیمت ہی ہزارون دشمنون مین آسمان پہر بہی

غش آیا ہاتہ کانپی تیغ کی ناکی ہوئی آخر
کہو تو سخت جانو نکالو کی امتحان پہر بہی

مری شوق شہادت نی تہکایا بازوی قاتل
دہان زخم سی یہ شور تہا اک ہاتہ ہان پہر بہی

نکل آیا ہی خط ہرچند تیری روی گلگون پر
نکلتی ہی مگر اک بات تجہسی دوستان پہر بہی

چلا ہین ہم کی خائف کوئی جانا نہیں تو سنیگی
لگی کہنی قضا جاتا ہی تو آگی کہان پہر بہی

دیی ہین امتحان کیا کیا کوئی انصاف تو دیکہی
رہا وہ بیمروت ہای ہمسی بدگمان پہر بہی

۲۹۲

مجہی ہی داغ کیا ارمان ایام گذشتہ کا
وہ پہرا جاکی آتی ہی کہین عمر روان پہر بہی

۹

عشق کا لطف کسی گم شدہ سا ہے
غم جو اوٹہتا ہی ہمسی اوٹہتا ہی

فتنہ اوسکی قدم سی اوٹہتا ہی
ہر قدم کس ستم سی اوٹہتا ہی

دیکہی کیا فتنہ قاصد سی
تیری طرز رقم سی اوٹہتا ہی

اوسکی کافر نگہ کیسے اوٹھتی ہی — شور دیر و حرم سی اوٹھتا ہی

ظلم تیرا اوسیہی جلتے ہین — جبتک ای یار ہمسے اوٹھتا ہی

کس سی اوٹھتا ہی صدمہ الفت — یہ ہمارے ہی دم سی اوٹھتا ہی

ہمسے کیجیے جفا و فا آمیز — کہ ستم بہی کرم سے اوٹھتا ہی

کو قیامت اوٹھی مگر یہ دل — کوئی بیت الصنم سے اوٹھتا ہی

٢٩٣ — گر نہ ٹھکرائی وہ تو پہر اے داغ
کون خواب عدم سے اوٹھتا ہے — ٩

کمان تند خو کیا جانے کیا ہی — ہماری آرزو کیا جانی کیا ہی

اسی کچھ جانتی ہین دوست تیرے — محبت کو عدو کیا جانی کیا ہی

ہماری اور اونکی دل ہی ملین — ہمیشہ گفتگو کیا جانی کیا ہی

ستم مین کیا تامل تجکو لیکن — لحاظ ای کینہ جو کیا جانی کیا ہی

بہرون کیا اوسکی آگی مین دم سرد — ابہی وہ شعلہ خو کیا جانی کیا ہی

روان آنکہون سے یہ خون جگر ہے — کہ ہی دلکا لہو کیا جانی کیا ہی

تمہارے پاک ہے مہر درخشان — ترا روی نکو کیا جانی کیا ہی

کہون کیا اب تجہسے ناصح لذت عشق — اسی کمبخت تو کیا جانی کیا ہی

٢٩٤ — جہان مین داغ نے دیکہا ہی سبکو
یہ نکتہ چار سو کیا جانے کیا ہے — ١٥

نکال اب تیر سینی سے کہ جان پر الم نکلے — جو یہ نکلے تو دل نکلی جو دل نکلی

تمنا دلکی اک بات مین کیا ای صنم نکلی — قیامت تک یہ نکلی گر نہایت کم

خدا سی حشر کی دن التجا تیری نمازون مین
مری منہ سی نہین نکلی تری منہ سی قسم نکلی

مری دلسی کوئی پوچھی شب فرقت کی بیتابی
یہی فریاد تھی لب پر کہ یارب جلد دم نکلی

ہوئی مغرور وہ جب تم ہیری بی اثر دیکھی
کسیکا اسطرح یارب نہ دنیا مین بھرم نکلی

مبارک ہو یہ گھر غیرونکو تمکو یا سبا تونکو
ہمارا کیا اجاڑا ہی نکالا تمنے ہم نکلی

نہ اوٹھی مرکی بھی ایسی تری کوچی مین بیٹھی ہم
محبت مین اگر نکلی تو ہم ثابت قدم نکلی

نگہ اپنی خلش یا وہ تری دین ایکدم ہمکو
کہ دو بی نشتر غم دلسی جب خار الم نکلی

رہ الفت کو اک سیدھا سا رستہ ہمنی جانا تھا
مگر دیکھا تو اس رستی مین صدہا پیچ و خم نکلی

سمجھکر رحم دل تمکو دیا تھا ہمنے دل اپنا
مگر تم تو بلا نکلی غضب نکلی ستم نکلی

نہ نکلا دل ہی سینی سی نہ پیکان ہی جدا نکلا
اگر نکلی تو دونون آشنا ہوکر بہم نکلی

برا ہو اس محبت کا کہ اسنی جان ہی کھویا
لگا دل اوس ستمگر سی اجل کی بس سے ہم نکلی

دم پرسش جو دیکھا اوس بت سفاک کو مضطر
صف محشر سی دل پکڑی ہوی گھبرا کے ہم نکلی

کہین کیا لہمین کیا آیا کہین کیا منہ سی کیا نکلا
کبھی جو چلتی پھرتی ہم سوی بیت الصنم نکلی

۲۹۵

الٰہی ہین سبج و شم ای داغ بعد مرگ ساتھ اپنی
اگر نکلی تو یہ اپنی رفیقان عدم نکلی

۹

دیکھ سکتی نہین اس بزم مین اغیار مجھی
لیچلی ہای کہان حسرت دیدار مجھی

ایسی باتونسی تو بہتر ہی خموشی واعظ
کہ تری ضد نی کیا اور گنہگار مجھی

رحم آتا ہی دل زار تری حالت پر
کاش ہو جائی تری جان کا آزار مجھی

اپنی قاتل سی نہین خونکا دعوی مجکو
بلکہ خود جرم محبت پہ ہی اقرار مجھی

ہو گئی کثرت عصیان سی مری وہ نوبت
ہی یہ احسان ملائین جو گنہگار مجھی

مانگتا ہی مری جینی کی دعائین ظالم
جان کر جی سی تھا جان سی بیزار مجھے

بوئی ہین تیری محبت نے ہزارون کانٹے
دل ملا ہی کہ ملا وادی پر خار مجھے

ہمنشین تجھسے وہ ہین خاک کہون خلوت مین
آج جو اوسنے کہا ہی سر بازار مجھے

٢٩٦ — ٩

دل مرا لیکے وہ پچھتاتی ہین ولیکن اے داغ
نظر آتی ہے پھری چشم خریدار سے مجھے

بلا سی نامی کو ثابت اگر نہین رکھتی
وہ تیری منہ پہ تو کچہ نامہ بر نہین کہتی

برائیان نہ تری یاد آئین اس باعث
ہم اپنی حال زبون پر نظر نہین کرتی

گلی مین یار کی جانا ہی جان سی جانا
جو پانون رکھتی ہین وہ تن پہ سر نہین رکھتی

پسند آئی ہمین جبسی اونکی طرز خرام
قدم زمین پہ سر رہگذر نہین رکھتی

ہزار حیف ہوئی بیقرار جنکے لیے
وہ ہاتھ بھی دل بیتاب پر نہین رکھتی

جو ہوگی ہمپہ عنایت تو کیا غضب ہوگا
اگر کیا بشر سی محبت بشر نہین کرتی

رہا اگر نہ مجھی ہوش عشق مین نہ رہا
تمہارا دل ہی کہان تم خبر نہین رکھتی

بشر ہین اہل ہوس ہی مگر یہ بیوز کہان
جگر تو رکھتی ہین داغ جگر نہین رکھتی

٢٩٧ — ١٣

اوٹھا ئین اونکی ستم کس طرح سی ہم اے داغ
اگر دلمین تاب و توان اسقدر نہین رکھتی

دی اوس بوسہ لب نی مجھی شکر کے مزے
کہا کہ دی دشنام بھی قند مکرر کی مزی

لب شیرین ہی دم ذبح جو تکبیر سنی
مجکو شربت ہوئی زہرابہ خنجر کی مزی

چھیڑ کر نشتر مژگان سی کہان جاتی ہو
دیکھتے جاؤ ہمارے دل مضطر کی مزی

دل ترا آئی کسی پر تو ہمین ہو انصاف
عشق و نیا مین چکھا دی تجھی محشر کی مزی

کچھ پیا خون جگر دل کا لہو کچھ پیا تہا
چکہتی پہرتی ہین نگاہین ہی گہر گہر کی تری

دل کشتا ٹون سی جنگلمین اڑتی ہی صبا
یاد آتی ہین جو غربت مین تجہی گہر کی تری

جستجو میری اگر حاصل مطلوب نہو
آب حیوان نی لیی تلخ بسانی کی تری

باغ مین چالکی دکہادی روش مستانہ
کبک و طاؤس اڑالیتی تری ٹہوکر کی تری

زیست کی لطف جو کچھ خضر و مسیحا نی کیی
وہ لیی ہمنی تری عشق مین مر مر کی تری

جنکو ہی جان عزیز اونکو نہین لذت عشق
خضر کیا جانی تری برش خنجر کی مزی

جلوہ طور تو مین کہ نہین سکتا زاہد
پوچہ آنکہو نسی مری اوس رخ انور کی مزی

کاش یکبک کرہی چہین قیدی ہر روز نیا
تجکو صیاد ستمگار پڑین زر کی مزی

داغ اس چاٹ پہ ہی تشنہ لب و تشنہ دہن
کہ ملین ساقی کوثر سے کوثر کے مزے

دوست خوش ہونی لگی دوست کی مرجانی سی
غم کا یہ کال پڑا ہی مری غم کہانی سی

کسن دل لیی نہ سنی ایسی تو ہٹ ہی تہی
سمجہ گیا وہ بہی ناصح مری بہڑکانی سی

وعدہ وصل کی تکرار نے ہمکو مارا
فیصلہ خوب ہوا بات کی بڑہ جانی سی

خود فراموش کیا یاد نی تیری اچہا
رہ گئی اپنی مصیبت مجہی یاد آنی سی

یہ بہی دشمن ہی کی حصی مین سہی ای تقدیر
کام کیا اوسکی تصور کو یہان آنی سی

مجرم عشق کی ارمان نرالے دیکہے
جرم کا حوصلہ بڑہتا ہی سزا پانی سی

خون بہا کی ہی جبتک مری قتل کی بعد
اب دعا کیجیی کیا فائدہ گہبرانی سی

پند کو دیکہ ذرا باد ہ تو رنگ کر دلبر
بہڑک گئی آگ زیادہ تری سمجہانی سی

کیجیی فکر سخن خاک وہ دل ہی نہ رہا

۲۵۵ **داغ فرصت ہی نہین روز کی غم کہانی سی** ۱۵

لگ چلی باد صبا کیا کسی مستانی سی
جھومتی آج چلی آتی ہی میخانی سی

چور ہو جاؤن مگر جاؤن نہ میخانی سی
عہد شیشے سی تو پیمان ہی پیمانی سی

روح کس مست کی پیاسی گئی میخانے سے
مے اوڑی جاتی ہی ساقی ترے پیمانی سی

فکر ہی دوست کو احوال سناؤن کیونکر
تنگ ہی ہوتا ہی کلیجا مری افسانی سی

گر پڑا ہون نگہ مست سی چکر کھا کر
ساقیا پہلے اوٹھا تو مجھی پیمانی سی

وہی وحشت ہی وہی خار وہی ویرانہ
دشت کس بات مین اچھا مری کاشانے سی

سختیان کھینچنی کی ہو گئی عادت مجھکو
بت چلی آئین نہ کھنچکر کہین بتخانی سی

ڈر ہی تاثیر نہ کر جائی کسی کی فریاد
کان بہر لیجیے پہلے مری افسانی سی

دل برباد مین آباد ہوئی عشق و جنون
کوئی بستی نہین بہتر مری ویرانی سی

شکل ثابت نظر آتی نہین عمامی کی
شیخ نی بدلی ہی پگڑی کسی مستانی سی

کر دیا صاف الگ دلنی ہمین الفت مین
ہاتھ پر ہاتھ دہری بیٹھی ہین بیگانی سی

جانشین قیس کی سب وحشی صحرا ہو جائین
دشت آباد ہو گر تیرے دیوانی سی

نگہ مست تری گر ہی پڑی دلپہ مری
لغزش پا نہ سنبھالی گئی مستانی سی

اوسکی بیدادنی چھوڑی نہین عالم مین جگہ
نالی گھبرائی ہوئی پھرتی ہین دیوانی سی

۳۰ **ایک جلوہ مین بہت داغ بہک اوٹھتی تھی**
آج سنتی ہین نکالی گئی میخانے سے ۱۱
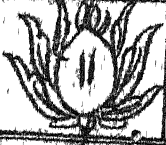
آتش شوق کو کب دل سی جدا رکھا ہے
اس لگی کو تو کلیجے سے لگا رکھا ہی

دیکھ لینے کو تری سانس لگا رکھا ہی
ورنہ بیمار غم ہجر مین کیا رکھا ہی

نا امیدان وفا کا یونہیں دل رکھتی ہین
آپنی خاک مین جسطرح ملا رکھا ہی

کہانی ہی وعدۂ فردا پہ قسم کیا جہیب
آج اس حرف تسلی نی اٹھا رکھا ہی

اسقدر تو ہی ترا پردہ نشین پاس حجاب
کہ تری درد کو بہی دلمین چہپا رکھا ہی

تہی کدر تو کدورت نی رکھا تہا برباد
صاف ہوا تو صفائی نی ستا رکھا ہی

قطعہ

دل گم گشتہ کی مدکو یہ الہی بگڑے
کہ بڑی دیر سی منہ تمنے بنا رکھا ہی

شانہ ہی گل ہی کہ دل ہی مجہی معلوم نہیں
دیکہو تو زلف گرہ گیر مین کیا رکھا ہی

قطعہ

ستم ایجاد کا انداز ستم تو دیکہو
امتحان عشق و ہوس کا یہ بنا رکھا ہی

ہر گہڑی عاشق مضطر سی وہ ملتی ہی نہ تپ
نقشہ بگڑی ہوئی صورت کا بنا رکھا ہی

شکوۂ ہجر سی ای داغ اثر کیا [illegible]
آپ نی نام شکایت کا دعا رکھا ہی

۱۳

رنج و قلق کو صدمہ و ایذا اوٹھائیے
دلکو مٹا کے سینے مین کیا کیا اوٹھائیے

کس کس کا داغ ای ستم آرا اوٹھائیے
دلکا اوٹھائیے کہ جگر کا اوٹھائیے

ہم ہی جگر کو تہام لین تم دلکو سنبہال لین
تہم تہم کی رخ سی زلف چلیپا اوٹھائیے

عادت نہ جائی گرچہ قیامت ہی کیون نہ آئی
ملنی کی بعد پہر کوئی جہگڑا اوٹھائیے

دام بلا سی زلف ہی باندھا ہی سلسلہ
دل چاہتا ہی پہر کوئی جہٹکا اوٹھائیے

یون خاک مین ملائیے اس چشم شوق کو
پلکون سی اوسکا نقش کف پا اوٹھائیے

ہم ہی بہری ہوئی ہین کہو چہیڑنے کی تم
بہتر یہین نکالیے اچہا اوٹھائیے

کیا گیا نیم نگہ کر سکے
جو شعبدہ اوٹھائیے پورا اوٹھائیے

اے ناتوانیٔ دل بیمار الاماں
طاقت نہیں کہ دل سے تمنا اوٹھائیے

الفت کا داغ تک بھی نہ بخشے رقیب کو
دولت یہ وہ نہیں جسے بیجا اوٹھائیے

انداز یہ کہ جان نہیں چھوڑ سکتی آپ
تاکید یہ کہ ناز ہمارا اوٹھائیے

ہر چند کوہ سے بھی گران تر ہے بار عشق
ہمت یہ کہہ رہی ہے کہ تنہا اوٹھائیے

۳۰۲ — ۴

وہ داغ دردمند جو کل تک مریض تھا
آج آکے آپ اوسکا جنازہ اوٹھائیے

غیر کو اوس بزم میں توقیر پیدا ہو گئی
دلکو میری کاوش اس تقدیر پیدا ہوئی

دیکھتے ہیں وہ جو پھر پھر کر مری جانب نگاہ
آہ بے تاثیر میں تاثیر پیدا ہوئی

جذبۂ دل میں مرے سختی نہیں تو کس لیے
اونکی آنے میں یہان تاخیر پیدا ہوئی

دیکھ تو قاتل مرے شوق شہادت کی کشش
گم ہوئی تھی جو تری شمشیر پیدا ہوئی

بعد مجنوں لیکر وحشت مری کہتی ہے خلق
اک بلا یہ [illegible] زنجیر پیدا ہوئی

ہو گئی تھی گم جو اک مدت سے دلکی آرزو
سنکے تیری پیار کی تقریر پیدا ہوئی

۳۰۳ — ۵

از سر نو ہوگا پروانہ اسیر عشق داغ
موج دود شمع سے زنجیر پیدا ہوئی

گالیوں میں ادا نکالی ہے
بات میں بات کیا نکالی ہے

دیکھی دل نے فکر پیش و پس کیسی
ابتدا انتہا نکالی ہے

تم سے کیا شکوہ ہے گلہ اوس سے
جسنے رسم وفا نکالی ہے

دردمندوں کو قتل کرتے ہو
واہ اچھی دوا نکالی ہے

شب غم کا گذارنا کیا تھا
گھر سے اپنی بلا نکالی ہے

نام نکلا ہمارا ہین پردہ نشین | یہ کہان کی حیا نکالی ہی
دل جو واپس طلب کیا تو کہا | یہ نئی التجا نکالی ہی
بات کیسی وہ ہو گئی ہین خفا | منہ [illegible] بہانہ ذرا نکالی ہی

داغ تجھ سا بیان [illegible] اپنا
طرز سب سے جدا نکالی ہے

۳۰۴

جس ہی جانبر ہون وہ تدبیر جفا کونسی ہے | موت کی کوئی بتائی تو دوا کونسی ہی
تجھکو مشکل دل بیتاب بتا کونسی ہے | ایسی ملتی ہوئی وہ تیغ ادا کونسی ہی
خاک ہو کر کسی کوچہ مین ہمین جانا تھا | آج کیا جانی کدہر کی ہی ہوا کونسی ہی
کوچہ یار ہی دیتا ہی جو واعظ تفضیل | ایسی جنت مین نرالی وہ فضا کونسی ہی
گو برا ہون مگر اچھا ہون کہ چاہا تمکو | میری تقصیر ہی کیا میری خطا کونسی ہی
ناز کرتی ہین وہ ہر ناز پہ یہ کہہ کہکر | اسکو کہتی ہین ادا اور ادا کونسی ہی
اف نہ کی ہم نی تہ تیغ جفا ای ظالم | اس ہی بڑھکر رہ تسلیم و رضا کونسی ہی
موت ہی زندگی ہجر اجل رشک رقیب | اور عشاق کی مرنی کو قضا کونسی ہی

کیا کہونگا جو کہا اوسنی کہ اچھا کہیے
بات ای داغ محبت کی سوا کونسی ہی

۳۰۵

راز الفت کا نہ [illegible] جیسے | یہ ہمین کچھ جانتی ہین یہ ہمین سی پوچھی
ابھی ہم جو دیا ہین تو سب کھل جائیگی | اس دل ہلکیسے اس جان حزین سی پوچھی
میری خاموشی کا باعث [illegible] | یہ حقیقت اپنی چشم سرگین سی پوچھی
داد کوئی دی کسی کیا اس خرام ناز کی | کیا زمین کو دم پہ بنتی ہی زمین سی پوچھی

آپکا حال گذشتہ مین کہونگا ٹہیک ٹہیک
یاد بہی مجکو یہ افسانہ کہین سے پوچہیے

گاہ کہتا ہون کہ کچہہ دریافت کیجیے حال دل
گاہ کہتا ہون کہ کیا ادنیٰ نہین سے پوچہیے

اونسی پوچہی وصل کی صورت تو فرمانے لگی
پوچہیی اسکو تو صورت آفرین سے پوچہیے

نیک و بد ہمنے زمانہ کا سنا یا ہی تو کیا
آپکا جسپر یقین ہے یہ اوسہین سے پوچہیے

۳۰۶ — ۱۱

حاجت نا ہی دل ہی داغ عشق کا ہی داغ لطف
یہہ فروغ روسیاہی اس نگین سے پوچہیے
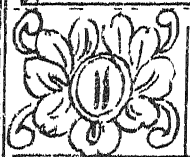
رنج صحت سے جو واقف دل شیدا ہو جائے
داغ ارمان سے بنے درد تمنا ہو جائے

زندہ دل خاک یہ نام تمنا ہو جائے
سخت مشکل ہے کہ مرکر کوئی پیدا ہو جائے

کچہہ نہو تیری محبت مین پر اتنا ہو جائی
کہ تری بد مزگی مجکو گوارا ہو جائے

ہون وہ ناکام تمنا جو اجل چاہے نہین
موت آکر مری بالین پہ مسیحا ہو جائے

تیری انداز وہ کافر ہین بت ہوش ربا
آدمی کیا جو فرشتہ ہو تو شیدا ہو جائے

قابل رحم ہے اوس شخص کی رسوائی بہی
پردہ پردہ ہی مین کمبخت جو رسوا ہو جائے

ہائی کہنا وہ کسی بت کا دم نظارہ
آنکہہ بہر کر ہمین دیکہے تو بس اندہا ہو جائے

ساتہہ قاصد کے چلا ہی دل بیتاب اپنا
کہین ایسا تو نہو راہ مین جہگڑا ہو جائے

بزم مین آپ ہی ہین دوست ہی دشمن مجہے
امتحان آج جو ہونا ہے ہمارا ہو جائی

آسمان ہی ہی شکایت نکرو نہین کیا خوب
میرا چاہا تو نہو آپ کا چاہا ہو جائے

۳۰۷ — ۹

دشمن جان سنہی آپ مسیحا ہی سہی
داغ رنجور کسی طرح سے اچہا ہو جائے

کچہہ خوب نہ یہ غیرت شمشاد کرینگے
بندونکو غلامی سے یہ آزاد کرینگے

برستی ہے تیغ فنا مین بھی عجب لذت ہی	زندگانی کے مزے اہل عدم بہول گئے

۳۰۵ — ۹

عشق کی راہ مین جب کافر و دیندار آئے
سب کی سب داغ رہ و رسم دہرم بہول گئے

کل تک تو دام زلف مین ہو دل رہا کیے	بہول آئی پہینکا وہ کبھی ہمین آج لیا کیے
کچھ کم نہ تہی خرام سے گردش نگاہ کی	بیٹہی رہی وہ تو بہی تو فتنے اوٹہا کیے
تقدیر دیکہی آپ نے عادت بگاڑ دی	دل مانتا نہین کہ رہون بیٹہا کیے
مدت پیام بر کو بنایا ہے قصہ خوان	بیرون در ترا جواب ہم اوس سے سنا کیے
ہان جذبہ شوق لا ادہر بے پردہ کہینچکر	جاتا ہی کوئی منہ کو چہپائے حیا کیے
پہونچی کسطرح سے تا منزل مراد	بازو مین تیرے لگکے ہم اکثر اوڑا کیے
رکہا تہا دل مین ہمنے کہ جانے نہ پائینگے	وہ خواب مین تو آ کے جہپک جایا کیے
بگڑی جو فکر غیب سے ہم اوسنے گہیر لیا	کوئی جواب سب سے نہ بن آیا بنا کیے

۳۰۶ — ۹

اے داغ جسنے ہاتہہ دعا سے اوٹہا لیا
تقدیر کا ملیگا بغیر التجا کیے

ہم دشمن بہی یکجا ہون تو الفت ہوے جاتی ہے
یہ ہی مل بیٹہنا ایسا محبت ہوے جاتی ہے
مصیبت گر کسی پر ہو مصیبت کا ہے خوگر ہو
اگر کیسا ہے مضطر ہو قناعت ہوے جاتی ہے
حیا گر منہ چہپاتے ہے ادا پردہ اوٹہاتے ہے
یہ شوخی کب چہپاتی ہے قیامت ہو ہی جاتی ہے

پر پوشش کوئی ایسا ہو کہ اوس پہ دم نکلتا ہو
جو ثابت عشق اعدا ہو تو نفرت ہو ہی جاتی ہے

تجھے کب صبر اے بدخو کہوں کچھ گر سنے پہلو
ابھی قابو سے بے قابو طبیعت ہو ہی جاتی ہے

بہا ہے رنج کا دفتر رکے کیونکر دل مضطر
جفائے یار کی اکثر شکایت ہو ہی جاتی ہے

نہیں ہے عمر بھر کے یہ سبب ہے دل کے غلط فہمی
عداوت کیا نہیں ہوتے عداوت ہو ہی جاتی ہے

ہوا کیا وصل سے حاصل حیا ہے درمیاں حائل
ہمارے واسطے نازل مصیبت ہو ہی جاتی ہے

نہ کہہ تو داغ کو نادان سمجھ تو وہ بھی ہے انسان
کہ ان باتوں سے اے نادان کدورت ہو ہی جاتی ہے

وہ نگہ راہ پر نہین آتی
نظر آتے نظر نہین آتی

دلبروں پر طبیعت آتی ہے
اسطرح اسقدر نہین آتی

کوچۂ یار ہے میں بیٹھ رہی
او قیامت ادھر نہین آتے

حسن بھر عمر رہا کہ عشق رہا
غیب کی کچھ خبر نہین آتی

لگ لاوٹ کی اوس نگاہ شوخ کی چوٹ
آتے جاتے نظر نہین آتے

تو طبیعت ہے اسکی ہرجائی
پھر مرے راہ پر نہین آتے

قتل پر اپنے باندھ دیتے ہم
ہاتھ اوسکے کمر نہین آتے

دل کے لینے کی گھات ہے کچھ اور
یہ تجھے مفت بر نہیں آتے

حال معلوم ہے قیامت کا
بات کہنے میں پھر نہیں آتی

آگئے آتی تھی یاد بھی تیرے
اب کبھی بھول کر نہیں آتی

مرگ عاشق ہے کس قدر آسان
نوبت چارہ گر نہیں آتی

حضرت دل ادھر ادھر لیتے حال کہیں
موت کمبخت مگر نہیں آتی

۲۱۳
گل ہرے ہو گئے چمن میں داغ
تجھ پہ رونق مگر نہیں آتے
۱۱

یوں مٹا جیسے اہل دہلی سے گمان دہلی
تھا مرا نام و نشان نام و نشان دہلی

لے گئے لوٹ کے اب شوکت و شان دہلی
پوربی پہلے اوڑاتی تھی زبان دہلی

دلی والوں کے لیے تازہ بنی گی جنت
لے گئے سر پہ ملک تحفہ مکان دہلی

رشک شمشاد تھا ہر خوش قد و ہر خوش رفتار
سرو آزاد تھا ہر ایک جوان دہلی

عارض صاف تھا ہر ایک صفا بازار
چشم پر جلوہ تھی ایک ایک دکان دہلی

گرم ہنگامہ ہوئے لالہ رخان پنجاب
گل کھلائے ہیں نئی تو نے خزان دہلی

اس سے بڑھکر کوئی محشر نہیں طول حنا
بس یہی ہوگا کہ ہم اور بیان دہلی

دی دیا فوج کو انعام میں حکام نے سب
گنج قارون بھی فزون گنج نہان دہلی

یا تھا مسجد جامع کا رہے نام بلند
کعبے والی کہیں وہ آئی اذان دہلی

آسمان پر سے بھی نوحے کی صدا آتی ہے
کیا فرشتے بھی ہوئے مرثیہ خوان دہلی

۲۱۴
نیر و غالب و آزردہ سے پھر لوگ کہاں
داغ اب یہ ہیں غنیمت ہمہ دان دہلی
۹

غضب ہی جسکو وہ کافر نگاہ مین رکھی
خدا نگاہ سے اوسکی پناہ مین رکھی

برا ہون مین تو مجھے رکھیے اپنی پیش نظر
برے کو چاہیے انسان نگاہ مین رکھی

چھپایا یار گلیم کا پھر اوسے پر یہ ظفر دہ
اگر وہ دل مجھے کر دے [illegible] نگاہ مین رکھی

جو شیخ دیکھلے اکبار کیفیت میخانہ
نہ پھر وہ دل کو قدم خانقاہ مین رکھی

اوسی سے تو دل بیتاب ہے کہ زلف بتان
یہ تو مجھکو باندھ کے زلف سیاہ مین رکھی

یہ فقر و فاقے کی خوبی نہین ہی ای زاہد
کہ تیس [illegible] اگر [illegible] کلاہ مین رکھی

سر نیاز ہو اس راہ مین قدم کیسا
جبین ہے پاؤن [illegible] راہ مین رکھی

تلاش دیر و حرم مین عبث نکیونکر ہم
ترا نشان [illegible] راہ مین رکھی

۳۱۴ — ۱۲

خدا کی عشق مین ای داغ ہمت کی یاوری
ثواب سے ہمنے ملا کر گناہ مین رکھی

شوخی مین اونکی چھیڑ ہی کچھ اضطراب کے
گھر کر گئے وفا کسی خانہ خراب کے

اوس روئے بی نقاب کا جلوہ ہوا نقاب
نکلی ہی رنگ رنگ سی صورت حجاب کے

جنبش مین یون ہین وہ لب نازک نفس کے ساتھ
جیسے ہلی نسیم سے پتی گلاب کے

غصے نے اور رنگ ترا شوخ کر دیا
اچھی بنی بگاڑ مین صورت عتاب کے

گو چپ ہی ہے یہ جنبش لب کہہ رہی ہی صاف
قاصد کے منہ مین پھرتی ہی شوخی جواب کے

تم اور آرزو مرے ملنے کے روز حشر
مین اور گفتگو ستم بیحساب کے

اے اشک ڈوب مر تری تاثیر دیکھلی
اوڑی ہنسی اوڑی مرے چشم پر آب کے

در پردہ جوش حسن نے بی پردہ کر دیا
ٹوٹے گرہ تراق سے بند نقاب کے

ای دل کبھی کرے نہ کہین طول مدعا
لیتے سب کی خبر مجھے روز حساب کے

پھرتا تھا چرخ دل مین کدورت بھری ہوی
اب خاک چھان کر مری مٹی خراب کے

گر آنگ میکشی کی سزا ہے تو یا خدا
دوزخ مین ایک نہر بہادی شراب کے

محشر مین توبہ توڑ کے مین جیت جاؤنگا
زاہد سے مجھسے شرط بدی ہی ثواب کے

۳۱۵
اے داغ آہ کی تو غضب کو سنا کیا
ایسی بری سے لگے دل خانہ خراب کے
۹

کیا شب ہجر مرے سر پہ بلا لائی تھی
اپنے ہمراہ اجل کو بھی لگا لائی ہے

نہین معلوم کہ ہی منزل مقصود کہان
عرش تک کی تو خبر آہ رسا لائی ہے

ہم گرفتار ہین خود شوق گرفتاری ہین
ہمکو کیا پیچ مین وہ زلف دوتا لائی ہے

کون مرنیکو تری کوچہ مین خود آتا ہے
یہ بیتابی دل ہے کہ اوڑا لائی ہے

کوچۂ یار مین یہ حسرت دیدار مجھے
روز لیجا کے نئے سیر دکھا لائی ہے

پاسبانکو در جانان سے اوڑا کر لیجا ہی
خاک لاتی ہے اگر خاک صبا لاتی ہے

بت یہ کیا کرتے ہین پامال وہی مرد یکو
اپنی ہاتھون پہ جسے خلق خدا لاتی ہے

جب کہین جان تری ہین ہو کی خفا جاتا ہون
منتون سے مجھے تقدیر منا لاتی ہے

۳۱۶
مجکو ای داغ کئی دشنے وہ یہ کہتے ہین
تجکو کمبخت یہان تیری قضا لاتی ہے
۹

بیدرد ہین جو درد کسیکا نہین رکھتے
ایسی بھی ہین یارب کہ تمنا نہین رکھتے

غیرت بھی کہتی ہے نہ عشق مین کثرت
ہم حضرت دل کا بھی سہارا نہین رکھتے

تم زندہ ہمین چھوڑ کے گھر جاؤ نہ شب کو
مردی کو بھی انسان کی تنہا نہین رکھتے

پروانہ و بلبل کو تو سب کہتی ہین عاشق
کیا قہر ہے تم نام ہمارا نہین رکھتے

سنتی ہین خوشی بھی ہی زمانہ مین کوئی چیز
ہم ڈھونڈھتی پھرتی ہین کدھر ہی یہ کہان ہے

کس شکل چھپاؤن تجھی اى راز محبت
جو دل مین نہان ہی وہی نظرونسی عیان ہے

رکتی ہی دم ذبح کہین عرض وفا پر
یہ آپکا خنجر تو نہین میری زبان ہے

دی مجکو خم بادہ مرے قد کے برابر
اى پیر مغان فرق ہین کم رطل گران ہے

دل مینی دیا تھا جسی دلدار سمجھکر
کیون تم وہی معشوق ہو یا مجکو گمان ہے

قاتل تری خنجر ہین نہین مورچہ اصلا
اک اک نگہ تیز کا بسمل کے نشان ہے

واعظ وہ قضا کیا ہی زمانی سی نرالی
فردوس بھی اک باغ ہی جنت ہی مکان ہے

شوخی بھی ہی لازم نگہ ناز و ادا مین
یہ تیر کا پیکان ہی یہ برچھی کی سنان ہے

کیا پوچھتی ہو داغ کا تم ہمسے ٹھکانا
آوارہ و سرگشتہ ہی کیا جانے کہان ہی

۱۲

۱۳

سودا ہی جو دل دیکی خریدار سی الجھی
سلجھی ہوی ہمسے نہ کبھی یار سی الجھی

آنکھونسی لڑی گیسوی خمدار سی الجھی
یہ حضرت دل روز ہی دوچار سی الجھی

ہونی نہ دیا شکل نی اظہار تمنا
ہر بات مین ہم اپنی ہی گفتار سی الجھی

الجھاؤ سی الجھاؤ ہین اس عشق بلا سے
دلدار سی آنکھی تھی کہ اغیار سی الجھی

کیا سیر ہو شانی سی اڑی گر دل صدچاک
ایک ایک گرفتار گرفتار سی الجھی

آنکھی تو کسی چشم فسونساز سے اٹکے
الجھی تو کسی طرۂ طرار سی الجھی

کیون آنکھ لڑی کیون ہوئی اس دلکی حقیقت
آفت مین پھنسی مجھسی بیکے یار سی ا

آئی نہ یاد انکو تو شوخی نی مری ساتھ
ہر گام پہ وہ تیزی رفتار سی ا

قاتل جو ذرا جان چرا جاؤن تو پھر ان
تار رگ گردن تری تلوار سے ا

محشر میں سزا عشق کی مجرم کو کہاں ہے
معلوم ہو جو تیری گنہگار سے اُلجھی

چوری ہی چوری یونہی نہ تری آنکھ کہیں جا
برسوں یونہیں خار سر دیوار سے اُلجھی

۳۲۰

کھلتے نہیں تم داغ اُلجھتی ہے طبیعت
ایسے کسی عیار سے مکار سے اُلجھی

۹

یہ بات کیا دم رفتار ہوتی آتی ہے
کہ اپنے سایہ سے تکرار ہوتی آتی ہے

شب وصال قیامت تھی جب سینی کہا
وہ دیکھو صبح نمودار ہوتے آتی ہے

کچھ اور تو مری ہمراہ بس نہیں چلتا
نگاہ جانب اغیار ہوتی آتی ہے

تمہاری کوچہ میں کیا تازہ گل کھلا کوئی
صبا جب آتی ہے گلزار ہوتی آتی ہے

یہ کس غضب کی ہے آمد تری خدا کی پناہ
نگاہ ناز سے تلوار ہوتے آتی ہے

ازل کی دشمنی ہے مٹی خراب عاشق کی
یہ مشت خاک یونہیں خوار ہوتی آتی ہے

الٰہی خیر ہو وہ خشمناک آتے ہیں
کچھ اپنی آپ ہی گفتار ہوتی آتی ہے

چرا کے بھاگ گئی دل پھر آپ پوچھتے ہیں
یہ دل موم کیا سر بازار ہوتے آتی ہے

۳۲۱

تمہیں نے داغ نرالی نہیں اٹھائی قسم
یونہیں سلف سے مری یار ہوتی آتی ہے

۹

نگہ ناز جو غصے سے کبھی پھرتی ہے
دل پہ تلوار کبھی یہ چھری پھرتی ہے

موت آتی ہے قیامت کو بہانہ آتی
پیچھے پیچھے کسی دامن کی لگی پھرتی ہے

آنکھ اتراتی ہوئی اسکی گلی سے یارب
کہ نسیم سحری جیسے اوڑی پھرتی ہے

نہ خواہش آرام کی آرام کہیں
مجھکو کھینچے مری راحت طلبی پھرتی ہے

غیر کی رنج کی مجھکو نہ خوشی کیونکر ہو
آپ کیا پھرتے ہیں تقدیر مری پھرتی ہے

ہی مری قتل سی قاتل کی خوشی کبھی خوشی
جی دہڑکتا ہی کہین تجھسی کہون یا نکہون
ہوگیا رشک تلف داغ جگر سے ایسا

موچین کرتی ہوئی ہونٹونمین ہنسی پہرتی ہی
بات اک دلمین مری رشک پری پہرتی ہی
آہ سوزان مری سینی مین جلی پہرتی ہی

۲۲۲
داغ آوارہ کا تابوت مین لاشہ نرہا
ڈہونڈتی خلق بیابان مین پڑی پہرتی ہی
۱۲

یہان لگ لگی کارگر ہوگئی
ہمین مرگئی صدمہ رشک سے
بنا حلقہ زلف آغوش شوق
ملے شو کرون ہی ہین اہل نیاز
دے محبت کے کوچی مین خضر
ستم ہوگیا راز دل کہل گیا
نہ تہی شوق نے قتل مین
دل تے ہون مخبر تو کیا کیجیے
وہ ہوتے وعدی پہ لب ہلگیا
دکہا دیکے ای ہلال تجہی روز حشر
کبہی یاس ہوتی نہ اپنی امید

مری آہ تیری نظر ہوگئی
بڑی حیز لیے فتنہ گر ہوگئی
گرفتار اونکی کمر ہوگئی
ہماری جبین سنگ در ہوگئی
خدا جانے کیونکر بسر ہوگئی
چہپاتی چہپاتی خبر ہوگئی
ادہر ہی سے کچہ در گذر ہوگئی
یہان بات کی وان خبر ہوگئی
توقع یہان کسقدر ہوگئی
کہ ساری خدائی ادہر ہوگئی
تغافل سے تیری مگر ہوگئی

۲۲۳
یہان صبح پیری کی ہیلی ہی داغ
جوانی چراغ سحر ہوگئی
۱۳

۔۔۔ شوق میرا ہی ۔۔۔
جہوٹ سچ کی واسطے کیا جا ہی

نئی بیگانگی طبیعت سے کر
کیا اور ہے

الست سے قول اوسنے دیا
ہاتھ کی بات کو

وعدہ اوسنے کیا وفا نکیا
دل کو تسکین ہو

حال وہ کیا جو حشر مین نکہا
بات وہ کیا جو وقت پر

ایک جلوے نے کردیا محجوب
آنکہہ کے سامنے

کبہی اوسنے امید الفت ہے
کبہی یہ فکر ہے اگر ہوئی

عشق مین ذوق اپنا اپنا ہے
دل مین کیفیت جگر نہوئی

ہے بہت طول مدعا افسوس
ساری دنیا پیامبر نہوئی

نہین معلوم کسکے دلمین رہے
کبہی ظاہر ترے کمر نہوئی

غیر محفوظ ہے ہر آفت سے
شدنی بہی تو عمر بہر نہوئی

نہین بس کار عشق پر الزام
مین برا تہا مری بسر نہوئی

خاک میخانہ تہی اسی قابل
یہ زمین آسمان پر نہوئی

دل ہی باتین بہت رہین شب غم
بات کرنیمین بہی سحر نہوئی

دل جلے دفن ہوگئے جسمین
ابر سے وہ زمین تر نہوئے

کیا تلون مزاج ہو اے داغ
چار دن بہی کہین بسر نہوئے

مجہی اہل کعبہ یاد کیا میخانہ آتا ہی
ادہر دیوانہ جاتا ہی اودہر مستانہ آتا ہی

نہ دلمین غیر آتا ہی نہ صاحبخانہ آتا ہی
نظر چاروں طرف ویرانہ ہی ویرانہ آتا ہی

تڑپتا لوٹتا اوڑتا جو بیتابانہ آتا ہی
یہ مرغ نامہ بر آتا ہی یا پروانہ آتا ہی

ہی فلک ساماں مجھی نسو پوچھتا ہی کس لیے ناصح
اٹک پڑتا ہی خود جو اس شہر میں آنا آتا ہی

ہو سکے کیا ذرا آفت ہی تنگ آ کے پڑا دو کچھ ہے
الٰہی خیر مجھسے آشنا بیگانہ آتا ہی

وہ نازک ہیں تو کیا اُن سے خنجر نہیں سکتا
تجھے کچھ ننگ بھی ای ہمت مردانہ آتا ہی

ترا کوچہ ہی وہ دار الشفا بیمار وحشت کے
پری آتی ہی بنجاتا ہی جو دیوانہ آتا ہی

دم تقریر نالی حلق میں پھر یاں جیسے ہو ہیں
زباں تک ٹکڑے ہو ہو کر مرا افسانہ آتا ہی

رخ روشن کے آگے شمع رکھکر وہ یہ کہتے ہیں
ادھر جاتا ہی دیکھیں یا ادھر پروانہ آتا ہی

جگر تک آتے آتے سو جگہ گرتا ہوا آیا
ترا تیر نظر آتا ہی یا مستانہ آتا ہی

کبھی چلنا کبھی رکنا کبھی ملنا کبھی کھنچنا
تری خنجر کو بھی انداز معشوقانہ آتا ہی

وہ شوخی شرارت بیحیائی فتنہ پردازی
تجھے کچھ اور بھی ای نرگس مستانہ آتا ہی

سکندر اپنی ہی جام ہی جم خوش نہو اتنا
کوئی پیکش کو دیکھی ہاں جب پیمانہ آتا ہی

بھری کچھ آنکھ میں آنسو پڑی کچھ حلق میں چھینٹے
قفس میں یہ میسر مجکو آب و دانہ آتا ہی

۳۲۶

وہی جھگڑا ہی فرقت کا وہی قصہ ہی الفت کا
تجھے ای داغ کوئی اور بھی افسانہ آتا ہی

۹

کس طرح ظاہر کروں حسرت جو مکنوں دل میں ہے
جس طرح غنچے میں بو ہی آرزو یوں دل میں ہے

دعوت مژگاں کروں مہمانی پیکاں کروں
آہ میں کیا کیا کروں اک قطرہ خوں دل میں ہے

یا تو ایسی تنگ تھی یا اب ہے وحشت اسقدر
یا جنوں سر میں ہوا یا کوئی مجنوں دل میں ہے

دیکھتے رہ جاؤ گے گر کوئی نکلا چل گیا
جو تمہاری آنکھ میں ہے ہاں وہ افسوں دل میں ہے

کیا کہیں گے اہل محشر میری داغوں کا شمار
عشق کی دولت سے گویا گنج قاروں دل میں ہے

آرزوئے عاشقی ہی کیا ہو جو حسرت ہو
جو نہیں ہی تجھ میں ای بخت واژوں دل میں ہے

اس محبت کا برا ہو ایک کو راحت نہیں
کس مصیبت میں پڑا ہوں میں دم تحریر شوق

دل مکدر سینے میں ہے جان محزون دل میں ہے
وہ سما سکتا نہیں خط میں جو مضمون دل میں ہے

۳۲۷

ہاں مدد اے جوش وحشت چل کے گر پڑتا ہے داغ
خار صحرا پانوں میں ہے شوق ہامون دل میں ہے

۱۱

کچھ تو لی زلف نے کچھ شب نے سیاہی تیری
بن گئی بخت سیہ خوب تباہی تیری

دم اظہار محبت ٹھہر اے نالۂ دل
الٹی ہو جائے نہ کمبخت گواہی تیری

یوں تو اے ابر پتا ہی نہیں ملتا تیرا
توبہ کرتی ہے جھلکتی ہے سیاہی تیری

جب کہی دار پہ منصور نے اپنے ہی کہی
سینے تار و رجذبات نباہی تیری

عمر بھر تو نے بھلائی کبھی چاہی تیری
جیتے جی میں نے برائی کبھی چاہی تیری

درد یوں ہاتھ تو لے کے جگر تھام لیا ناصح نے
میں نے فریاد جو کی داد جو چاہی تیری

ڈرتی ڈرتی وہ مرا حال طبیعت کہنا
پردے پردے میں مجھ وہ دزدیدہ نگاہی تیری

ناصحا کہہ دے محبت میں خدا لگتی کچھ
مدعی لاکھ یہ بھاری ہے گواہی تیری

نظر آئے نہ مجھے بعد فنا شکل عذاب
اتنی گہری تو ہوا ہے قبر سیاہی تیری

سچ تو یہ ہے کہ برا حال برا ہوتا ہے
عشق نے مجھ سے کہا ہے تباہی تیری

۳۲۸

ہم نے ہی اے داغ سفارش میں کمی کونسی کی
پر برائی تری تقدیر نے چاہی تیری

۹

صبر کیا آئے مجھے سانس بمشکل آئے
تو تو انسان ہے سہتے یہ اگر دل آئے

کس قدر تیز نگہ شوق کو قاتل کی تلاش
جب نظر مجھ کو فرشتے دم بسمل آئے

ہائے وہ جان بچا کے نکا زمانہ نہ ہا
انتہا اس بات کا رونا ہی کہیں آئے

کس تبسم سے ہی ہلی جاتی ہین آنکھین کیوں
کس مسرت سے مری ہونٹکا تبسم ہوتا ہی

رشک ہی اپنی خط شوق پہ جہکا ہو کہ ہا
وہ بہی مضمون مری دشمن کو رقم ہوتا ہی

غیر کا دل کہین تلوونکی تلی تو نہی ملا
فتنہ ہر ایک ترا نقش قدم ہوتا ہی

حشر مین پوچھتی پہرتی ہین وہ ایک ایک سے
یان کہین بہی کسی عاشق پہ ستم ہوتا ہی

یاد آجاتی ہین جب زخم محبت کی مزے
شربت خضر بہی حق مین مری سم ہوتا ہی

خانۂ غیر کی زیبائش و آرائش کیا
سوچ لیجے کہین دوزخ بہی ارم ہوتا ہی

۳۳

رہ گیا چہیڑ کے بہین قصۂ غم جب یہ سنا
داغ اس سر کی قسم مجکو الم ہوتا ہی

۹

چوٹ دل کی وہین ابہر آئی
جب ہنسی آئی آنکھ بہر آئی

جا شب ہجر وہ سحر آئی
تو ہی جائیگی پہر اگر آئی

آئینہ کیون ہوا اجال ترا
اپنی صورت سے مجہے نظر آئی

صبح سے تمکو آرہی ہے ہنسی
خواب مین کس کے چشم تر آئی

تہی شب وصل کسقدر کوتاہ
شام گذری کہ بس سحر آئی

اب کہانتک سناؤن قصۂ غیر
میری آنکھون مین نیند بہر آئی

تمسے تو واسطہ ہی کچہ نہ رہا
اب طبیعت رقیب پر آئی

میرے مرقد پہ مجہسے کہتے ہین
کیون تجہے نیند اسقدر آئی

صدمہ پہنچا جگر کا دل تک داغ
ایک کی چوٹ ایک پہ آئے

مطلب کی تم سنو تو ذرا کوئی کچہ کہی
جب بہی سنتی خفا ہو تو کیا کوئی کچہ کہی

تری آنکھین بہت آئی تاک لین اپنی پر ہم سیکھو
ٹھہرتی ہی اگر تو چشم دشمن مین حیا ٹھہری

متاع شوق ہی بیجا مایۂ الفت ہی کہتی ہین
اگر بیچی تو کچھ سودا ہمارا آپ کا ٹھہری

شب وعدہ جب اونسی شکوۂ تاخیر کرتا ہون
تو کہتی ہین کہ ہم انسان کیا ٹھہری سو ٹھہری

رہا روز جزا کی العبد کا غم مجھکو محشر مین
کہ دنکو تو یہ ٹھہری رات کو کیا جانی کیا ٹھہری

۳۳۴ — ۱۱

قسم ہی اوسکی یہ مرضی نہین ہی داور محشر
کہ مجرم داغ ٹھہری اور دشمن بیخطا ٹھہری

شوق دیدار و فکر سر بھی ہے
اب ادھر بھی ہی دل ادھر بھی ہی
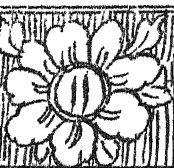
تجھکو عشاق پر نظر بھی ہے
مرتی جیتونکی کچھ خبر بھی ہے

قتل کر چارہ گر جو صحت ہو
سر اگر ہی تو درد سر بھی ہے

چشم سفاک اسطرف بھی نگاہ
دلکی پہلو ہی مین جگر بھی ہے

کیا کرون برق ہی جو تو ای آہ
تجھمین کمبخت کچھ اثر بھی ہے

اوسکے انداز سن لیے قاصد
عشوہ گر ہی تو فتنہ گر بھی ہے

لکھکے خط پوچھتا ہر اک سے
کوئی دنیا مین نامہ بر بھی ہے

کیسے گبرائی وہ جو سنتے کہا
لٹگیا دل مرا خبر بھی ہے

دولت وصل ہو وصال کہان
نفع کی ساتھ ہی ضرر بھی ہے

دل ہمارا طریق الفت مین
راہزن بھی ہی راہبر بھی ہے

۳۳۵ — ۱۰

اوٹھ رہی ای داغ اور کوچۂ یار
خانہ آباد تیرا گھر بھی ہے

کون شبنم کی چھینٹون سے بھی شاد رہے
کچھ کلی یان ہی نہین ہیکہ آباد رہی

اس دل تنگ مین کس کی جگہ ہون یا رب — غم رہے دم رہے فریاد رہے یاد رہے

دل غم عشق سے دن رات گھلا جاتا ہے — کہین محروم نہ ظالم تری بیداد رہے

تنگ آیا تو مری منہ سے شکایت نکلی — لب پر آئی ہوئی کیونکر ستم ایجاد رہے

۳۷

تمنے اے داغ محبت سے کیا ہے انکار
یہ سخن یاد رہے یاد رہے

۱۱

منا لیتے ہین ہر مظلوم کو وہ عذر خواہی سے — گنہگارونکو نفرت ہوگئی ہے بیگناہی سے

جفا کی بعد وہ اچھے ڈرے قہر الٰہی سے — مجھے کہتے ہین جلدی توبہ کیجے داد خواہی سے

نہ اوٹھین کیون جو قاتل سے لاشین ناتوانونکی — فلک تنکی ہے چنوائی نسیم صبحگاہی سے

شہادت دشمنونکی سنگ ہے شوق شہادتکو — مرا محضر بنائین دوست اپنی ہی گواہی سے

سیہ کاری سے میری کاتب اعمال حیران ہین — کہ اسکا نامۂ اعمال لکھین کس سیاہی سے

نہ دھو آب وضو سے داغ پیشانی کو اے زاہد — ارے نادان یہ دھبا مٹیگا روسیاہی سے

گرانبار محبت دفن ہین پر زمین اکثر — الٰہی کسطرح یہ بوجھ اوٹھا پشت ماہی سے

سراسیمہ پریشان مضطرب آشفتہ و حیران — مرا قاصد تو آیا لیکن آیا کس تباہی سے

شہ درویش خوبی لطف پایا دین و دنیا کا — یہ دولت لی گدائی سے وہ دولت بادشاہی سے

بنی ہے سرمۂ چشم ملائک دیکھنا تربت — اوڑی ہے گرد راہ عشق مین جو بجا ہی سے

۳۸

مبارک دوستونکو آئین تہنیت بزم عشرت مین
جناب داغ اچھے ہوگئے فضل الٰہی سے

۵

نہیں وعدۂ محبت حیلہ جو نہ قرار ہے نہ قیام ہے
کبھی شام ہے کبھی صبح ہے کبھی صبح ہے کبھی شام ہے

مراد کر اونسے جو آ گیا کہ جہان مین ایک ہے باوفا
تو کہا کہ مین نہین جانتا مراد وہی سے سلام ہے

رہین کوئی دم جو لڑائیان یونہین اون نگاہونسے درمیان
تو ہماری دل کا بھی مہربان کوئی پل مین قصہ تمام ہے

کبھی دیکھ تو سر رہگذر کہ تڑپتے کتنے ہین خاک پر
نہ چل ایسی چال تو فتنہ گر کوئی یہ بھی طرز خرام ہے

اوسے آج دیکھلے جلوہ گر مجھے آئی قدرت حق نظر
اگر یہ شمس ہے کہ یہ ہے قمر کہ وہ حور وش لب بام ہے

وہ ستم سے ہاتھ اوٹھائی کیون وہ کسیکا دل نہ دکھائی کیون
کوئی اسمین مرہی نجائی کیون اوسی اپنی کام سے کام ہے

ہوئین مدتین کہ نہین خبر وہ کدہر ہین اور ہین ہم کدہر
نہ ہے نامہ بر نہ پیامبر نہ سلام ہے نہ پیام ہے

دل و دین کا جسکو نہ پاس ہو وہی نامراد ہو دیکھلو ۵
جسے داغ کہتے ہین ای بتو اسی روسیاہ کا نام ہے

۳۹

خوب ہے دیکھیے طور تمہاری ہمنی
دن مصیبت کی گذاری سو گذاری ہمنی

رہی برہم ہی تری زلف پریشاں کی طرح
کام بگڑی ہی ہوئی ہر چند سنواری ہمنی

جان و دل آپ سے واللہ نہین کچھ عزیز
جان و دل آپکی صدقی مین اوتاری ہمنی

پاس غیرونکو بٹھا کر نہ دکھایا تمنے
سر پہ دیکھی نہتی چلتی ہوئی آری ہمنی

بیٹھ کیا کیا نہ کی دل پہ ہماری لیکن
ہر دم پہ درد محبت کی سہاری ہمنی

تنگی گوشۂ زندان کی جو ہم خوگر تھے
گور مین بھی نہ کبھی پانون پساری ہمنے

کچھ تو پایا ہی محبت کی مصیبت مین مزا
عیش و آرام کی ترک جو ساری ہمنے

۲۴۰
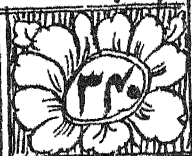
مطلب ہی داغ نہین دیر و حرم سی ہمکو
بستر اپنا تو کیا سب سے کنارے ہمنے

۲۴

بھلا ہو پیر مغان کا ادھر نگاہ ملے
فقیر ہین کوئی چلو خدا کی راہ ملی

کہان تہی رات کو ہمسی ذرا نگاہ ملے
تلاش مین ہو کہ جھوٹا کوئی گواہ ملی

قریب میکدہ مجکو جو خانقاہ ملے
گلے ثواب کی کیا کیا مرا گناہ ملی

وہ روز حشر ہی دیتا نہین کہ راہ ملے
کہان چھپو گی جو دو چار داد خواہ ملی

مری خرابی مین آکر وہ جو کرہی بہولے
کہ پھر نہ خانہ خرابی کو گھر کی راہ ملی

ترا دل آئی کسی پہ تو عرش ہلجائے
اثر تلاش مین ہی اس طرح کی آہ ملی

تمہاری کوچے مین ہر روز وہ قیامت ہے
کہ سایہ ڈھونڈھ رہا ہے کہین پناہ ملی

ترا غرور سمایا ہے اسقدر دل مین
نگاہ بھی نہ ملاؤن جو بادشاہ ملی

سر برہنۂ مجنون پہ آشیان ہی تاج
نہ رکھی سر پہ جو فغفور کی کلاہ ملی

فلک کی طرح جفائین نہ کیجیے سہ روز
اوسیکی قدر ہی نعمت جو گاہ گاہ ملے

تمہاری حسن سے کیا رتبہ ماہ کنعان کو
وہی تو چاند ہے ڈوبنے کو چاہ ملی

سب اہل حشر جب اپنی کیے کو پائینگے
بڑا مزا ہو جو مجکو مرا گناہ ملی

کرون مین عرض اگر جانکی امان پاؤن
کہون تمہی کی اگر تمسے پناہ ملی

یہ ہی نزع کی لڑائی یہ ہے فریکا ملاپ
کہ تجسے آنکہ لڑی اور پھر نگاہ ملی

ہوا ہی دود جگر سے یہ گھر مرا تاریک
کہ موت ڈھونڈتی پھرتی ہی کوئی راہ ملی

نہ اسکو صبر نہ تاثیر کا پتا یارب
جلا دیا ہی ہمیں خاک مین یہ آہ ملی

بلا سی دعوی الفت نہ پیش کرتی ہم
[illegible] جو دشمن ہی وہ گواہ ملی

ٹھہر نہ آہ مری جان لیکے چلتے ہو
سفر رہے جو مسافر کو زاد راہ ملی

مثل سنی ہی ایلچی سی کوئی ملتا ہی
لمو تو آنکھ ملی دل ملے نگاہ سے

قمر کو جامہ شب تو بصر کو پردہ چشم
کسی لباس تری نور کو سیاہ ملی

اثر کہاں سی ملی جب یہ بیہوش ہو باہم
الگ الگ رہی دونون نہ حرف آہ ملی

لگا کی پانون مین اوسکی اوڑاؤن قاصد گرد
اگر مجھے تری توسن کی گرد راہ ملی

اس انقلاب مین ہو ڈھونڈتے ہون جو مشک اور کافور
تو یہ سفید ملے اور وہ سیاہ ملی

۴۱ نوید بخشش ہمیان اوسے سنا دینا
جو شرمسار کہین داغ روسیاہ ملی ۱۸

اسی پریشانی دل حسن ہی کچھ غم مین رہے
زلف برہم کی ادا خاطر برہم مین رہے

رشک نی آگ لگا دی تپش و غم مین رہے
نہ دشمن مین ہی ہم کہ جہنم مین رہے

چھین لین حشر کی دن بھی نہ حورین مجھکو
اونکو حسرت ہی کہ یہ ہمکو ملی ہم مین رہے

مرگ دشمن کی دعا مانگ کی پچھتایا ہون
کہین ایسا نہو وہ غیر کی ماتم مین رہے

عاشق [smudged] کو والہ و شیدا وہ ہی
رات دن لاکھ خوشی ہی جو تری غم مین رہے

واعظا ترک زبان کردن کیا بہت مشکل ہی
آدمی نیکی کو کوئی جنت آدم مین رہے

غیر کا غم اوسی اشکو نہین ڈوبی رہیے
جو نزاکت سی گری بار ہی شبنم مین رہے

عقدہ بند قبا کھولدی یا لام شب وصل
یہ گرہ کاش تری گیسوئے پرخم مین رہے

عقدہ وصل یہ ہر اک کو لگا کی رہیے
گر زمانہ اسی دیکھو کی حیرت کی عالم مین رہے

حور کی واسطے پریاں نہ چھٹینگی زاہد
اوسکی امید کہ جو دوسری عالم میں ہی

جمع ہو تیر کی داغ جگر سے چھٹکر
کچھ سیاہی تو مری دیدۂ پرنم میں ہی

نغمۂ عیش سے یاد آگئی نالے ہمکو
بزم شادی میں ہی تو بھی تو ماتم میں ہی

گردش چشم بلا شوخی رفتار غضب
ایسی چلتے ہوئے فتنے اسی عالم میں ہی

تیری اوترتی ہوئی مہندی جو اوٹھی ملگی
ید بیضا کا نشان پنجۂ مریم میں ہی

مجھسے مینوش کو بلواؤ پیے اوس
بوند پانی کی اگر کوثر و زمزم میں ہی

تیری چھینٹوں سے فلک تازہ رہا کب بیلے
آگ لگجائی گل داغ جو شبنم میں ہی

دلمیں مہمان دل آزار بہت ہیں
کوئی ایسا نہیں جو دلکی طرح ہم میں ہی

۳۴۲

مجرم عشق کو کیا حکم ہے اے داور حشر
داغ جنت میں رہے یا کہ جہنم میں رہے

۱۲۱

ہر بات ہی شوخ فتنہ گر کی
شوخی ہے مزاج میں نظر کی

تاثیر ہوئی ہی کس نظر کی
وہ آنکھ منہ میں ہی نامہ بر کی

بیچین ہے جان ہر بشر کی
چٹکی ہی غضب تری نظر کی

آنا نہ شب وصال اے مرگ
مہمان ہے عمر رات بھر کی

مقبول نہو دعا ای عاشق
ہر دم ہی یہی دعا اثر کی

رویا ہی مجھی کو خواب میں ہی
جب آنکھ لگی ہی نوحہ گر کی

خاطر ہی تری عدو کی خاطر
گو اپنے خلاف تھی مگر کی

زانو پہ ترے رہا تھا جسنے
لیتا ہوں بلائیں اپنی سر کی

کیوں آئی صبا تری گلی میں
پھرنی والی ہزار گھر کی

کچھ کہتی ہی اپنی بدگمانی / سنتی ہی اونہون نی نامہ بر کی
سب اوسکی نظر کو دیکھتی ہین / تعریف کرین مرے جگر کی
امید سزا نہین سات دن مین / لکھتا ہون خط مین عمر بہر کی
اب مہ ہی عوض اوتی سنبہالو / ملتی نہین نبض چارہ گر کی
رہتی ہی برنگ شمع مردہ / وہ آہ کہ جان تہی اثر کی
کیا بات ہی نیر ہوا کیسے / رکتی ہی زبان نامہ بر کی
تلوار تہی کو نے مری آہ / وہ بہی ظالم ترے کمر کی
کچھ صبر کیے سے بن نہ آیا / یون بہی تو بہت دنون بسر کی
کیون رحم نہ آئی دیکھکے پر / جب مجھسی گئی رہی ادہر کی
ای شمع ہمارا ساتھ دینا / تکلیف ہے اور دو پہر کی
انسان و ملک ہین سب عاگو / پہر بہی تو کمی نہین اثر کی

ای داغ وہ لطف کیا کرینگے / احسان کیا جفا اگر کے

شوق مین ایک فتنہ قامت کے / ہم گلے ملگئے قیامت کی
دل مین مضمون یاس حسرت کے / بنگئے نقش لوح تربت کی
یہ بہی احسان ہی جو عدو کے ہون / دوسرے تیری قیامت کی
کینے کو سا مجہے کہ بہر دعا / ہاتھ اوٹہی ہی [illegible] خلقت کی
بتکدہ نوش کرنے کعبہ / کارخانی ہین اوسکی قدرت کی
کچھ عدو کو تو کچھ فلک کو ملے / حصے ہو جائین میری قسمت کی

یاد رہجائیگی جفا تیرے
دن گذر جائینگے مصیبت کی

اونی پوچھا مزاج کیسا ہے
رنگ اب دیکھنا طبیعت کی

اک تری دل پہ اختیار نہین
سب ہے مقتضی ہین دست قدرت کی

رشک ہی دیکھیے ستم تیری
بعد میری ہون کسکی قسمت کی

وہ نزاکت سی تھم گیے چل کر
لو قدم گر گئے قیامت کی

اونکو لطف عدم کہان جو بچیے
ہو رہی بعد مرگ تربت کی

کان رکھا اگر وہ سن لیتی
بوسی لیتا لب شکایت کی

ہم تری جور سہا وٹھا بیٹھنگے
ای ستمگر علاوہ فرقت کی

دل ترا چھین کر عدو کو دیا
ہتکھنڈی ہین یہ دست قدرت کی

اُسنے دیکھکر یہ پہر کبھی
دو نہین ہوتے ایک صورت کی

آئی تیشے سے یہ صدا پیہم
کوہکن کام ہین یہ فرصت کی

ابھی بدلے رقیب کو بھیجا
یہ نئے ڈہنگ ہین عیادت کی

داغ ساد و سرا نہ دیکھو گے
گل ہزارون ہین ایک صورت کے

۱۸

وہ قیامت توڑتی ہین پوچھکر کیا حال ہے
پرسش دل ہی الہی پرسش اعمال ہی

بدنصیبی کو نکلنا اس ہی اک اشکال ہے
میری ماتھی کی لکیرین کس بلا کا جال ہی

راہ مین لیتا ہی تیری تیر کو میرا جگر
پیشوائی نام اسکا ہی یہ استقبال ہی

جھلکتی ہی نگہ کی تیلی کسنی شتاق کے
مین نمانونگا کہ عارض پر تمہاری خال ہی

داغ عصیان جذب کرلیتا ہی اشک شرم کو
دامن تر ہی مرا منہ پر مری رومال ہی

غرض جہان سی کیا ای فلک مری ہوتے
غریب خانہ ہی موجود ہر بلا کی لیی

اثر تو لوٹ لیا بات بات نی تیرے
رہا نہ کچھ بہی مری عرض مدعا کی لیی

زبان جلائی کبہی قطع ہاتھ ہونٹ سیی
یہ بند و بست ہوئی ہین مری دعا کی لیی

مری مزار کو تو وہ کیا ہی تیرون سی
بہانہ یہ ہی کہ روزن کیی ہوا کی لیی

رقیب سی ہی تو ہر سو نہین بات کرتی ہین
یہ فکر ہی او نہین افزایش جفا کی لیی

شریر آنکہ مبقرار چتون شوخ
تم اپنی شکل تو پیدا کرو حیا کی لیی

صفت کا رتبہ بیان ذات سی سوا دیکہا
دعا ہی تجہسے زیادہ تری وفا کی لیی

ملی تو حشر مین لیلون زبان ناصح کے
عجیب چیز ہی یہ طول مدعا کی لیی

کسی زبانی مین گستاخ ہم بہی تہی اتنو
زبان ہی بہر ستایش و ل التجا کی لیی

نہین ضرور کہ اوسکی کوئی خطا ہی کرے
بہانہ چاہیی کیا ظلم ناروا کے لیی

بنا ستم ہی ستمگر نی قتل پر میرے
کیا ہی جمع رقیبونکو مرحبا کی لیی

۳۴۶ ۱۱

تری لیی سی ہم ای داغ چہوڑ دینگی عشق
خدا کی واسطے دیتا ہی کیون خدا کی لیی

گر ایک بہی ہزار مین ہم وہان جائینگے
ہم ای پیامبر ترے قربان جائینگی

لیجائیگا قتل ہمکو تو قربان جائینگے
پر سر کی ساتھ آپکی احسان جائینگی

مجنون کا حال سنکی پریشان ہوگئی
میری اگر سنوگی تو اوسان جائینگی

کافر ہو گر رقیب تو وہ حور وش چہٹی
جنت مین ہمتو تمام مسلمان جائینگی

روز جزا کا خوف دلایا تو کیا کہا
ان دیکہیونکو آپکی ہم مان جائینگی

پہوا ہمین وہ غیر کی گہر جائین غم یہ ہی
ہمراہ اونکی سب مری ارمان جائینگی

ہر چند آج کل سی زیادہ ہی سادگی
تیور یہ کہہ رہی ہین کہ مہمان جائینگے

جائین لباس غیر مین ہم بنکی دادخواہ
پر کیا کرین وہ حشر مین پہچان جائینگے

تنہا وہ کیا خیال ہین میری نہ آئینگے
دیکھون کہانتک اونکی نگہبان جائینگے

مین لاکھہ پہلو بدلی کرون عرض مدعا
پہچاننی کی بات وہ پہچان جائینگے

۳۴۷

ای داغ ابتدای محبت مین کیا گلہ
وہ جانتے نہین ہین تمہین جان جائینگی

۲۱

یہ تو پوچھین مری مرقد پہ گذرنیوالے
کیا گذرتی ہی تری جان پہ مرنیوالی

مرحبا ای دل ودین لیکی بگڑنیوالے
ہاتھ کانون پہ مری نام سی دہرنیوالی

منزل عیش نہین ہی یہ سرای فانی
راتکی رات ٹہر جائین ٹہرنیوالی

کثرت داغ محبت سی کہلا ہی گلزار
سیر کرتی ہین مری دلمین گذرنیوالی

داغ دل داغ جگر نقش جفا نقش وفا
یہ نشانی سے مٹینگے یہ اوبہرنیوالی

ناتوان وہ ہون مری نقش مین بہرتی ہین جو
رنگ ہر پیکر تصویر مین بہرنیوالی

غنچۂ گل مین دہرا کیا ہی بتا ای بلبل
جمع ہین چند ورق وہ بہی بکہرنیوالی

رند پیوا ہی پیتے ہین پلاکر ورنہ
اپنی دوزخ کو بہرا کرتی ہین بہرنیوالی

بہی اقرار ہی قول ہی وعدہ ہی تا
اوہ دغاباز فسون ساز مکرنیوالی

مدعی اہل وفا پہ یہ دعا کی اوسنی
حشر کی دن بہی نہ پیدا ہون یہ مرنیوالی

آہ و افغان سی گئی صبر و تحمل پہلے
چلنے والون سی بہی آگی ہین ٹہرنیوالی

جان کرلاکہ کا منہ خاک سی بہنا ہی محال
مشک تر خو مین مری بہرتی ہین بہرنیوالی

کہولتا کون ہی جوری سی تری اے گُر
تمنی دیکہی ہی نہین گانٹھ کترنیوالی

بدگمان ہون نظر آئی جو وہ زلف سیاہ
وہم مین ڈالتی ہین خواب مین ڈسنیوالی

آپ محشر مین نہین قول کی سچی کیا خوب
اونگلیان اوٹہینگی وہ آئی مکرنیوالی

نہ ملی روز قیامت بہی حیات جاوید
ہمنی دیکہی بہت اوس شوخ پہ مرنیوالی

گالیان غیر کو دیتا ہون سنو تم خاموش
مین بہی دیکہون تو بڑی بات نکرنیوالی

عمر بہر عالم ہستی مین جو معدوم رہی
حضرت خضر سے دیکہی نہین جینیوالی

دختر رز ہی بہت تیز مزاج ای زاہد
تیرا کیا منہ ہی اسی بہرتی ہین بہرنیوالی

عمر بہر حسن خداداد رہا کرتا ہے
دو گہڑی بعد بگڑتی ہین سنورنیوالی

۳۴۸ داغ کہتی ہین جنہین کہیی وہ بیٹہی ہین
آپکی جان سی دور آپ پہ مرنیوالے ۱۸

دیکہتا جا ادہر او قہر سے ڈرنیوالے
نیچی نظرین کیی محشر مین گذرنیوالی

راہ دیکہینگے نہ دنیا سی گذرنیوالے
ہٹتو جاتی ہین ٹہہر جائین ٹہہرنیوالی

قلزم عشق سی ای خضر ہمین خوف نہین
بیٹہکر تہ مین اوبہرتی ہین ودبہرنیوالی

اس گذرگاہ سی پونہچین تو کہین منزل تک
جیسی گذریگی گذارینگی گذرنیوالی

منہ نہ پہیرا جگر و دل نی صف مژگان سے
سچ تو یہ وہ بہی بڑی ہوتی ہین بہرنیوالی

ہوکی لبریز نہ چہلکیگا مرا ساغر دل
میکدی سو ہون اگر لاکہہ بہی بہرنیوالی

ایک تو حسن بلا اوس پہ بناوٹ آفت
گہر بگاڑینگی ہزارونکی سنورنیوالی

کیا جہان گذران مین بہی لگی ہی گذری
مول لیجاتی ہین غم یان سی گذرنیوالی

قتل ہونگی تری ہاتہو نسی خوشی اسکی ہی
آج اترائی ہوئی پہرتی ہین مرنیوالی

تیری گیسوی پریشان نکرین سودائی
سر نہو جائین کہیکی یہ بکہرنیوالی

آہ کی ساتہ فلک سی یہ صدائین آئین
جا لگے سایۂ طوبیٰ مین ٹھہرنیوالی

حشر مین لطف ہو جب اونسی کہین وہ کہ تو
وہ کہین کون ہو تم ہم کہین مرنیوالی

کشتی نوح سی بہی کود پڑون طوفان مین
دین سہارا جو مجھے پار اوترنیوالی

خوش نوائی نی رکہا ہمکو اسیر ای صیاد
ہم سی اچھی رہی صدقی مین اوترنیوالی

کیا تری ہی ہمہ کل شب کو نگی بلا مین لینگی
بوالہوس تیرگی بخت سی ڈرنیوالی

ہی وہی قہر وہی جبر وہی کبر وغیرہ
بت خدا ہین مگر انصاف نکرنیوالی

غسل میت کی شہیدونکو تری کیا حاجت
ہی نہائی ہی نہ نکہرتے ہین نکہرنیوالی

۳۹

حضرت داغ جہان بیٹھگئے بیٹھگئے
اور ہونگے تری محفل سے اوبہرنیوالے

١١

دل دی تو اس مزاج کا پروردگار دے
جو رنج کی گہڑی بہی خوشی سی گذار دے

کس طرح چین مجکو دل بیقرار دے
تم اختیار دو نہ خدا اختیار دے

اوتری جو تن سی سر تو ہی سرفراز یان
ایسا ہو کہ وہ مجہی دل سی اوتار دے

دل اوس نگاہ ناز سی ہمنے لڑا دیا
آگے نصیب ہی جسی پروردگار دے

سنتے ہو داستان ہی جانتی ہو جہوٹ
ہو بات کا مزا تو خدا اعتبار دے

دل چاہتا ہی مفت ملی نقد داغ عشق
اس بدچلن کو کوئی نہ کوڑی اودھار دے

لیجاؤن جب بہشت مین وہ حور وش تو مین
پہلے فرشتہ دور سے پردہ پکار دے

جنت بغیر حور کی مرکا دے جب مجھے
دنیا مین دیکھلون جو خدا مستعار دے

فرقت مین آب ودانہ ہین یون حرام ہے
جس طرح منہ کو قفل کوئی روزہ دار دے

جز بیکسی نہین ہے شب ہجر ہمنشین
کس سی کہون کہ کوئی اجل کو پکار دے

ایسون ناز اٹھاؤن داغ کسی پر جفا کی ہین
مجھکو اگر مزا ستم روزگار دے

شرکت غم بھی نہین چاہتی غیرت میری
غیر کی ہو کی رہی یا شب فرقت میری

دل یہ کہتا ہی بنیگی یہین تربت میری
کہ زمین ہی یہی سینی ہین کدورت میری

مر گیا مین تو سمجھا نو کہ بلا سے چھوٹے
بندہ پرور یہ محبت ہی محبت میری

دل بری شئی ہی کہ اغیار سی مین کہتا ہون
تمہین للہ بتاؤ کوئی صورت میری

مین نہ کہتا تھا کہ لی لیجیی دل گھلتا ہی
دیکھیی آپکی غفلت ہی کہ غفلت میری

دھوم ہی زیر زمین کشتۂ ناز آیا ہی
ہو گئی عید شہیدونکو زیارت میری

اپنی سائل سی یہ کہتا ہون کہ تو بھی ہی بیدل
کچھ تو بہلے غم ہجران مین طبیعت میری

سر سی پہلی وہ زبان کاٹ لیا کرتی ہین
کہ خدا سی نکری کوئی شکایت میری

کیا کہونگا اگر اوس بت نی کہا محشر مین
داور حشر تری ہاتھ ہی عزت میری

خوب تقدیر کی خوبی نی کیا ہی برباد
جا بجا مجھکو لیی پھرتی ہی شہرت میری

جب تری چال کا انداز صبا مین دیکھا
بسگئی خاک مری مشک ہوئی تربت میری

ناتوان دیکھکر افسوس نہ آیا تجھپر
وہ خفا ہین کہ اوڑائی ہی نزاکت میری

شوق کہتا ہی ابھی عرض تمنا کیجیے
دل یہ کہتا ہی کہ پڑتی نہین ہمت میری

حشر مین سمجھا جفا کار خدا سا منصف
دل سا انصاف طلب اور شہادت میری

کیا جدائی کا اثر ہے کہ شب تنہائی
میری تصویر سی ملتی نہین صورت میری

جب کوئی فتنۂ زمانی مین نیا اٹھتا ہی
وہ اشارہ سی بتا دیتی ہین تربت میری

اوسکی کوچی سی جنازہ نہ اوٹھا مین احباب
مین نہ نکلونگا نہ نکلیگی جو حسرت میری

تم نہین خنجر سہی غیر نہین چرخ سہی
اک نہ اک فتنہ لگا رکھتی ہی قسمت میری

ہنگسی جا پہ کچھ ایسی کہ آسے کہے توبہ
سانس لیتی ہی سی بگڑی ہی طبیعت میری

پیر گردون ہی مگر پیر مغان ای ساقی
نہ سفارش تری مقبول نہ منت میری

وہ وہی پانون چلین حشر کی ڈرسی توبہ
ٹھکہی چال اوڑالی نہ قیامت میری

تادم مرگ محبت مین دعائین دونگا
واہ کیا شی ہی سلامت رہی قسمت میری

کونسا لب ہی کہ جسپر نہین شکوہ تیرا
کونسا دل ہی کہ جسمین نہین حسرت میری

اپنی تصویر پہ نازان ہو تمہارا کیا ہی
آنکھ نرگس کی دہن غنچی کا حیرت میری

موت آئی ہوئی ٹلجائی یہ آئی نہ رسے
الامان داغ قیامت ہی طبیعت میری

۲۵۲

۱۲

آب بقائی گرچہ بہت روک تھام کی
پیری چلی نہ خضر علیہ السلام کی

ساقی نہ رسم ترک ہو شرب مدام کی
پہلے چھڑک زمین پہ قاضی کی نام کی

کیا جانی خط مین کیا ہی کر قاصد کا ہجر یہ جانا
پوچھی جو صبح کی تو کہی تو اوسنی شام کی

جس خط پہ یہ لگائی اوسیکا ملا جواب
اک مہر میری پاس ہی دشمن کی نام کی

اللہ ری غرور کہ آئینہ دیکھکر
اپنی ہی عکس سی ہی شکایت سلام کی

ہو گرچہ بادشاہ رقیب سیاہ رو
خالق مگر بنائی نہ صورت غلام کی

صبح شب وصال تجالی دیا نہین
فرصت نہ آسمان کو ملی انتقام کی

افسانہ فراق مین گذری شب وصال
جب صبح ہو گئی تو کہانی تمام کی

رکھنا الگ بچا کی قیامت ہی لی ہی فلک
آزار میری حق کا جفا میری نام کی

تیری ہی بلا ہی آنہین تیرا ہی گرہی
دل اپنی کام کا نہ زبان اپنی کام کی

یہ چھیڑ دیکھنا کہ دم شکوۂ فراق | تائید ہو رہی ہی ہماری کلام سے

٢٥٣

اے داغ قتل ہو کی ملا رتبۂ شہید
ہوتی ہی اب نیاز وہان میری نام کی

ہر ایک بے نمود کی اوس سی نمود ہی | موجود ہی وہی جو عدیم الوجود ہی
کیا قبر ناتوان کی تری بے نمود ہے | افسوس فاتحہ ہی نہ جسکی درود ہی
اوس شعلہ رو کی رخ پہ جو خط کی نمود ہے | کیا آتش خلیل کا یارب یہ دود ہی
پوشیدہ اوسکا حسن ہوا کب نقاب سے | پردے مین ہی ہزار طرحکی نمود ہی
روز نخست لین مری آہون نے جھلکیان | رنگ اسلیے فلک کا ازل سی کبود ہی
کیا دل دیا اگر نہ دیا جو ہر قبول | ایسی بھی ہین کہ جنکو زیان ہی نہ سود ہی
گو ناخن ہلال نہ ہاتھ آرہے فلک | مشکل کسیکی عقدۂ دل کی کشود ہی
اس بات نے لٹائی ہین کس طرح کی گھر | مژگان چشم تر ہی عجب دست جود ہی
توبہ کا در کھلا ہی نہ گر جیبکے سیکشی | ای شیخ یہ طریقۂ شرب الیہود ہی
وہ مہر کا نہ دو کہ پہلی عداوت تھی اب نہین | ایسی محل مین ہوتی ہین معنی بود ہی

٢٥٤

وہ سر ہے سرفراز جو ای داغ تا بہ زیست
درگاہ شہ نیاز مین صرف سجود ہے

١٥

بعد میری کیون نہ وعدہ وصل یار آنیکو تھی | وہ چمن ہی ہنسکیا جسمین بہار آنیکو تھی
موت میری پاس روز انتظار آنیکو تھی | اپنی تقدیری جو بیقرار آنیکو تھی
میری مرنیکی خبر سنکر کیا مشکل ہی ضبط | اونکی بھی شوخی پہ ہنسی انفعال آنیکو تھی
کچھ مرقد مین کرون کیا اب ترستی کا ملال | آئی اجل ہی انکبار آنیکو تھی

سنکی آمد آمد اوسکی قبر مین یہ حال تھا
کوہکن کی پاس جاتا ہو نہ مجنونکا غبار
آسمان پھرتا رہا ہی مضطرب وعدہ کی رات
صبر آتا دیکھکر ظالم نے پھر تڑپا دیا
لوگ سمجھانی لگی یہ دن نہین تکرار کا
صبر و تسکین و تحمل یہ تو سب جانیکو تھی
نالہ کرنا تو قیامت تھا کہ پہلی آہ مین
غیر کا مذکور کر بیٹھے وہ کچھ یاد آگیا
فتنۂ محشر نی آکر حشر برپا کر دیا
ہای زاہد چل دیا تو بزم می سی تشنہ کام

عمر رفتہ پھر مری زیر مزار آنیکو تھی
ایک آندھی آج سوسی کوہسار آنیکو تھی
کوئسی صبح تک خوشی پروردگار آنیکو تھی
پھیری قابو مین طبیعت اپکی بار آنیکو تھی
گفتگو اونسی مری روز شمار آنیکو تھی
یاد تیری دلمین اہی غفلت شعار آنیکو تھی
آسمان پر سی فرشتونکی پکار آنیکو تھی
وصل مین لذت دم بوس و کنار آنیکو تھی
نیند آنکھونمین مری زیر مزار آنیکو تھی
تیری دعوت کو شراب خوشگوار آنیکو تھی

۳۵۵

ہی گران جنس وفا ہی داغ کیا ہر ایک سے
اب روپی کو بھی نہین ملتی جو چار آنی کو تھی

۲۶

وہ آئی خندہ پیشانی نہین سے
ملی کیا کوئی اوس پردہ نشین سے
شفا ہو عیسی گردون نشین سے
کسیکا رشک حورونکو لے آئے
شب وعدہ وہ دکھائی نزاکت
اوسے افسانۂ غم ڈرتے ڈرتے
وہ کیون آئی کہ طرز بیوفائی

ہنسی ہی عیان چین جبین سے
چھپائی منہ جو صورت آفرین سے
ہماری بندگی پہونچی نہین سے
نکلوا دی نہ فردوس برین سے
قسم ٹوٹے نہ میری جانشین سے
ستایا مجھکو کہین سے کہین سے
اوڑا کر لیگئی جان حزین سے

مری لاش سے پرا وسنے مسکرا کر
ملین آنکھیں عدو کی آستین سی

نگاہ گرم کو جب برق جانون
کہ الجھا نے اس آہ آتشین سی

اثر تک دسترس کیونکر ہو یارب
دعا نکلی ہاتہ باندہی ہین ہمین سی

اونہون نی دل لیا ہی صفت وہ بہی
بڑہی محبت سی نفرت سی نہین سی

رہا اسمین ہمیشہ دست وحشت
گریبان کم نہین ہی آستین سی

بنایا تجکو اور ایسا بنایا
کہے کیا کوئی صورت آفرین سی

فرشتے کیا لکہین اوسکی برائی
اوڑی ہین ہوش زلف عنبرین سی

تمہین بیداد گر اللہ کی شان
جفا کی داد مین چاہون تمہین سی

ہمارے گہر مین ہی اوسکا ٹہکانا
گیا گذرا ہو جو دنیا و دین سی

گئے ہین اور یہ کہتے گئے ہین
بہل جاؤگے اپنی ہمنشین سی

قیامت کا تو وعدہ اوسپر انکار
کلیجا پک گیا تیری نہین سی

عدو کی بات آیت جانتے ہو
خدا محفوظ رکہے اس یقین سی

مری بربادیون کے مشورت کو
فلک چپ چپکے ملتا ہی زمین سی

لگاوٹ تیر بہی انکار کے ساتہ
چلیگا کام کیا خالی نہین سی

ہلا سارا بدن سلپٹے مین گویا
ذرا اوترا نہین ظالم کہین سی

پڑا ہون منہ لپیٹے سیکڑی مین
حجاب آتا ہی مجکو اہل دین سی

یہ جان ناتوان لیجے وہ دیتے
بدلتے ہین نگاہ شرمگین سی

الٰہی وہ زمانہ پہر دکہا دے
کہ وہ واقف نہون کچہ مہر وکین سی

ٹپکتا ہی [illegible]
عیان ہی گریہ قسمت جبین سی

سب وعدہ زبان تھک گئی ہی — کہانتک قصہ خوانی ہمنشین سی

نہین آتا تجھے گر ای تمنا — نکلنا سیکہ لے جان حزین سی

ہمارے سامنے شکوہ عدو کا — ہماری گھات اے ظالم ہمین سی

بتاؤن نام اے دربان تجھے کیا — یہ کہدے کوئی آیا ہی کمین سی

مرا احمد سے ملے محشر مین مجھکو — کرونگا عرض رب العالمین سی

٣٥٦ الٰہی دیکھا ہی استاد داغ کو خوش
چلے آتے ہین یہ حضرت وہین سے

وہ جو بولین تو بات جاتی ہی — چپ رہو نہین تو رات جاتی ہی

ساتھ حورونکی ہی شہید ترا — کیا عدم کو برات جاتی ہی

مے کی مینی سی کر تو لون توبہ — آرزوی نجات جاتی ہی

دل لگی کا مزا جب آتا ہے — ہستی بی ثبات جاتی ہی

نگہ یار غیر کی جانب — کوئی بی التفات جاتی ہی

خوب آتا ہی لطف آزادی — جب یہ قید حیات جاتی ہی

٣٥٧ کیا کرون داغ وصل مین شکوہ
بات کہنے مین رات جاتی ہے

دل چرا کر نظر چرائی ہی — لٹ گئے لٹ گئے دہائی ہے

ایک دن ملکی پھر نہین ملتی — کس قیامت کی یہ جدائی ہی

[illegible] آخر کرنہ انتظار دعا — مانگنا سخت بیحیائی ہی

[illegible] مہمان ہون ہان کو دل ایسا — نارسائی عجب رسائی ہی

اس طرح اہل ناز ناز کرین / بندگی ہی کہ یہ خدائی ہی

پانی پی پی کے توبہ کرتا ہون / پارسائی سے پارسائی ہی

وعدہ کرنیکا اختیار رہا / بات کرنیمین کیا برائی ہی

کب نکلتا ہی اب نگہ سے تیر / یہ بھی کیا تیری آشنائی ہی

۵۸

داغ اون سے دماغ کرتے ہین / نہین معلوم کیا سمائی ہی

۱۰

دل کی کلی نہ تجھسے کبھی ای صبا کھلی / یہ سہا کھلے گلاب کھلا موتیا کھلے

بیجو شب وصال عدو مین وہ مست ہے / اب مکر چاندنی جو کھلی بھی تو کیا کھلے

جام شراب ہاتھ سی ساقی نی رکھدیا / جب منہ پہ بسکے دھوپ چمن مین فدا کھلے

ہمتو اسیر دام ہین صیاد ہمکو کیا / گلشن مین گر بہار بہت خوشنما کھلے

نالون سی شق ہوا نہ جگر پاسبان کا / دیوار قید خانہ مگر بار ہا کھلے

نرگس اوسکی آنکھ سی شرمائی باغ مین / اللہ ری ڈھٹائی کہ یہ بیحیا کھلے

مہتاب پہ گمان ہوا آفتاب کا / بات جو تیری مستی مین ابھی لقا کھلے

رخ انکے بیچ مین ہو تو ہنستا ہو صبح / تو شکل گل نہ بلبل خونین نوا کھلے

[illegible] حنائی جو اوسکے / طرفہ شفق زمین پہ [illegible] کھلے

۵۹

داغ شگفتہ دل کا ذرا دیکھنا اثر / مانند غنچہ تیری ابھی بند قبا کھلے

۱۳

[illegible]

قسمتین گر مری ارمان نکالی پائے / [illegible]

دل بیتاب [illegible]

پاسبان نے مرے دہوکے مین عدو کو روکا
حکم تہا اونکا وہ آئے یہ نہ آنے پائے

ہاتہا پائی ہوئی میخانی مین زاہد سے کہین
ہمنے تسبیح کی بکہری ہوئی دانے پائے

چہیڑ منظور ہے تجہکو تو مژگان تیری
دل بیتاب کو اونگلی نہ لگانے پائے

جل گیا کیا مری آتش قدمی سے جنگل
چار تنکی نہ کہین باد صبا نے پائے

ہمنے اپنا دل گم گشتہ نہ پایا کہو کر
ورنہ میدان ڈہونڈہنی والون نے خزانے پائے

لاش پر وعدہ اوسی کہینچکے لائے ہمدل
حیلے جو پانون مین مہندی کے لگانے پائے

یہ مری واسطے تاکید ہے شب باشی پر
راستی مین ہے بلا ہون تو نہ آنے پائے

حور کی واسطے زاہد نے عبادت کی ہے
سیر جنت کی جنت مین نہ جانے پائے

شوق سمجہائیگا کیا میری چلی جاتی ہے
دل کی تدبیر کرو کچھ یہ نہ آنے پائے

تیری مجبور کی پہلو ہی مین پائی ہمنی
سر بستر کبہی تکیے نہ سرہانے پائے

داغ کی لاش سر راہگذر ہے پامال
مرتبے خوب تمہاری شہدا نے پائی

اونکی خیال مین جو ذرا ہم بہل گئے
کیا رشک ہے وہ اپنی تصور سی جل گئی

سب حسرتون کا یاس نے کہٹکا مٹا دیا
جتنے خلش تہی دلمین وہ کانٹی نکل گئی

سچ ہے پرائی آگ مین پڑتا نہین کوئی
ہمراہ کوہ طور کے موسی نہ جل گئی

ہم کیا کہین گذرتی ہے کس طرح زندگی
دو چار بار آئے تو دم بہر بہل گئی

اب تک وہی زمین ہے وہی آسمان ہے
دو چار دن مین وہ نہ رہے تم بدل گئی

تنہا وہ جب ہوئی تو رہی محو آئینہ
ناگاہ کوئی آ جو گیا جہٹ سنبہل گئی

کیا برف ہو گیا ہے دم سرد سے بدن
دیکہی جو نبض ہاتہ طبیبون کی گل گئی

ہزار حسن سہی تھی یہ تنہا ادا ہی میری جان
اب کیا ہوا کہ دیکھتی ہی تم جھیل گئی

اب کیا ہی گر کسی سی ملاتی نظر نہین
لاکھون ہزار آنکہ سی حیلے نکل گئی

مری کی ساتھ کوئی بھی مرتا نہین کبھی
فرقت مین رفتہ رفتہ سب اسباب جل گئی

احباب ڈھونڈھتے ہین پریشان ہین رفیق
کیا جانی آج داغ کدھر کو نکل گیا

عدم سی ڈھونڈنے رنگ ظہور ہم آئے
ملا نہ جسکے لیے اسکے در ہم آئے

مدینہ چھوڑ کے پہرا میور ہم آئے
یہ کس بلا مین دل ناصبور ہم آئے

جب اونکی آنکہ مین بھولیسی شرم آتی ہی
پکارتی ہین یہ ناز و غرور ہم آئے

لکھا تھا خط او نہین مرقی ہین کہلا اگر
ملا جواب کہ اسکو ضرور ہم آئے

یہ حرم چھوڑ کے کیا جائین تام جہنم مین
تری بلا سی ای رشک حور ہم آئے

گئے سے پیر خرابات کے خرابی کو
دہان سی فتنہ ربا مین چور ہم آئے

یہ خوف اہل وطن تھا کہ دشت غربت تک
وطن سی بھیجتی ہوئی دور دور ہم آئے

ہزار بھیج چکا ایک نامہ بر نہ بسرا
گئے تھے کہکے سیاب حضور ہم آئے

ہزار شکر ہین داغ حج نصیب ہوا
قصور وار گئے تھے نلے قصور ہم آئے

جسیلے پہلو مین ہو گھر اوسکا نصیب اچھا ہی
میری دانست مین سب سی یہی رقیب اچھا ہی

مرض عشق بہی آفت ہی وگرنہ ہمنے
کی دوا اوسکی سنا جسکو طبیب اچھا ہی

بیٹھی ناوک کیطرح اوٹھی قیامت کیطرح
یہ ادب جسنی سکہایا وہ ادیب اچھا ہی

شہسواران رہ عشق کو پہنچا کب خضر
ہم غریبون مین یہ بیچارہ غریب اچھا ہی

اسکے معنی تو یہی ہین کہ ہنر مند نہین
کیون مجھے دیکھکی کہتی ہین نصیب اچھا ہے

آپ سنتے ہی نہین ہائے ملے افسانہ
سو طلسمون مین یہ احوال عجیب اچھا ہے

اے دہن تیری لیے حرف دعا ہے بہتر
اے زبان تیری لیے ذکر حبیب اچھا ہے

شیخ کو تاک کی رندون نے کہا آ دیکھین
مال یہ جبہ و دستار و جریب اچھا ہے

٣٦٣

جو مصاحب ہون وہ اس امر کو سمجھین اے داغ
دور رہنا ہے برا اور قریب اچھا ہے

١٥

جوش وحشت سے کرون کیا سخت مشکل گھر مین ہے
گور مین کافر کا مردہ ہے کہ بیدل گھر مین ہے

آئنے مین عکس سے اپنے وہ لڑ جاتے ہین گھر
بس نہین چلتا کہ خود با مقابل گھر مین ہے

تنگ ہو کر اوس نگاہ شوخ کو دور کی حیا
اسکو آسانی سفر مین اور مشکل گھر مین ہے

جان و دل ہے نذر لیکن مجھسے وہ اٹھتے نہین
پاس میرے کونسی شے اونکی قابل گھر مین ہے

ہر در و دیوار سے سر پھوڑنے کی واسطے
وہ بیابان مین نہین جو مجکو حاصل گھر مین ہے

جامہ صبر و تحمل چاک ہے مثل کتان
کل ہے جو یہان شکل ماہ کامل گھر مین ہے

مضطرب اس فکر مین رہتا ہے جاؤن یا نہین
رہ نہ قاصد کو مری کوسون کی منزل گھر مین ہے

بعد میری قتل کی ہنگامہ برپا ہو گیا
باہر انبوہ خلائق اور قاتل گھر مین ہے

پیٹھ پیچھے بادشہ کو بھی برا کہتے ہین لوگ
سامنے آ کر کہو تقریر باطل گھر مین ہے

در پہ آ کر جلد تم سن لو جو ہے میرا سوال
گر لگائی دیر تو جانو یہ سائل گھر مین ہے

چھوڑ کر وہ مجمع اغیار کیون آنے لگے
روز جلسے ہین نئی ہر روز محفل گھر مین ہے

رات بھر آتی تری گھر سے صدا زنجیر کی
کیا کوئی دیوانہ پابند سلاسل گھر مین ہے

ذکر مجنون سنکے لیلی نے کیا ترک سفر
نجد کی جنگل مین ناقہ اور محمل گھر مین ہے

پھر نظارہ کیا تمنائی دیدار ہو | در کے آگے پردۂ دیوار حائل گھر مین ہی
روز گرتی ہین در و دیوار سے [illegible] | کیا مری [illegible] میری شامل گھر مین ہی

۳۶۴ — ۱۱

پوچھتی ہی آدمی کی داغ کب حب وطن
کیا ہی جنت مین نہین ملتا مگر جو مزا اپنے گھر مین ہی

افسوس میری قدر نہین آسمان تجھی | جیسا تجھی نصیب ہی ویسا گمان تجھی
ظاہر کی لطف نی یہ بڑھایا ہی اعتبار | نامہربان بھی ہو تو کہین مہربان تجھی
عہد دو روزۂ عیش و [illegible] وہ نہین ہی تو | مین چھوڑتا ہون کوئی غم جاودان تجھی
پھر کی ہوئی کہین سی نکالی ہوئی سنو | پاتا ہون آج ای شب غم مہربان تجھی
گو دادخواہ ہون نہین محشر کی آرزو | اس واسطی کہ ہو نہ کوئی غم وہان تجھی
تاثیر ہو جو عشق مین تڑپائی مثل برق | تیری فغان رقیب کو میری فغان تجھی
میری ہی وجہ خاص سی پایا ہی مرتبہ | یہ در کبھی نصیب تھا پاسبان تجھی
بہتر ہی اس سی ای دل آزردہ تو کیا | رہ تو وہین قرار ہو ای ناتوان تجھی
دل کو نکال کر مری سینی سی دیکھ لے | مین خوب جانتا ہون ارے بدگمان تجھی
ای بیوفا نہ آئی دوبارہ کسیطرح | کسنے سکھائی چال یہ عمر روان تجھی

۳۶۵ — ۱۱

وحشت مین کوچہ گرد کہان تک رہیگا تو
ای داغ کہان پہنچائیگا تیرا امکان تجھی

دلیکہ ملتی نہین وس بزم مین ناکام مجھی | ابھی چھپکے لی بلاتی ہین مے آشام مجھی
رشک کسکو ہی نہ دو مفت کا الزام مجھی | تمسے جب کام نہین غیر سی کیا کام مجھی
لوگ جانینگے قصور انکا نہین اسکا ہی | حشر مین آپ دلی جائی دشنام مجھی

آج بگڑے ہوئے تیور ہین خدا خیر کرے / کہتے ہو رات بہر آیا نہین آرام مجھے

کسکے نالون نے جگایا ہے تمہین ساری رات / کون تہا اوسکا بتادو تو سہی نام مجھے

ق

آسمان دشمن ارباب ہنر ہوتا ہے / شکر صد شکر کہ آتا نہین کچہ کام مجھے

سخت دشوار ہوئی راہ طلب اے تقدیر / دیکہہ گرتا ہون ذرا روک مجھے تہام مجھے

کوئی صیاد ستمگر کا تغافل دیکھے / کہ پہڑکتے ہوئے دیکہا نہ تہ دام مجھے

خود فراموش کیا یاد نے تیری ایسا / اوسکا احسان ہے بتادے جو مرا نام مجھے

پوچھتا ہون یہ نکیرین سے مین بعد فنا / یاد کرتا ہے کبھی وہ بت گلفام مجھے

۲۶۶

داغ یہ بات وہ سن لے تو غضب ٹوٹ پڑے / کہتے پہرتے ہو بلایا ہے سر شام مجھے

۹

تیری کوچے مین جو ہم بادیدۂ تر بیٹھتے / جوش طوفان سے [illegible] بیٹھتے

چارہ گر بے ہمنشین تمہارا آتکو تا صبح ہی تہا / ورنہ بیتابی سے ہم کیا جانے لیا کر بیٹھتے

ہاے بیتابی شب وعدہ تری مجبور کی / اٹہ اوٹہتے ہی دیکہا اوسکو اٹہکر بیٹھتے

ہو گئی محفل تری کیا بے ادب بیقاعدہ / جو کہڑے رہتے تہے وہ اب [illegible] بیٹھتے

غیر کے ہمراہ پہرتی ہو خدائی خوار تم / عار آتی ہے ہمارے پاس تم کب بیٹھتے

جب کیا شکوہ کہ محفل مین ہے تم سے دور ہم / اونسے جھنجلا کر کہا کیا [illegible] بیٹھتے

گھر سے باہر ہے نہین آتی وہ خلوت دوست ہے / بیٹھتے چھپکر تو میری دل کی اندر بیٹھتے

جسکی قسمت مین ہو گردش کسطرح بیٹھے کہین / ہمسے آوارہ تری کوچے مین کیونکر بیٹھتے

۲۶۷

داغ تمنے کیون کیا ہے نام وحشت کا خراب / اس سے تو بہتر یہی تہا چین سے گھر بیٹھتے

۱۰

جب اسکی مقابل مری داغ جگر آئی
خورشید قیامت کو بھی تاری نظر آئی

کچھ بیچ نکالو نہ اوسنا می نامہ بر کے
ایسا ہمیں الزام ادھر کا ادھر آئی

وہ اپنی تصور سے یہان پیشتر آئے
ارمان بھرے دل مین کبھی اتر آئی

جو وان ہی بلاؤ مین کسی شوخ کی صورت
دم بھر کو اگر چھٹ سے جنت اتر آئی

کوئی سو تراشیدہ ہوئے ہنو وہ ہو
دل جائی اگر دل کی طرح سے جگر آئی

عادت ہی ہوئی رنج کی گو مرگ عدو ہو
رونی سی ہمین کام کسیکی خبر آئی

حسن آشنا عشق ہو عشق آشنا حسن
مین تجکو نظر آؤن تجھی تو نظر آئی

رہ رہ کی وہ پچھتائین کہ کیون اسکو ستایا
تھم تھم کی مری آہ مین یارب اثر آئی

وہ کہتی ہین فرصت نہین ہمکو شب عدہ
تم صبر کو اپنی ہی بلا لو اگر آئے

اوس تک کی جو یاد آئی ہین خاطر رہی ہین
آمد کر کی جگر تھام لیا اشک بھر آئی

میری شب غم اونکی شب وصل عدو ہے
جب یان سحر آئی تو وہان بھی سحر آئی

تجھسے تو ستمگر تری ارمان ہی اچھی
تو جا کی نہ آیا کبھی یہ مسہ بر آئی

فرصت جو ملی دفن ہی بھر رنج کسی تھا
ہنستے ہوئی ساتھ اونکی مری نوحہ گر آئی

موت آئی جو ٹل ہی گئی آج تو پھر کیا
کیا عمر دوان سے کہ بار دگر آئے

کم حلقہ گیسوی نہین دام تصور
جانی ہی نہ دون دو سکو دہ اکبی اگر آئی

ہر دل کی طلب ہی ہی غم یار پریشان
جب ایک ہی مہمان ہو کس کس کی گھر آئی

تر سینگی ہی ہی شب فرقت مری آنکھیں
رونا بھی جبھی تک ہی کہ خون جگر آئی

ای داغ گلہ غیر سے کیا بزم مین اسکو
جب دوست کبھی آپکے دشمن کدھر آئی

اول تو رہی دور وہ نالون ہی ہمارے
پاس آئی تو گھبرائی سوالون سی ہمارے

کہتی ہین بلبل سی وہ گل ہاتھ مین لیکر
تو دیکھہ ملا کر اسی گالون سی ہمارے

کیا بہنیہ یادشت مین لاکھون ہی ہونگی
کانٹو نکو مگر چھیڑ ہی چھالون سی ہمارے

اتنا تو رہی پاس کہ محشر مین کہو تم
بولی نہ کوئی چاہنی والون سی ہمارے

ہر وقت نئی ذہن ہی ہمین تازہ تصور
جاؤگی کہان بچکی خیالون سی ہمارے

کہتی ہین وہ آنکھین صف مژگان کا نگہبان بنا کر
ہی کون جو روکش ہو رسالون سی ہمارے

اے داغ فلک دشمن ارباب ہنر ہے
ظالم کو خبر ہو نہ کمالون سے ہمارے

کام دور چرخ مین بگڑ ہی ہوی اکثر بنی
مجھسے بنکر جب بگڑ جائی تو پھر کیونکر بنی

وصل مین بھی اوس سراپا ناز سی کیونکر بنی
ہر نگہ تلوار اوسکی ہر مژہ خنجر بنی

کیا خبر تجکو ستمگر تا ہی کیا تیر نگاہ
اوسکی دلسی پوچھیہ جس کمبخت کی جی پر بنی

آرزو ہی حشر کی دن کان رکھکر وہ سنین
نامۂ اعمال میرا شوق کا دفتر بنی

خانہ ویرانی مری منظور ہی تو ای فلک
روز بگڑی ہی روز اوسکی گلیمین میرا گھر بنی

عارض روشن کی پرتو سی عجب کیا ایکدن
گر چمک کر آئینہ اقبال سکندر بنی

دشمنونکی جان پر کیونکر گری یہ برق آہ
کس طرح سی آسمان تیرا دل مضطر بنی

روز فردا ہوگی تیری رہگذر سی فتنہ خیز
سر زمین کو یہ لیاقت کب ہی جو محشر بنی

ورد می سی منہ بگاڑا تونی ای زاہد عبث
میکدہ جنت نہین جو بادۂ اطہر بنی

رشک تو دیکھو مصور کے قلم کرتا ہی ہاتھ
اوسکی صورت سی اگر تصویر بھی بہتر بنی

گو وہ منہ آیا کیے تا دیر بیٹھے تو رہے

رہی اونکو وہم داغ سی یہ لوگ بد گمان ہین
ہر روز مدعی ہی جانِ شمن بیان ہی نٹ

اوڑتی ہی خاک جبکہ تری رہگذار کی
وحشت غبار بنکے نہین تھا سوار کی

یان تک تو عاشقی مین لٹی آبرو کہ بعد مرگ
مٹی بھی اوڑ گئی ہی ہمارے مزار کی

بیچین ہی کی شوخ نی مشوق ہی کیا
جیسے پڑی نگاہ تری بیقرار کی

طرز جفا پسند ہی یا شیوہ وفا
دونون مین تھی کونسی بات اختیار کی

دشمن کی بات کا ہی تو ہو نہ لگا یقین
کچھ حد نہین رہی ہی مری اعتبار کی

ہم کیا گئی جہان سی آزار ہی گیا
وہ بات ہی نہین ستم روزگار کی

مت شیخ حرم نہ جا ہی کچھ تقید کا
تصویر ہی مسجد و محراب میگسار کی

اور سبب پہ اشتمال ہی تصویر یار بھی
عادت گئی نہ وصل مین بھی انتظار کی

تجھسے گناہگار کو لیا کیا عطا کیا
ای داغ کیا ہی شان ہی پروردگار کی

آشفتگی کسی کی اثر مجھپہ کر گئی
ہین بنکی زلف رخ پہ تمہاری بکھر گئی

کیا کہین کس طرح سی جوانی گذر گئی
بدنام کرنی آئی تھی بدنام کر گئی

تحمل مراد پھونک نہ یا آہ گرم نی
آئندہ آفرینش برگ و ثمر گئی

نیرنگ روزگار سی بدلا نہ رنگ عشق
اپنی ہمیشہ ایک طرح پر گذر گئی

صحت اپنا ہی بیمار عشق کی
اپنی طرف سے تو تو نہ کر چارہ گر گئی

سجدی کو ہم نی چھوڑی کہین جگہ
کیون تنگ ہین خلق خدا آگی بھر گئی

کیا کیا ہی سحر نوش وصل رات لاش
کہتا رہا ہی تو نہین تھی کدھر گئی

وقت نظارہ کی کشش حسن نی کی
آنکھون کو لیکی ساتھ نہ میری نظر گئی

زاہد شراب ناب کی تاثیر کچھ نہ پوچھ
اکسیر تھی جو حلق سی نیچے اوتر گئی

میری شب فراق یہ کیسی ہین شور و شر
یارب غضب ہوا کہ نماز سحر گئی

دم بھر مین کچھ بھی یاد نہین اسکو کیا کرون
ناصح جو کہی مری دل مین اوتر گئی

رہتی ہی کب بہار جوانی تمام عمر
مانند بوئی گل ادہر آئی ادہر گئی

کیونکر پڑیگا صبر اسے رقیب پر
گر بعد مرگ میری طبیعت ٹھہر گئی

اے داغ کیا کہون شب غربت کی واردات
جو میرے ہاتھ سی مری دل پر گذر گئے

حجت ہی جرم دل کی گواہی مین رہگئی
آلودہ اونکی مہر سیاہی مین رہگئی

تمکین جو اوسکی شوخ نگاہی مین رہگئی
کچھ دیر میرے دلکی تباہی مین رہگئی

سیر مقام عشق تباہی مین رہگئی
منزل کی آرزو دل راہی مین رہگئی

دیکھا جو روز حشر کسی بت کو مضطرب
چل کر زبان ستم کی گواہی مین رہگئی

کیا کرسکے اثر دل بسمل کی نیم آہ
تیغ شکستہ دست سپاہی مین رہگئی

آتا ہی رحم تو یہ پرانی مجھے بہت
کمبخت یہ نہ حفظ الٰہی مین رہگئی

رہتا ہی نام صاحب سوز و گداز کا
تاثیر شعر اشکی و آہی مین رہگئی

ہر آبلے مین خار ہی ہر خار نیشتر
وحشت کی نوک خوب تباہی مین رہگئی

منہ پھیر دیگا دل صف مژگان یار کا
گر جان اس دلیر سپاہی مین رہگئی

زاہد کو بندگی کا نتیجہ تو مل گیا
گردن خمیدہ یاد الٰہی مین رہگئی

تیری دہن سی چشمہ حیوان ہی آب آب
پر اوسکی آبرو تو سیاہی مین رہگئی

پورا ہو کوئی کام مصیبت نہ دوستی کیا
جو رہگئی مراد تمنا ہی مین رہگئی

ہجر صنم مین کیون نہ خدا کو کیا گواہ
یہ چال ہمسے ایسی گواہی مین رہگئی

شیرین ادائی آپکی شوخی چہپی رہی
چالاکی ہمیشہ تلخ نگاہی مین رہگئی

کیا لکہہ رہی تہی دیکہکے جسکو ہم سہم گئے
کیون نوک خامہ غرق سیاہی مین رہگئی

رکتی ہین پیچ و تاب سے کبہی تیز و تیر
پانی کی کب گرہ پر ملے ہے مین رہگئی

۳۷۸

ای داغ اہل قلعہ کا لٹنا تو درکنار
تنخواہ بہی خزانہ شاہی مین رہگئی

۹

وصل کی آرزو کبہی نہ بنی
نہ بنی جستجو کیے نہ بنی

شوق نے ہمکلام کر ہی دیا
اوسنے بے گفتگو کیے نہ بنی

اوسنے جب شکوہ کر لیا تسلیم
ہمکو بے سرفرو کیے نہ بنی

جب رکا خون سنگی دم تیغ
چاک دل کو رفو کیے نہ بنی

ذلت عشق ہی وہان عزت
شکوہ آبرو کیے نہ بنی

بدگمان کو گمان بد گذرا
وصف روی نکو کیے نہ بنی

پاک ہونا ہی رند کو لازم
میکشی بے وضو کیے نہ بنی

قتل ٹہہرا جو شیوۂ معشوق
ہمین دل کو لہو کیے نہ بنی

۳۷۹

اوسکی تصویر سے بہی تہا یہ خوف
داغ کو گفتگو کیے نہ بنی

۱۰

کیا طرز کلام ہو گئی ہے
ہر بات پیام ہو گئی ہے

کچہہ زہر نہ تہی شراب انگور
کیا چیز حرام ہو گئی ہے

تو نے واعظ زندگی دشوار کی | کیوں کیا واقف خدا کی راہ سے

۳۸۱

داغ اوس کافر کی نخوت دیکھنا
عذر کیا کم ہے زمرد شاہ سے

۱۱

طرز قدسی مین کبھی شیوۂ انسان مین کبھی
ہم ہی اک چیز تھی اس عالم امکان مین کبھی

رنج مین رنج کا راحت مین ہے راحت کا شریک
خاک ساحل مین کبھی موج ہو طوفان مین کبھی

دل مین بی لطف رہی خار تمنا کی خلش
نوک نشتر نہ رہا کیسی مژگان مین کبھی

دم مرا لیکے ستمگار کریگا تو کیا
یہ رہیگا نہ تری خنجر بران مین کبھی

وار کرتی ہی ہر زخم مین قاتل کی نمک
تیغ پر رہا نہ کبھی ہی تو نمکدان مین کبھی

دل کی لینی مین تو یہ شوخی و چالاکی ہے
ہمسے جیسی تھی سستی پیمان مین کبھی

بات کیا خاک کری وصل مین تیغ ہی ڈرسے
جسنی نالہ نکیا ہو شب ہجران مین کبھی

دل آشفتہ کی انداز سے معلوم ہوا
رہ گیا ہی یہ تری زلف پریشان مین کبھی

خضر سی ہینی جو کہین جوش جنون کی باتین
ایسی نکلی کہ نہ آئی تھی بیابان مین کبھی

مجھکو انداز تمنا سی یقین ہوتا ہی
دم نکلجائیگا اس حسرت و ارمان مین کبھی

۳۸۲

اللہ اللہ رہی تری شوخ بیانی ای داغ
سست اک شعر نہ دیکھا ہی دیوان مین کبھی

۱۳

ہوا جو اونکی جدائی سی کچھ ملال مجھی
جواب دینی لگی طاقت سوال مجھی

وفا شعار ہی معشوق ہی خدا رکھی
کہ چھوڑتا نہیں دم بھر ترا خیال مجھی

تم ہمدم مین نہ گھبراؤ ہی یہ وہ فلک
کبھی ملال تمہین ہی کبھی ملال مجھی

فلک نی توڑ کی لڑوا دیا حسینون سے
سمجھ لیا کسی مرد کا اسنی بال مجھی

کسی کی دل سے کسی کی نظر سے گرتا ہون
سنبھالنا ہی تو اے آسمان سنبھال مجھے

امید ہے ہی یہی اگرچہ یہ ہے یقین
بہت ذلیل کریگا مرا سوال مجھے

صدائے نالۂ شب وصل بھی نہ راس گئی
پکارتی تھی یہ حسرت مری خیال مجھے

خبر نہین کف نازک کا رنگ کیا ہوگا
خرام ناز سے ہونا ہے پایمال مجھے

پلادی بزم مین ساقی اوسی شراب اتنی
وہ مست ناز کہی مجھسے تو سنبھال مجھے

شکایتون نے محبت کی اور کیا حاصل
کچھ انفعال تمھین ہو کچھ انفعال مجھے

وہ کہتی ہین کہ یہ صورت نہوگی محشر مین
کہا جو مینے دکھانا ہی کل یہ چال مجھے

ابھی ہین دشت مین پامال سیکڑون کے خ
سکھا گئی تری رفتار خوب چال مجھے

اسیر حلقۂ کاکل نہین ہوا ای داغ
مری خدائی بچایا ہی بال بال مجھے

سبق ایسا پڑھا دیا تو نے
دل سے سب کچھ بھلا دیا تو نے

ہم نکمے ہوئے زمانے کے
کام ایسا سکھا دیا تو نے

کچھ تعلق رہا نہ دنیا سے
شغل ایسا بتا دیا تو نے

کس خوشی کی خبر سنا کے مجھے
غم کا پتلا بنا دیا تو نے

لاکھ دینے کا ایک دینا ہے
دل بے مدعا دیا تو نے

کیا بتاؤن کہ کیا لیا مینے
کیا کہون مین کہ کیا دیا تو نے

بے طلب جو ملا ملا مجھکو
بے غرض جو دیا دیا تو نے

عمر جاوید خضر کو بخشے
آب حیوان پلا دیا تو نے

نار نمرود کو کیا گلزار
دوست کو یون بچا دیا تو نے

دست موسی میں فیض بخشش سے / نور و لوح و عصا دیا تونے
صبح موج نسیم گلشن کو / نفس جانفزا دیا تونے
شب تیرہ میں شمع روشن کو / نور خورشید کا دیا تونے
نغمۂ بلبل کو رنگ و بو گل کو / دلکش و خوشنما دیا تونے
ہیں مشتاق سے حجاب ہوا / کہیں پردہ اوٹھا دیا تونے
تھا مرا سنہ نہ قابل لبیک / کعبہ مجھکو دکھا دیا تونے
بے قدر بنی تجھے خواہش کے / اوس سے مجھکو سوا دیا تونے
رہبر خضر و ہادی الیاس / مجھکو وہ رہنما دیا تونے
مٹ گئے دل سے نقش باطل سب / نقشہ اپنا جما دیا تونے
ہے یہی راہ منزل مقصود / خوب رستے لگا دیا تونے
مجھ گنہگار کو جو بخشدیا / تو جہنم کو کیا دیا تونے

۳۸۲ داغ کو کون دینی والا تھا / جو دیا ای خدا دیا تونے ۱۴

جور کی بعد ہی کیوں لطف یہ عادت کیا ہی / تم بلاتی جو کہ اسکی ضرورت کیا ہی
ایک دن ہاں ہی جاؤ گی ہمارا کہنا / تم کبھی جاؤ ہی تیری حقیقت کیا ہی
وعدۂ وصل سی انکار ہی تو قتل کرو / ہمسی ہم پوچھتی ہیں ایسی قیامت کیا ہی
آدمی کو ہی یہی گوشۂ راحت کیلئے / گھر کری دل میں جو انسان تو جنت کیا ہی
جان تک دیتی ہیں عشاق تو دولت کیسی / گنج قارون کی محبت میں حقیقت کیا ہی
پوچھ لیتی ہیں یہ دستور ہی جلادوں کا / مجھسے قاتل نی نہ پوچھا تری حسرت کیا ہی
ای ستمگار اوسی روز جزا کہتے ہیں / ابھی سمجھا ہی نہیں تو کہ قیامت کیا ہی

رحمت نام خدا اظہار دیا اس پر دیتے / ورنہ پھر بندہ نوازی کی ضرورت کیا ہے

بوسہ مانگا تو کہا اوسنے بدل کر تیور / آنکھ کو یہ بھی خبر ہے مری عادت کیا ہے

آہ یہ آتی ہے وہ بولا کہ نہیں تک اے بار / تھکا ہی ناز کر میری بھی طبیعت کیا ہے

ہائے کیسا تھا وہ زمانہ کہ تم آنکھ دکھاتے / شکر اس چیز کا کرتے ہیں شکایت کیا ہے

حشر تک وہ تو نہ آئینگے کبھی وعدہ پر / نہیں آتی جو قیامت تو یہ آفت کیا ہے

۳۸۵

کیا کہوں کس سے کہوں دل کی حقیقت اے داغ
سب یہی پوچھتے ہیں کبھی تو حضرت کیا ہے

۱۳

تڑپتے ہی دل بیتاب کہ دم نکلتا ہے / ٹھہر جا صبر کر مضطر ہو کیوں دم نکلتا ہے

وہ گھبراتی ہیں کیا کیا جب ہمارا دم نکلتا ہے / گمان یہ ہے کہ دم کے ساتھ اسکا غم نکلتا ہے

جو آئی نامہ بر رشک عدو کا ذکر کہدینا / یہ کینہ صاحب غیرت کے دل سے کم نکلتا ہے

ہزاروں حسرتیں جو بیٹھی ہیں خانۂ دل میں / الٰہی دیکھیے اس گھر سے کب ماتم نکلتا ہے

نظر کر دیدۂ مشتاق پر یا دیکھ آئینہ / تمہیں بھی کچھ خبر ہے تم سے کیا عالم نکلتا ہے

ہمیں ہے رنگ خون غنچہ رنگت میں سینے کے / مرے سینے سے پیکان بھی ترا برہم نکلتا ہے

کوئی کیا نبض دیکھے دستگیری کیا کرے قسمت / ترے بیمار غم کا ہاتھ پکڑے سے دم نکلتا ہے

اشہید فاتحہ کیا کشتۂ تیغ تغافل کو / کہ میری قبر سے منہ پھیر کر عالم نکلتا ہے

نہیں لیتا خدا کا نام تیرے عہد میں کوئی / گلہ تیرا زبان خلق سے پیہم نکلتا ہے

نکلتا خلد سے روتا ہوا گر آدمی ہوتا / رقیب اوسکی گلی سے کیوں خوش و خرم نکلتا ہے

الجھ جاوں گیسو ونکی مست شانہ کیا نکالیگا / کہیں یہ پیچ جاتے ہیں کہیں یہ خم نکلتا ہے

وہ میرا ذکر یوں کرتے ہیں غیروں کی جلانے کو / اگر دیکھو تو ہو تو ایسا آدمی بھی کم نکلتا ہے

۳۸۲

تلون اسقدر ای داغ پھر یہ صبر کے دعوی
گھڑی میں توبہ کرتے ہو گھڑی میں تم نکلتا ہے

فسردہ دل کبھی خلوت نہ انجمن میں رہے
بہار ہو کہ رہی ہے ہمیشہ جسمین چمن میں رہے

شریک آہ و فغان ہی سخن سخن میں رہے
جو میں رہوں تو بری ہے ہجوم انجمن میں رہے

مقابلہ ہی رقیبوں سے روز محشر بھی
چھپا ہوا کوئی خنجر مری کفن میں رہے

مجھے یہ ڈر ہے کہا یہاں لی نہ آئیں لوگ
خدا کری غلطی کچھ مری سخن میں رہے

ملی جو بیوطنی میں ذرا ہی آسایش
عقیق جا کی عدن میں گھر یمن میں رہے

ترا وہ حسن ہے ای شعلہ رو جو تو چاہی
بغیر شمع کے پروانہ انجمن میں رہے

ہر ایک فتنہ ہی فتنہ قیامت کیا
نگہ وہی جو تری چشم سحر فن میں رہے

جنون سی کیا ہمیں عقبی میں شرمساری ہے
کہ پیرہن سی جو نکلی تو ہم کفن میں رہے

رہا نہ دامن یوسف میں داغ عصیاں کا
اگرچہ خون کی وہی تو پیرہن میں رہے

زبان دی نہ عدو کو کہ یہ تو وہ شی ہے
تری دہن میں رہی یا مری دہن میں رہے

رہی علیحدہ شیرین تو ای فلک افسوس
نفاق خسرو پرویز و کوہکن میں رہے

ملا دی اسمیں لعاب دہن کچھ ای ساقی
کہ تازگی ہی ذرا سی مئی کہن میں رہے

۳۸۷

مسافری میں جب آرام پاؤ گی ای داغ
کہ تم سفر میں رہو آسمان وطن میں رہے

زمانہ ہے خفا مجھسے کہ تمسے
سے گلے پر ہے گلا مجھسے کہ تمسے

ستم سے باز آؤ ورنہ اکدن
یہ پوچھیگا خدا مجھسے کہ تمسے

مجھے معلوم تھا یا تمکو معلوم
وہ راز افشا ہوا مجھسے کہ تمسے

ذ کہنا ہے کہ ہم قاتل نہیں ہین
ہوا خون حنا مجھسے کہ تمسے

رقیبون سے یہ کہتا ہون سر بزم
وہ بیٹھے ہین خفا مجھسے کہ تمسے

چھپا کیون چاند بدلی ہین شب وصل
اسے آئی حیا مجھسے کہ تمسے

خدا جانے محبت کو سرشتہ
پڑیگا واسطہ مجھسے کہ تمسے

(۲۸) ہوا کہنا نہ مانا داغ تمنے
اونھون نے کی دغا مجھسے کہ تمسے (۹)

ذکر میرا اگر آجاتا ہے
سنکے وہ صاف اڑا جاتا ہے

غم ترا صحبت پیری لیکن
دل خبر آکر اسے کہا جاتا ہے

ٹھنک آیا درد دیا او ٹھٹھکتے
اب سنبھلتے ہین رہا جاتا ہے

کیا نزاکت ہے کہ آپ اٹھتے ہین
عکس کے ساتھ کھنچا جاتا ہے

ناز سے کھینچ کے بیٹھے تلوار
غیر مشتاق ہوا جاتا ہے

ایک ہی تیر تو لگا سینے کے آہ
کہین السیون سے رہا جاتا ہے

حسرتین دل کی مٹی جاتی ہین
قافلہ ہے کہ لٹا جاتا ہے

راہ مین گر نہ پڑے خط یارب
نامہ بر شل ہوا جاتا ہے

(۲۹) داغ کو دیکھلے بولی یہ شخص
آپ ہی آپ جلا جاتا ہے (۱۳)

تلوار تری رواں بہت ہی
تھوڑا ابھی تو امتحان بہت ہی

اہی داور حشر کل کہونگا
دن کم ہی یہ داستان بہت ہی

کچھ آہ کے حوصلے نکلتے
نیچا مگر آسمان بہت ہی

بگڑا ہی مری مزاج کا رنگ
بیتاب مزاجدان بہت ہی

اہی نامہ بر آنچ ای آفت
چالاک تری زبان بہت ہی

دامن پہ تری لگی رہی خاک
اتنا ہی مرا نشان بہت ہے

دل تنگ سہی پر اسی تمنا
مر رہنے کو یہ مکان بہت ہی

جنت مین کہینگے تیری عاشق
تکلیف ہمین یہان بہت ہی

لونین کی لطف کس سی اوٹھین
مجکو غم دو جہان بہت ہی

انکار رقیب سی بہی ہو گا
یہ فقرہ تمہین روان بہت ہی

اک کوہ گران ہی عشق لیکن
اسکو دل ناتوان بہت ہی

الفت مین نہین ہی صبر نایاب
یہ تیر نگہ گران بہت ہی

باطن کی خبر خدا کو ہی داغ
ظاہر ہین وہ مہربان بہت ہی

لینی لی ہی ہوس کبھی کوی بتا لگی ہی
مجھکو خبر نہین مری ہی امتحان کی ہی

سنکر مرا افسانہ اونہین لطف آگیا
سنتا ہون اب کہ روز طلب قصہ خوان کی ہی

پیغامبر کی بات پر آپسمین رنج کیا
میری زبان کی ہی نہ تمہاری زبان کی ہی

کچھ تازگی ہو لذت آزار کے لیے
ہر دم مجھی تلاش نئی آسمان کی ہی

جانبر بہی ہو گئی ہین بہت مجھسی نیم جان
کیا غم ہی اے طبیب جو پوری زبان کی ہی

حسرت برس رہی ہی ہمارے مزار پر
کہتی ہین سب یہ قبر کسی نوجوان کی ہی

وقت خرام ناز دکہا دو جدا جدا
یہ چال حشر کی یہ روش آسمان کی ہی

فرصت کہان کہ ہمسی کسیوقت تو ملی
دن غیر کا ہی رات تری پاسبان کی ہی

قاصد کی گفتگو سی تسلی ہو کس طرح
چہپتی نہین وہ بات جو تیری زبان کی ہی

جور رقیب ظلم فلک کا نہین خیال
تشویش ایک خاطر نامہربان کی ہی

مرا فسانہ غم اوسنے یہ کہا
ہو جاے جھوٹ سچ یہی خوبی بیان کی ہی

آتی ہی سامان باندھ کمر آستین چڑھا
خنجر نکال دل مین اگر امتحان کی ہی

ہر نفس مین نال سی نکلنے لگا غبار
کیا جانئے گرد راہ یہ کس کاروان کی ہی

کیونکر نہ آتی خلد سے آدم زمین پر
موزون ہین وہ خوب جو شئی جہان کی ہی

تقدیر سے یہ پوچھ رہا ہون کہ عشق مین
تدبیر کوئی بھی ستم ناگہان کی ہی

۳۹۲

اردو ہی جسکا نام ہمین جانتے ہین داغ
ہندوستان مین دھوم ہماری زبان کی ہی

۹

غم اوٹھانا تیلی واسطے دم ہی
زندگی ہی اگر تو کیا غم ہی

آج ہین وہ رقیب کی گھر سے
اک خوشی ہی تو ایک ماتم ہی

آمتی ہو کچھ کہو کہون کیا خاک
جانتا ہون مزاج برہم ہی

گریہ بی اثر کی کچھ حد ہے
ہم ہین اور آج چشم پرنم ہی

کیا ہی دوستونسی بگڑی آج
دشمنونکا کچھ اور عالم ہی

مجکو دیکھا تو غیر سے یہ کہا
عمر اس نوجوان کی کم ہی

گر خوشی ہی تو وصل کی ہی خوشی
غم اگر ہی تو ہجر کا غم ہی

اک جہان مہربان ہوا تو کیا
مہربانی تری مقدم ہی

سنتے ہین داغ کل وہ آئی تھی
باری اب تو سلوک باہم ہی

رباعیات

لبریز ہی حسرتون سی میرا سینا
ہر روز نہ مجھے خون جگر کا پینا
کرتا ہون دعا کہ یا اسے کم اب تو
منظور نہین ہے اسے مجھ کا جینا

ولہ

بیگانہ دیکھا ہر اک یگانہ یہاں
اپنے مطلب کا سب زمانہ دیکھا
جسکو دیکھا غرض غرض کا اپنے
دنیا کا عجیب کارخانہ دیکھا

ولہ

دنیا میں کب انسان کی حاجت نکلی
حسرت ہی رہی کوئی نہ حسرت نکلی
جیتے تھے قیامت کی توقع پر ہم
خود وقت کی محتاج قیامت نکلی

ولہ

میں رطب کو دیکھوں تو وہ یابس ہو جائے
پرکھوں زر خالص کو اگر مس ہو جائے
ہاتھوں میں مری آکی درم داغ بنے
قارون بھی مری سایہ سی مفلس ہو جائے

ولہ

لیتے ہی نہ عشق بت خودکام کرو
پہلے ہی سی اندیشہ انجام کرو
بیتاب ہی دل کی ہی شکایت ناحق
ای داغ بس اب قبر میں آرام کرو

ولہ

کیا جانی کوئی زاہدونکی گھاتوں کو
تمیز ذرا چاہیے ان باتوں کو
دن کیوں نہ بڑہی رات نکیونکر کم ہو
روزونکی عوض کھاتی ہیں یہ راتونکو

ولہ

نواب کی جو قدردانی میری
ای داغ گذر گئی جوانی میری
لیکن یہ خبر تھی کہ وقت پیری
مر مر کے کٹیگی زندگانی میری

الحمد للہ کہ گلزار داغ بصحت محمد عبد الغفار حیدری باہتمام محمد تیغ بہادر مطبع انوار محمدی میں چھپا +

چلتی ہوئی بہانی ہین جدت بے بہانہ ہین | بوس و کنار کی لیے یہ سب فریب ہین

اظہار پاکبازی و ذوق نظر غلط

کذب یہ دروغ یہ بہتان الامان | کیا جہوٹ بولنی کو ملی ہی انہین زبان
شاہد ملا رہی ہین زمین اور آسمان | تو صاحب آفتاب کہان اور ہم کہان

احمق نہین نہ سمجہین ہم اسکو اگر غلط

معدوم تو وہ شی ہی جسی لاکہہ نکتہ چین | ثابت کرین ہزار وہ ثابت نہو کہین
یہ بات کیا کہ دل تو نہو اور ہو حزین | سینے مین اپنی جانتی ہو تم کہ دل نہین

ہمکو سمجہتے ہو کہ ہے اسکی کمر غلط

کیا ہو یقین جو کوئی کہی و تنکو رات ہی | ہم جانتی ہین پیچ ہی بی شبہ گہات
ایسی مبالغے سے غرض التفات ہی | کہنا اداکو تیغ خوشامد کی بات ہی

سینے کو اپنی اوسکی سمجہنا سپر غلط

اک آہ سرد بہر کی کیا طور بیخودی | اوسکو دیا یہ دم کہ تجہے جان نذر کی
جو دینی والی ہوتی ہین ایسی ہی تو سخی | مٹہی مین کیا دہری تہی کہ جسکی سپرد کی

جان عزیز پیشکش نامہ بر غلط

اعجاز تو نہین کہ جو قائل ہین خاص و عام | گر ہی یہ شعبدہ ہی محبت تو بس سلام
اب امتحان سے ہی چلو قصہ ہوا تمام | پوچہو تو کوئی مرکی ہی کرتا ہی کچہ کلام

لیتے ہو جان دی سے سر رہگذر غلط

ابتر ہے یہ رونیوالی مقرر ہین جا بجا | میت کو ڈہونڈہتی ہی تو عدم تک نہین پتا
[illegible] خیال ہی کہین ٹہرین گی ہو فنا | ہم پوچہتی پہرین کہ جنازہ کدہر گیا

اے دل اس باغ کا ہوگا چمن آرا کیسا

بو دکھاتا ہے دکھا گل کی عوض آج شتاب — مین نہین وہ کہ جو ہوسی کسطرح لاؤن تاب
مجھسے دیدار طلب ہونگے جہا مین کمیاب — ذوق دیدار مین بیخود ہون نہ مجھسی حجاب

او تہکیا پیچ سی جب مین ہی تو پردا کیسا

قیس صحرائی و فرہاد تہا کوہستانی — پاس ننگونکی دہرا کیا تہا بجز عریانی
ایسی سامان ہون تو کس چیز کی ہو حیرانی — تپش و زاری و تنہائی و سرگردانی

گہر مین سب کچھ ہمین موجود ہے صحرا کیسا

جوشش عشق نہانی ابھی دیکھی کیا ہے — شدت اشک فشانی ابھی دیکھی کیا ہے
ہے تمہین سیر کہانی ابھی دیکھی کیا ہے — میری اشکونکی روانی ابھی دیکھی کیا ہے

گفتگو نوح کی طوفان مین ہے دریا کیسا

تہا مین اک بندۂ آسایش و صد عیش و طرب — مجھکو کیا غمسی غرض اور الم سی مطلب
آسمان ٹوٹ پڑا ہے ستم و آہ غضب — اور دکھ درد اگر ہون تو بہگت لون اب

مجھکو بخشا ہے غم حوصلہ فرسا کیسا

جسمین انصاف ہو صد ہو نہ طبیعت مین ذرا — لوگ دکھ درد بیان کرتی ہین دن اپنا
لطف کیا ہے اگر احوال ہو سی سمجھانیکا — جو ستمگار ہو معتقد مہر و وفا

کیا وہ سمجھے کہ غم عشق ہے ہوتا کیسا

جھوٹ ہی جانتی ہین قیس کی افسانیکو — جان دیتی نہین دیکھا کبھی دیوانی کو
خیر سی کھیل سمجھتے ہین وہ مر جانے کو — شمع پر دیکھکے گرتی ہوی پروانی کو

پوچھتے ہین کہ یہ ہوتا ہے تماشا کیسا

داغ کیا شخص کہ نکلی یہ سنبھلی ری خدام | ہی تعجب نہ ہنا آپ کو فکر انجام
نقد دل پیش نہ یا جب کہ بطور انعام | طلب بوسہ مین کیا جا ہی نہ ناظم ابرام

دے بچاے دل ہی تو یہ اوس تقاضا کیسا

مخمس بر غزل جناب مستطاب ہلال رکاب انجم خدم نواب کلب علی خان صاحب بہادر دام ملکہم واقبالہم

رہی ہی برق عالم سوز تہ آشین ہون | اوٹھا طوفان جوش گریہ چشم تر سی کہین پر ہون
مری فریاد سی گھبرائی ہین دو نشین ہون | بلی کیونکر نہ تیری رہگذر کی سرزمین ہون

الٹ نالون سی مری کھا نہ گیا عرش برین پر ہون

بسر کی عمر جسنی ان دنون عیش مخلد مین | لذت ہی پر نہ رہا وہ [illegible] بلی خوشامدین
وہ عاشق اسطرح سی مبتلا ہو رنج بیحد مین | بہلا کیا خاک سو ہی [illegible] مرقد مین

رہا جو جسکی سر کا تکیہ دست نازنین پر سون

سراپا نور ہی تو نار ہی تجھمین تجلی کا | یہ ہی تصویر کی خوبی کہ سایہ ہو بہت اچھا
مصور خود ہی محو حسن کیونکر کھینچ سکی سایا | تری صورت کا نقشہ جب کبھی کھینچ جائیگا پورا

تو صنعت پر کریگا ناز صورت آفرین پر سون

وفور ضعف سی ہی عرض مطلب مین بیان قاصر | اشارون سی مجھی کرنا پڑا احوال دل ظاہر
مزا اس تیر آخر کا اوٹھائیگا وہی کافر | عجب حسرت سی تکتا ہی سو جانان دم آخر

رہے کی یاد اوسکو بھی نگاہ واپسین پر سون

کسی مہجور کو معشوق کی فرقت کا رونا ہے | کسی کو آبرو کا رنج [illegible] کا رونا ہی

مجھے تقدیر کا رونا مجھی قسمت کا رونا ہے ‌ ‌ ‌ نہ ہنسیے میری رونی صورت پہ یہ وہ آفت کا رونا ہے

کہ جسکو دیکھکر رویا ہے روح الامین برسون

چھپایا راز دل کس طرح ہمنے محبت مین ‌ ‌ ‌ ملا کیا کیجیے بدنامیان تھین اپنی قسمت مین
یہی تھا ایک رسوائی کا پردہ اس مصیبت مین ‌ ‌ ‌ اوڑائین دھجیان ہاتھون نے اوسکی جوش وحشت مین

رہی تھی دیدۂ خونبار پر جو آستین برسون

پتا میرا کہین بھی صورت عنقا نہ پائینگے ‌ ‌ ‌ کرینگے لاکھہ میری جستجو اصلا نہ پائینگے
نہ پائینگے نہ پائینگے مجھے حاشا نہ پائینگے ‌ ‌ ‌ کیا عشق کمر نے بے نشان ایسا نہ پائینگے

عدم مین بھی اگر ڈھونڈینگے مجھکو ہمنشین برسون

جراحت وہ جراحت ہے کہ جو ہو تازہ و گلگون ‌ ‌ ‌ لہو جاری رہی اوس سے برنگ دیدۂ پرخون
سہون تلوار کا دم اور قاتل کو دعائین دون ‌ ‌ ‌ رفاقت لذت زخم جگر تیری مین جب جانون

کہ مرقد مین بھی میرے منہ سے نکلی آفرین برسون

چھپانی اوسکو دی ہو رخصت گفتار بھی شاید ‌ ‌ ‌ کبھی خوش ہو گئی ہون وسے کچھ اغیار بھی شاید
کہی ہون جھوٹی سچی عذر دیدار بھی شاید ‌ ‌ ‌ ہوئی ہونگی کسی دن وصل کی اقرار بھی شاید

رہی ہمسی تو اوس بیرحم کافر کی نہین برسون

وہ شان مغفرت جبتک نہ اپنا دکھائیگی ‌ ‌ ‌ عبادت کام آئیگی نہ طاعت کام آئیگی
کوئی یہ جبہہ سائی میری لکھی کو مٹائیگی ‌ ‌ ‌ نصیبون مین جو لکھی ہی برائی وہ بنجائیگی

اگر رگڑونگا در پر کعبے کی نقش جبین برسون

ڈرایا یون اونہین پروانہ بنکر حسن حکمت سے ‌ ‌ ‌ نہین ہی کھیل ہنسنے مین پھنسا لینا شرارت سے
تلافی مین کرونگا تم سے واقف میری عادت سے ‌ ‌ ‌ اسیر دام گیسو دل ہوا تو مین بھی وحشت سے

ایمان کی یہ ہی نہو ایمان ہی بجا | ہو وہ عزیز سورۂ یوسف سی بھی سوا

رکھدین تری شبیہ جو کنعانیوں مین ہم

ہی امتحان سوز محبت تمہین فضول | چودہ طبق جو ہوئن گرد نار کیا حصول
خورشید اس چراغ کا ادنی ہی ایک پھول | دوزخ بھی جا ہی نعرۂ ہل من مزید بھول

لائین جو آہ کو شرر افشانیوں مین ہم

بھاگی دوای عشق سی تاثیر کیطرح | تدبیر سے خلاف ہین تقدیر کیطرح
حلقے مین کب کسیکی رہے تیر کیطرح | زنجیر مین ہی نالۂ زنجیر کیطرح

جوش جنون سی رہتی ہین جولانیون مین ہم

بیتاب خوفناک و سراسیمہ و تباہ | کیا کیا پھری ادا نہ تپش تنگ کی ہم آہ
دار الامان ہمارے لیے ہو گی دادخواہ | پائی نہ تیغ عشق سی ہمنے کہین پناہ

قرب حرم مین بھی تو ہین ترسانیون مین ہم

تیغ جفا کی دل پہ نہین ہین نشان کہ ہین | کیا جانین چارہ گر نہین انکو گمان کہ ہین
اور ہین جو چاک سینے کی ظاہر نہان کہ ہین | سینے کی چاک سینے کی فرصت کہان کہ ہین

مصروف زخم دل کی نمکسانیون مین ہم

آنکھین اگر ہون خشک کلیجا تو تر رہے | اس وہم ہی سی پیاس بجھی یہ اگر رہی
اب کیا رہی کہ مثل چراغ سحر رہے | ہم ہی نہین جگر ہی نہین رہا اسقدر رہے

سرگرم سوز عشق کی مہمانیون مین ہم

شارع کا قول کچھ ہی تو لکھتا ہی کچھ حکیم | سچ یہ کہ ایک کی بھی نہین راہ مستقیم
ہمسے جو پوچھیے تو خدا اسکا ہی علیم | کیا جانی ہم زمانیکو حادث ہی یا قدیم

کچھ ہو بلا سے اپنی کہ ہیں فانیوں میں ہم

ملتی جو موت چاہتی پروردگار سے
ہتی ہی نہ مرگ ہی تعلق انتظار سے
افسوس ہی کہ وقت گیا اختیار سے
کیوں جیتے جی نہیں ہوئی شرمندہ یار سے

اب مر رہے ہیں وصل کی پشیمانیوں میں ہم

پھر دوڑی ہاتھ جیب و گریباں کو ہو نوید
کہسار کو خوشی ہو بیاباں کو ہو نوید
پھر نکلے پانو خار مغیلاں کو ہو نوید
پا کو بیڑیوں کو مژدہ ہو زنداں کو ہو نوید

پھر ہیں جنون کی سلسلہ جنبانیوں میں ہم

زاہد کا خوف ہی نہ ہم آغوش ہیں رات دن
ساغر کش خیال نظر خوش ہیں رات دن
پیتے ہیں چھپکی شام و سحر خوش ہیں رات دن
پوشیدہ ہوں نگاہ سے نہیں سرخوش ہیں رات دن

شرب الیہود کرتے ہیں نصرانیوں میں ہم

سرخفی جو خاک کی پتلے میں بھر دیا
یاں اہل معرفت کو بھی ملتا نہیں پتا
کیا جانیں اسکو جن و ملک ہی یہ بھید کیا
مطلب ہی اپنی کون ہی آگاہ جز خدا

جوں خط سرنوشت ہیں پیشانیوں میں ہم

ہمکو ملی ہی قسمت تصویر آئینہ
کچھ بولی کب ہی طاقت تصویر آئینہ
حیرت ہی اپنی حیرت تصویر آئینہ
ہیں آئنے میں صورت تصویر آئینہ

آئینہ رو کے سامنے حیرانیوں میں ہم

کیا مشت پر کی باد صبا ساتھ پر نہو
پر حکم ہے جدا کوئی بازو سے پر نہو
کیا یوں وصال گلشن و گلہای تر نہو
بس ہم کدورت دل صیاد گر نہو

کیا کیا اوڑائیں خاک پر افشانیوں میں ہم

گو فرق صبح شام ہی ظلمت کو نور سی | دونونکا ہی ظہور ہمارے ظہور سے
ہوجاے رات دو دو دل ناصبور سے | دکھلائین روز حشر کو بین السطور سے

اپنے سیاہ نامے کی طولانیون مین ہم

کیا خاک طی ہو داغ کی مانند راہ شوق | ساری جہانکی تیز روون پر ہی دیکھو فوق
زنجیر پانون مین ہے نہ گردن مین انکے طوق تہا | جاسکتی ضعف سے نہین کوچہ مین اوسکی ذوق

بہہ جائین کاش گریہ کی طغیانیون مین ہم

مخمس مصنف بر غزل خود

تھی پریشان انتظار سے آنکھ | نہین لگتی تھی ایک بار سے آنکھ
شکر ہے ہوگئی قرار سے آنکھ | لڑگئی یار گلعذار سے آنکھ

اب نہین جھپتی ہزار سے آنکھ

توبہ کیسا اور اتقا کیسا | تاکنا جھانکنا ہمیشہ رہا
یہ نظر بازیان ہین سخت بلا | دید کا شوق ہے کیا برا لپکا

نہین رہتی ذرا قرار سی آنکھ

تپلی پڑتی ہے اک محبت سی | خود بخود چہار ہی ہے الفت سی
صاف ہی آئنے کی صورت سے | کچھ وہ حیرت سی کچھ وہ حسرت سی

خوب بنتی ہے انتظار سے آنکھ

جب مری قبر پر گذر کیجے | پھیر تغافل نہ اسقدر کیجے
کام جو کیجے دیکھکر کیجے | تو وہ ناوک نظر کیجے

کیون چرائی مرے مزار سے آنکھ

تو نے غرفے سے جو کچھ اپنا دکھایا جھلکا
ہو گئی بیخود و بیہوش ہم اے ہوش ربا

اب کہاں جائیں کدھر جائیں [illegible]
دیکھکر تجھکو قدم اوٹھ نہیں سکتا اپنا

بن گئے صورت دیوار ترے کوچے میں

ہی محبت سبی تری قہر خدا آفت عذاب
کر دیا ایک زمانے کو اسی نے بیتاب

کفر و اسلام ہوا دونو گھروں میں نایاب
دیر ویران ہی تری عہد میں کعبہ ہی خراب

جمع ہیں کافر و دیندار ترے کوچے میں

کیا خبر ہی تجھی کس حال میں ہوں کیسا ہوں
جادۂ راہ گذر میں نقش قدم ہوں کیا ہوں

آسمان ٹوٹ پڑی مجھپہ جو اوٹھنا چاہوں
پانوں پھیلائی زمین پر میں پڑا رہتا ہوں

صورت سایۂ دیوار ترے کوچے میں

خاک ہی لیتی ہم آغوش پڑی رہتی ہیں
بیخود و غافل و خاموش پڑی رہتی ہیں

صورت میکش و بیہوش پڑی رہتی ہیں
روز یان سیکڑوں بیہوش پڑی رہتی ہیں

ہے مگر خانۂ خمار ترے کوچے میں

آرزو ہی دل بیتاب کی فریاد سنی
گر تری کان تک آواز ہماری پہونچے

پر جو اندیشہ ہی یہ بھی کوئی پہچان نہ لے
پاسبانوں کی طرح رات کو بیتابی سے

نالے ہم کرتے ہیں ای یار تری کوچے میں

تھی نہ امید ہمیں ایسی فسوں سازی کی
اپنی تو چھوٹتی ہی ہمسے دغابازی کی

ہائی کمبخت فلک کیسی خلل اندازی کی
روز ہی عشق کی یہ تفرقہ پردازی کی

ہم ہیں زندان میں [illegible] زار تری کوچے میں

شکل فرہاد جنون پیشہ و مثل مجنون
خاک برباد کری میری نہ چرخ دوارون

یہ شہر وہ ہی کہ سایا بھی نور تھا اسکا
چراغ رشک تجلی طور تھا اسکا

فلک تھا خوبی و حسن و جمال کا دشمن
عدو ہی اہل کمال اور کمال کا دشمن
صباح عشرت و شام وصال کا دشمن
غضب ہے اب تو ہوا جان و مال کا دشمن

یہ سفت بر جو تلاشی ہی نقد جان کے لیے
خضر بھی روئینگے اب عمر جاودان کی لیے

خدا پرستونکا شیوہ جفا پرستی ہی
بجائی ابر کرم مفلسی برستی ہی
جو مالدست تھی اب اونکو فاقہ مستی ہے
بتنگ جینی ہی ہین ایسی تنگدستی ہی

غضب ہین آئی رعیت بلا ہین شہر آیا
یہ جبر بندے منہین آئے خدا کا قہر آیا

زبان سی کہتی ہوئی آئی دین دین لعین
وہ جانتی ہی نہ تھی چیز کیا ہی فرق ہستین
جو ماتا دین کوئی تھا تو کوئی گنگا دین
کبھی ہین قتل زن اور بچی کبھی حسین

روا نہ تھا کسی مذہب ہین جو وہ کام کیا
غرض وہ کام کیا کام ہی تمام کیا

عجیب شکل گل و گلستان نظر آئی
جب اوٹھی تا مژہ خونچکان نظر آئی
پڑین جدہر کو نگاہین خزان نظر آئی
تو کوئی عیش کی صورت نہ یان نظر آئی

وہ گلرخان سمن بر کے قہقہے نہ رہے
وہ بلبلان خوش الحان کی چہچہے نہ رہے

فلک نے قہر و غضب تاک تاک کر ڈالا
تمام پردہ ناموس چاک کر ڈالا

یکایک ایک جہان کو ہلاک کر ڈالا
غرض کہ لاکھ کا گہر اسی نے خاک کر ڈالا

جلے ہیں ہونٹ بھوک میں شکل چوبہ تنباکو کی
کھنچے ہیں کانٹے نہیں جو پتیاں گلاب کی

کہ ملا یاز بستر نے پان کے بدلے
پلایا خون جگر پیاس کے بدلے
نصیب دار ہوئی ہی نشان کی بدلے
ملا نہ گور گڑھا بھی مکان کے بدلے

یہ دعوت فلک کینہ ساز تو دیکھو
پھر اوس پہ اس ستم آرا کے ناز تو دیکھو

زمین کی حال پر آسمان روتا ہی
ہر اک فراق مکین میں مکان روتا ہی
گدا و شاہ ضعیف و جوان روتا ہی
غرض ہیانگی لیے اک جہان روتا ہی

جو کہیے جوشش طوفان نہیں کہی جاتی
یہان تو نوح کی کشتی بہی ڈوب ہی جاتی

لہو کی جشمہ میں حشیم پر آب کی صورت
شکستہ کاسۂ سر ہیں حباب کی صورت
لٹے ہیں گہر دل خانہ خراب کی صورت
کہان یہ حشر ہیں تو بہ عذاب کی صورت
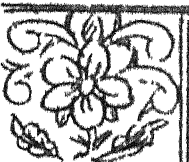
زبان تیغ سی برش ہی داد خواہونگی
رسن ہی طوق ہی گردن ہی بیگناہونگی

یہ وہ جگہ ہی کہ عبرت پہ عبرت آتی ہی
یہ وہ جگہ ہی کہ حسرت پہ حسرت آتی ہی
یہ وہ جگہ ہی کہ آفت پہ آفت آتی ہی
یہ وہ جگہ ہی کہ شامت پہ شامت آتی ہی

یہ وہ جگہ ہی جہان بیکسی بہی ڈر جائے
یہ وہ جگہ ہے اجل خوف کہا کی مر جائے

برنگ بوی گل اہل چمن چمن سی چلی
نہ پوچھو ہندونکو بیچارے جس جگہ سے چلی

غریب چھوڑ کی اپنا وطن وطن سی چلی
قیامت آئی کہ مردی نکل کفن سی چلی

مقام امن جو ڈھونڈا تو راہ بھی نہ ملی
یہ قہر تھا کہ خدا سی پناہ بھی نہ ملی

جو تھی تو افعی کاکل کی زہر کی گرمی
بدیکھیں جو نگہ خشم و قہر کی گرمی

جو تھی تو شعلہ عذاران شہر کی گرمی
اوٹھائین ہائی وہ جلتی دوپہر کی گرمی

طپش سی ریگ بیابان بھی آفتاب ہوئی
زمین مگر کرہ نار کا جواب ہوئی

جگہ جگہ تھی زمیندار کی صورت
بلا سی کم نہ تھی سر اک گنوار کی صورت

چڑھی ہی آتی تھی سر سر پہ نجار کی صورت
جبیں نہ اوٹھتی پہ اہل دیار کی صورت

کسی جگہ جو کوئی ہے کے بیقرار آیا
تو اہل قریہ یہ بولے کہ لو شکار آیا

زبان جو بدلیں تو صورت بدل نہیں آتی
کسی طرح کسی پہلو سی کل نہیں آتی

ملیں جو خاک ہی منہ پر تو مل نہیں آتی
پکارتی ہیں اجل کو اجل نہیں آتی

جو سر کو پھوڑیں تو پتھر برے سے سر کٹ ہیں
جو لوٹیں کانٹوں پہ کانٹے الگ کھٹکتے ہیں

پیادہ پا ہوں رواں شہسوار صد افسوس
ذلیل و خوار ہوں اہل وقار صد افسوس

لہو کی گھونٹ ہیں بادہ خوار صد افسوس
ہزار حیف دل بیقرار صد افسوس

جھکے ہیں بار الم سے شانے ہوئے کیسے

بگڑ گئے ہین یکایک بنے ہوئی کیسے

بنا ہی خالِ سیہ رنگ مہ جمالون کا
دوتا ہوا ہی قدِ راست نونہالونکا

جو زورِ آہ ہونکا لب پر نہ شور نالونکا
عجیب حال دگرگون ہی دل والونکا

کوئی مراد جو چاہی حصول ہی نہوئے
دعا سے مرگ جو مانگی قبول ہی نہوئے

غضب ہی بخت بد ایسی ہمارے ہو جائے
ہمین جو لعل تو گہر سنگ پارہ ہو جائین

جو دانہ چاہین تو خرمن شرارہ ہو جائین
جو مانگین پانی تو دریا کنارہ ہو جائین

نہین جو آبِ بقا ہی تو زہر ہو جائے
جو چاہین رحمتِ باری تو قہر ہو جائے

جہاز ایسا تباہی مین آگیا اپنا
ملا نہ تختہ تری تک کہین پتا اپنا

رہا نہ آہ زمانے مین آشنا اپنا
بجز خدا کی نہین کوئی ناخدا اپنا

کسی سی ڈوبی ہوئی ایسی کب نکلتے ہین
یہان سی حضرت الیاس بچکی چلتے ہین

ہی محاسب پرستش ہی نکتہ دانون کی
تلاش بہر سیاست ہی خوش زبانون کی

جو نوکری ہی تو اب یہ ہی نوجوانونکی
کہ حکم عام ہی بھرتی ہی قیدخانونکی

یہ اہلِ سیف و قلم کا ہو جبکہ حال تباہ
کمال کیون نہ پھرے دربدر کمال تباہ

کہانتک آہ لکھون اسکا حال بربادی
کسیکو قید محن سی نہین ہی آزادی

کہانتک آہ کہون آسمان کی جلادی
کہ داغ داغ ہی دل ہر کوئی ہی فریادی

الٰہی پھر اسی آباد و شاد دیکھیں ہم
الٰہی پھر اسے حسب مراد دیکھیں ہم
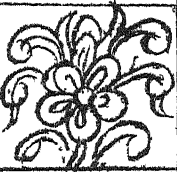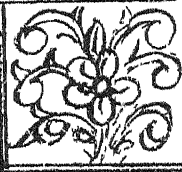
قصائد در مدح حضرت ظل سبحانی خلیفۂ رحمانی خادم حضرت ختمی پناہی حاجی حرمین شریفین مشیر قیصر ہند جناب عالی رکاب نواب کلب علیخان بہادر فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ رئیس دلاور اعظم طبقۂ اعلائی ستارۂ ہند دام ملکہم و اقبالہم

کہاں وہ عقدۂ لاحل کہاں وہ سخت دشوارے
ہوئی پابند آزادی سے اب میری گرفتاری

ترقی پر مرا طالع بلندی پر مرا اختر
ہوئی معدوم میری نکبت و آزردگی گوناگون

تلافی ہو گئی عسرت کی عشرت سے ہی قسمت
مبدل ہو گئی آسانیوں سے میری دشواری

نہ آشفتہ دماغی ہے نہ وہ برہم مزاجی ہے
گئی میری پریشانی مٹی آشفتگی ساری

نہ وہ سر میں مرے سودا نہ وہ دلمیں ہی وحشت
نہ وہ ٹکڑے سی کاہش جی کی نہ وہ مژگان کی خونباری

شگفتہ دل مرا اوتنا کہ جتنا تنگدل غنچہ
مجھے وہ خواب راحت جسقدر نرگس کو بیداری

طبیعت میں مری ایسی نزاکت ہی لطافت ہے
کہ سمجھوں میان یار ہی زنجیر ہی بھاری

زبانی لی یکایک چھوڑ دی سب ظلم کی عادت
فلک نے یک قلم موقوف کی طرز ستمگاری

تہی دست ستم ہو کر فلک کا حال ایسا ہی
کہ جیسی خسرو محتاج کو ہو سخت ناچاری

ہنرمندوں کو ہی اپنی ہنر سی بہرہ وافی
طبیعت اہل ہمت کی کسی فن میں نہیں عاری

سیہ کاروں کا دل بھی ہی مثال مہر نورانی
کہ داغ تیرگی دھوتا ہی آب رحمت باری

تری الطاف کی پایان نہین مشغول ہین میری
نہین ہوتا ادا مجھسی ترا حق ثنا خوانی

اگر بیان مرتبا ہی پہ گذر جائی گذر جائی
ترا شیوہ کرم کرنا مری خصلت خطا داری

سراپا وصف ہی تو وصف تیرا واشگاف کیا ہو
دعا پہ ختم کرتا ہی قصیدہ میں کو بنا چاہی

زمین جبتک اٹھی مہر و ماہ و کوکب اختر
رہی جبتک الٰہی آسمان پہ چرخ زنگاری

سیہ رتبہ خواہونکو تو ہمیشہ جاودانی ہو
تری بدخواہ کو حاصل ہمیشہ ذلت و خواری

بہی تلوار تیری ہرگہی خون ال اعدا
ترا خنجر کری دایم تری دشمن کی خونخواری

دعا آٹھوں پہر ہی ہفت اقلیمی قیصتی سانی
تری قلعی کی ٹہری ربع مسکون چار دیواری

الضاً

ہی دو جشن کیون نکری روزگار عیش
ایک ایک غم کی بدلی ہین سو سو ہزار عیش

رنگین نشاط سی ہی سپید و سیاہ دہر
ہی ابلق زمانہ پہ گویا سوار عیش

اس غمکدی کو چرخ نی عشرتکدہ کیا
اب دیکھیی دکہائیگا کیا کیا بہار عیش

ساری اسیر درد و الم غمسی چھٹ گئی
طوق گلو کی بدلی گلی کا ہی ہار عیش

اہل زمین کو زیر فلک جوشش نشاط
آسودگان خاک کو زیر مزار عیش

اللہ ری اکگی گرمی ہنگامہ سرور
کیا کیا نکالتا ہی دلونکا بخار عیش

رحمت سی حق کی دوزخ میں جنتی کیطرح
گر آج دوزخی کو ملین بیشمار عیش

بلبل کسینی پھول کی گر کوئی حرف غم
نکلا زبان خامہ سی بی اختیار عیش

لانے لگا نہال محبت گل مراد
بنتا ہی نخل غم کی لیی برگ و بار عیش

ہر ہر قدم دل کی واسطی آب حیات ہی
دہوتا ہی دل سی تیرہ دلونکی غبار عیش

دام خوشی مین سبکو گرفتار کرلیا
کرتا ہی غمزدونکی دلونکا شکار عیش

جوش نشاط و فرط خوشی سے عجب نہیں
دیکھا جو میں نے حال زمانے کا اسطرح
حیران ہوا کہ یار خدا ماجرا ہے کیا
مجھسے کہا یہ دل نے کہ حیران ہے کسلیے
یہ بھی کوئی گھڑی تھی خوشی کی کہ آگئی
تو غمزدہ ہے ایسی نادان کس لیے
گذری جو دم خوشی سے تو غافل گذار دے
گر عیش ہو نصیب تو بندہ ہو عیش کا
گر بس چلے تو ہاتھ سے مینا نہ رکھہ
ٹھہرے جو کوئی دم تو غنیمت اسے سمجھ
ڈر انقلاب دہر سے کر غم سے اجتناب
یہ دوستی اگر ہے تو اسکی ہے دوستی
لیکن بشر کو چاہیے انجام کا خیال
غم بھی خوشی کی ساتھ ہی ہے انسان کے واسطے
معشوق و بادہ و سیر چمن بزم دوستان
تکیہ نکر تو اسپہ کہ دائم رہونگا شاد
تدبیر کوئی چاہیے عیش دوام کی
کر مدح اوس رئیس قوی الاقتدار کی
جمشید عصر کلب علیخان فلک جناب

آخر کو غم ہو جنکی دلونپر ہو بار عیش
یعنے کہ اک تو ہار ہو اسکا ہوا کہ وبار عیش
دیتا ہے کسکو چرخ فلک کینہ کار عیش
دنیا میں ہیں ہزار طرحکی ہزار عیش
غم اوڑ گیا جہان سے ہوا غمگسار عیش
کر تو بھی خوب عیش کہ ہو سازگار عیش
ہوتا ہے اسکی واسطے یہان بار بار عیش
خصلت تری نشاط ہو تیرا شعار عیش
جی بھر کے خوب لے کہ جو ہو خوشگوار عیش
عاشق کی دل کی طرح سے ہے بیقرار عیش
غم دل سے دور ہی ہے کہ ہے استوار عیش
گر دوستدار ہے تو ترا دوستدار عیش
اسپر رہے نظر کہ ہے ناپائدار عیش
اسپر نہ بھول تو کہ ہوا خوب یار عیش
دنیا میں چار دنکی لیے ہیں یہ چار عیش
یہ عیش چار دنکا ہے بے اعتبار عیش
تقدیر سے نصیب ہوں تجکو ہزار عیش
جسکی ثنا سے ہو تجھے اسباب کار عیش
ہوتا ہے جسکی ذات سے حسب وفا عیش

جمشید کی ہمین یہ خطا ہو کہ شتاب سا — یان قصر خوش نگار کا نقش و نگار عیش

تو تلخ بھی سنا ہی تو یون جسکو لطف آئے — جیسے شراب تلخ سے ہو خوشگوار عیش

کیا تیرے بزم عیش کی کیفیتین لکہون — جس جا ہو جب حساب خوشی بیشمار عیش

کرتی ہی خوشی رفیق تو ہمدم ترا نشاط — گر دوست خضر سی ہی تو یارونکا یار عیش

دن عیش رات عیش سحر عیش شام عیش — گر دوستدار عیش کی ہی غمگسار عیش

ہی لاکہہ لاکہہ جان سے صدقے تری خوشی — ہی لاکہہ لاکہہ جان سے تجہپر نثار عیش

آرام کیون رہی نہ رعیت کو بیشمار — سرکار مین حضور کی ہی اہلکار عیش

کرتا ہون اب تمام قصیدہ کو ختم مین — شاید کہ اس دعا سے ہو میری بہی یار عیش

پہولین پہلین نہ عیش مین ہی تیرے بد سگال — ہو تیرے دشمنونکی کلیجی مین خار عیش

جلتے ہین تیرے عیش سے ازبس حسود — بنتا ہی اونکی جان کو برق و شرار عیش

پہٹکے نہ پاس جیسی ترے دوستونکے رنج — یون تیرے دشمنونسی کرے رہے کنار عیش

جبتک رہی جہان مین اسباب خوشی کی دہوم — جبتک خوشی کی ساتہہ رہی نامدار عیش

جبتک رہی زمانہ الٰہی پئے نشاط — جبتک ہو روزگار رہی روزگار عیش

جبتک ہو آسمان کی لیی گردش سعید — جبتک اس آسمان سی کہ ہین بختیار عیش

جبتک رہی یہ باغ جہان اک بہار پر — جبتک کری ہزار چمن مین ہزار عیش

یارب رہی ہمیشہ ہم آغوش عیش سے — تو ہمکنار عیش ترا ہمکنار عیش

یہ داغ مدح خوان ہی نمکخوار و جان نثار — ہون اسکو اک نگاہ سے تیری ہزار عیش

قطعہ تاریخ تشریف آوری جناب سلطان نواب محمد یوسف علی خان

بہادر فردوس مکان تا پشراہ از کلکتہ

کیا وامیہد اور نواب یہ آسے آج — برج ہمہ حشمت کی وہ کوکب یہ آئی
دوسہیحا آئی جہ دہ دحب — خاطر طالب کی وہ مطلب یہ آئی
دو قمرا کب بار آئے ہین نظر — تہا زبانون پرہی جس شب یہ آئی
مژدہ اس آمد کا ہی سامان زیست — جان مین جان آئی گویا جب یہ آئی
بہر استقبال مین پونہچا مگر — کون جلنے کون آئی کب یہ آئی
گوش بر آواز و لب پر یہ دعا — مجکو سنوادی کہین یارب یہ آئی
دیکہکر گرد سواری یک بیک — منتظر یون بول اوٹھی سب یہ آئی
ایک کی تہی ایک سے تکرار یہ — میرا جذب شوق لایا جب یہ آئی
داغ نی بہی پیشیاس تاریخ کی — شان و شوکت جاہ و اقبال اب آئی

۱۲۸۲

تعریف جشن بیاجاہ دام ملکہ

۱۲ھ

تہنیت جشن نایاب

۱۲۸۲ھ

بہر کر شراب کساف پلا آج جام مین — ساقی ہی انجمن کے زبان پر ترانہ آج
۱۲۸۲
رنگین بدل زمانہ تعجب نہین گر اب — شادی کا زہرہ رنگ ہی دی شادیانہ آج
۱۲۸۲ — ۱۲۸۲
پریونکا جمگہٹ اور حسینونکا جاہے — کیا ایک رنگ پر ہی یہ جشن شہانہ آج
۱۲۸۲ — ۱۲۸۲
فانوس جہاڑ آئینی تصویر لیمپ ہی — چمکا ہی بزم جشن سی دیوان خانہ آج
۱۲۸۲ — ۱۲۸۲
سارا ہی جلوہ کا سب علیجان کیدم سی آج — عہد سرور آج ہی جشن شہیانہ آج
۱۲۸۲ — ۱۲۸۲
آفاق کیا سخاو کرم سی کیا بحال — حاتم کا کیا مٹا یا جہان سی فسانہ آج
۱۲۸۲ — ۱۲۸۲

یہ سروری کہ داد و دہش اسقدر کہ بس	کیا کیا دیا ہی دولت و مال و خزانہ آج ۱۲۸۲
پیدا کہاں ہی لعل خوش آب آج کوہ مین ۱۲۸۲	یکتا رہا صدف ہین نہ گوہر کا دانہ آج ۱۲۸۲
پیہم جی سجدہ زیر نہان فرق فرقدان ۱۲۸۲	کیا کیا ہوا بلند ترا آستانہ آج ۱۲۸۲
کچہ ستم کی نہیب سی تہرا اشکل بید ۱۲۸۲	لچکی جو مدعی پہ ترا تازیانہ آج ۱۲۸۲
موج عطا سے پاس ہوا خواہ شادمان ۱۲۸۲	حاسد کا دم ہی تن سی ہو بیگانہ آج ۱۲۸۲

تہنیت — داغ مدح سنج مداح نواب — باہجت

از نتائج افکار دربار جناب نواب ضیاء الدین احمد خان صاحب بہادر متخلص بہ نیر رخشان دہلوی

نازم آن نخلبند معنی را
در خوشبوی عطر نیر دماغ
معنی لعنز از دلش ریزان
صفحہ خاطرش خستن راغ
ہر کہ از طبع تازہ اش دل خواہ
زد بدلہا حدیثہ کہ داغ

کہ بہار است از سخن صد باغ
اوج نازک خیالی او را
چون ہما باز کنار ایاغ
جمع کردہ کلام روشن خویش
للہ الحمد دست داد فراغ
ساختہ این قطعہ نیر از دلی

گل نگین باغ دل افروز
بایدا آنسوی عرش جستن راغ
کردہ تسکین غزال مضمون صید
کہ شبستان فکر راست چراغ
سال ختمش بخوان کہ آئین ولون ا
نزد نواب میرزا ابلاغ

تقریظ ریختہ کلک گوہر سلک معنی نگار سید نور الحسن خان بہادر متخلص بہ کلیم خلف الصدق نواب امیر الملک والاجاہ مولوی سید محمد صدیق حسن خان بہادر فرمانروای ریاست بہوپال

ذوقیست ہمدمی بفغان مگذرم ز شکر	خاریست بپای عزیزان خلیدہ باد

جنابه ایندا این گرامی نامه که پاک نظران را تذکره و کم نگاهان را تبصره و قسمت جلوه فرما شد
آمد بیک شه هم از اندیشه بیش آمیخته نقش یادگار شگرف است و هر یک تصویر از خیالش در کنار
واماندگی خلوت نشینان تن شناسد و بیداری کار آگاهان بکار داده و از کجا تا کجا کشیده فرق ریخته
ازگاه اسم رتبه بالاتر مرتبت رسیده است و از دانش الاکبر است زبان ریلوی در بدهش
بی تبش است و در راه ادا سوت تن تخت ادا لباس پارسی جلوه دادن اگر اعجاز نیست
کم از سحر نخواهد بود معنی رسا نکته نغز سنجان با انصاف هم آغوشی است و هنرشناسی
شان بقدردانی همدوش همه نظر سخن آگاهند و همه در کشور کمال خداوند دستگاه
اگر در مدح این شاهد دلپسند زبان سخن سرا را با حرف مبالغه آشنا نکنند و غلو و اغراق را
کار نفرمایند و حرف راستی ببیان آرند و بر زبان آرند کم از این نخواهند گفت که سحر
سحر نظام و سخن همپایه الهام است پایه اردو در چه پستی بود داغ سخن سنج بکجا رسانید
و پیش از این این زبان چه بود مصنف سخن آفرین چه گردانید با این لطف سخن علو مضامین
و بلندی چه قدر عالی پایه است و با این بلندی پایه گنجینه قدرت چه قدر پرسرمایه است
هرگاه جوهر سخن پر جوش و نهر معنی پرخروش می گردد و حسرت انصاف دل می شکند
و تمنای قدردانی ناخن بدل می زند درین زمانه که نوای بلبل از صدای زاغ ندانند
و نقش مال نقد رواز خط پای کلاغ نشناسند بر نغمه طرازی نوحه می زیبد و بر سخن پردازی
افسوس می رسد یاران ای کلیم بیهوده درای ازین درازنفسی بلیساهی تا هماهی باستانیان
نیز ازین شکوه ها لبریز و دلهای پیشینیان هم از ناقدردانیها شکایت خیز می بینیم یارب
این باده هنرمندی را درخشان ایاغ یعنی دیوان داغ بعد از آنکه بکالبد طبع ریخته آید
با سخن میر و میرزا هم آواره و با دیوان او استاد ذوق هم شیرازه باد فقط

تقریظ دلپذیر از فکر عالی افتخار الشعرا حافظ خان محمد خان صاحب متخلص بہ شہیر سلمہ اللہ القدیر ملازم سرکار دار الاقبال بھوپال

دل شہیر منت کش غم داغ آمد || خوشم بعشق اگر در رفت و داغ آمد

امروز فکر مایہ فروشی از افراط و تفریطہای آسایدو اندیشہ مبالغہ پسند و منح راستی میسر شد رعنا خرامان حسین مطلب گل دستار آگہی باد کہ در زبان باستان حال زبان ہندوستان بآن طعام نو ترکیب مانا بود کہ ناواقفانی چند از اشیای مختلفہ بہم رسانند چون از مقدار اشیا خبر ندارند و از کیفیت اختلاف اجزا آگاہ نباشند ہر آئینہ آن طعام بمزہ و مذاق ناآشنا خواہد بود چون آن ترکیب بارہا اتفاق افتد و در ہر بار کمی و بیشی اجزا بعمل آید قوت ممیزہ از طعم سابق و مزہ حال آن نتیجہ معتدل حاصل نماید کہ بہتر ازان متصور نباشد ہمچنان این زبان اردو روز بروز تصرفہای مطبوع گرفتہ و در ہر زمانہ این شاہد والفریبا از زیور تازہ آرایش یافت کلام سابقین پیش نظر باید داشت و بچشم انصاف باید دید کہ در سابق و لاحق چہ قدر تفاوت جلوہ گر ست حسن این بیان در زمانہ ولی کہ از کہنہ نوایان ست چہ بود و در عہد سودا و میر چہ شد با این ہمہ ادراک کافی و تمیز وافی بران تقطیع ہم قناعت ناید و در فکر دیگر افتاد آری ہمت بہیچ مرتبہ راضی نشود چون فصاحت را نیز با زبان خویش در ہر زمانہ اعتبار دیگر باشد بسا الفاظ ست کہ زبان زد خواص گذشتگان و پسندیدہ بالغ خردان باستان بود و گروہ پر شکوہ متاخرین ازانکہ نامانوس ارباب این زمانست یا ازانکہ باعتبار واقع گرانست بعضی ازان الفاظ را ترک فرمودہ و در بعضی ازان الفاظ متصرف شد طنطنۂ کوس فصاحت بگوش ملائک سید و غلغلۂ ہنگام بلاغت بر فلک بلند شد

شگفته از جامی باید غیر از کیسه داغ سیر بضاعت نتوان برد اگر فصاحت کلام اینست
که برالفاظی که از ان تلفظ گرانی بهم رسد مشتمل نباید و بکلماتیکه از ان فهم معنی دشوار گردد
مرکب نباشد خاص این دیوانست اگر فصاحت متکلم همین ست که هر جا استاده سخن
و دست تناج باشد و بر بیان مقصود خویش با الفاظ فصیحه قدرت بهم رساند از ان این جا و
بیان تعقید لفظی که از تقدیم الفاظ یا تاخیر الفاظ یا حذف الفاظ فهم معنی مراد را دشوار سازد
در کلامش نبینی و تعقید معنوی که بعد لوازم و خفای قرائن ذهن را بسوی مقصود منتقل نماید
در دیوانش نیابی تازگیهای نخل فصاحت که دست نشان این باغبان گلزار هنر باشد تحیر را
نشاید و سیرابیهای چمن بلاغت که پرورده چنین نخلبند گلشن کمال آید شگفت ندارد حبابا
در وصف این زبان ان اوراق سیاه کردند و در مدح این دیوان فرهی گرد آوردند کسی راه
اطراد نرفت و کسی دامان اغراق گرفت سهم که در راه راستی تا ختم خبر بعرض حقایق و بیان واقع
ببرد اختم المختصر این دیوان نگاریست و این داغ دلنشین یارب این داغ به اوستادی
ترانه و دیوانش به پذیرائی افسانه باد

سودای خیال را اساس است — صهبای کمال را ایاغ است
چون باده آمد از خم طبع — آهنگ رسیدن دماغ است
دیوان فصیح میرزا داغ — در انجمن سخن چراغ است
هر نغمه عندلیب شیراز — گروه تر از صدای زاغ است
بلبل ز نشان این چمن زار — دلها ز نوید باغ باغ است
تاریخ گر از شهیر خواهی — یکدل بجای هزار داغ است
۱۲۹۶

تقریظ نتیجه فکر آسمان پیوند لطائف مضامین رافع سروش منشی
گنج منوهر لال صاحب نوشتگی خاص نواب مستطاب جناب
جهان بیگم صاحبه ولیعهد ریاست بهوپال تلمیذ افتخار الشعرا
حافظ لقمان محمد خان شهیر ملازم ریاست بهوپال

زان حسن گلوسوز که بی ساخته دارم	زان شعله قامت که برافراخته دارم

زهی داغ که از خون گرمی عشق چندان داغها بر دل سوخته که خود داغ گردیده چنانکه
کباب شعله حسن نمکین آمده از آنچه جگر سوختگی به مبلغ رسیده خورشید که گرمی تابش او خود
در سر بگداز آرد چیست عکسی از آئینه داغ او پروانه که خود را بر شمع زند چه لاله تفسیده جگر از
باغ او اگر دلش آتشخانه سوز محبت نیست این همه شعله تراشی نفس گرم او از چیست و اگر سینه
افسرده اش خسته بر نوک نشتری این پایه خونچکانی آه سرد از کیست ــه داغ اندر رخسار تو
ای رشک چمنها + چون لاله شهیدان بسمن ز الفنها + خون در جگر نافه دل چون آتش خود
خشک + در هر شکن زلف تو افتاده ختنها + ای آنکه تخم یاد پنداری آذرکده سوز و گداز
دریاب خود دریابی که چه شرر باری سوز درونست و تو که تخم شیم باور نداری سوی
شقایقستان داغ و درد شو بشتاب تا پنداری که ناسور جگر را چه جوشا جوش خون است
الله الله چه آتشکده ها در سر گداز داده باشد تا این زبانه های جگرتاب از سر بیرون نهاده
باشد از اینجاست که هر نکته اش شعله پوش است و هر حرفش اخگر فروش اگر از داغ الماس تراش
عشق کسی خراشیده زود دریابی که هر لفظش از خراش دل نشانی است و اگر جگرت در آتشدان
صحبت شعله روئی گداخته زود بشناسی که معنیش گداز جگر را ترجمانی ــه گلشن غنچه
یاد از نوشخندان میدهد ما را + نشانی سرو از بالابلندان میدهد ما را + نگردان غنچه بر لب
در تبسم هر چند کوتاهی + خراب نرگسش پیمانه و چندان میدهد ما را + اسیر پیچ و تاب
موج اشک آلوده مژگانم + فریب سنبل گیسو کمندان میدهد ما را + بهشت از جلوه های
لاله داغم تازه میگردد + که یاد از سینه های دردمندان میدهد ما را + آری چه عاقلیست
از سحاب عشق بهر خرمن دل کرد ریخته پاک سوخته و شعشعی ست که از شهیدشان محبت

در سپهر تاریکدهٔ درون کتاب نکیسش افروخته از خون نابه ریزی زخم دل صد چاک شگفته گل لاله زاری آورده اند خداراگهی بهارنگینیش رباب ازیر تو انگنی داغهای سینه سوز طرفه چراغانی کرده اند همی بنجا طراسن کیفیت آب و تاب اندازه تکایش نگر به چراغان کرده ام از داغ دل پیمانه خود را به که چون پروانه در رقص آورم دیوانه خود را به فروغ شمع سخن خانه بال هما دارد به مرصع پوش در محفل کند پروانه خود را به ناها کرد دل را پایه از درد فراز نهاده اند و آتش او دواپیماری نداده چه درد دانه داغ خیزد نه داغ از درد و درد لازم داغ ست نه دل لازم درد شادم از دردمندی که با داغ پیوند دکه درد دل انگیزد و داغم از کسی که یاد دگر آید که کاری از و بر نخیزد بیان درد چه درد میدرد داند سخن سنج بیست باستانی از آوندگی کلامش از پایه پسندیدگی افتاده و داغ پیداغ همین داغ ست که تازه ترانه دلکشش لبِ فربان کل جدید لذیذ مذاق اهل درد را از چاشنی لذت دردمندی آگهی داده آب حیات در رقم مشک فام اوست

از خصر خانه شد دو جاوید نام اوست	با لذتست کام جگرهای سوخته	از شور عشق بانمکی در کلام اوست
هر نقطه چو خال لب یار مشکبوست	این نافه زا سو قلم خوش خرام اوست	از باده کهن سخن تازه خوشتر است
پیمانه لفظ و معنی رنگین مدام اوست		

[فضا] چه ذوق آموز نگار داغ ست بلی آموز نگارش از شکرستان اوست مصر مصر شکر دریا رفش از بن ست که نوائش هم نوای ذوق ست و ولوله افزای ارباب شوق هر دو کاوش کی کشور نازک خیالی دخوش ادائی اند و دارا و سکندر قلمرو ادا بندی و سخن سرائی چون ست که ذوق را خاقانی هند گفتند و از چیست که داغ را قاآنی نخوانند آگهی پایه نشناسان تا امروز خطای رفت زین سپس نهار باین مهر خوانش میتوان خواند و نام نامیش با وصبه زبان رانند اینکه سرو ریا جاه فرنوا شمس الدین احمد خان
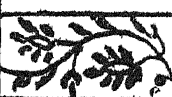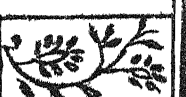
مینو نشیمن والی فیروزپور را بوسیت روشن گهر والاشان واز بینکه میرزاده آمده روشناس جهانست به نواب میرزا خان اگر بدر سپهر سروری را مهر نیمروز بود بسر اوج مهی را ماه نیم ماه ست و اگر شمس را از فلک جواهر نگار مرصع اورنگ بود میرزا از مهر درخشان زیب کلاه ای نوش منکر از درازی سخن نیندیشیده سرود خوانم ازین ست که گلبن مهرش را غائبانه بلبل خوش الحانم آری داغ در عشق گلرخان وداغها بر دل به دو رشته در من سودا او داد دلداده ناز و انداز دلبران آمده و من کشته کرشمه دادست روان افزای او

زبس داغ تو در هم چیده ام در سینه سوزان | چراغ اهل دل روشن شد از کاشانه ام امشب

او داغهای پنهانی خود را اگر بدیوان داغ نام بر آورد در پیکر حرف ولفظ جلوه داد تا در یابند که رشته جگر آتش عشق کسی ست و من گلهای داغ خود را که غائبانه در محبت او بر دستار دل ساز ده ام در نورد این ژولیده رقم فرو پیچیدم تا شناسند که شمیم گلکده تا نیل او در دام

بسی ست پای بوسی نازم رو بر خاک رهی ام | لب خشکی پی دریوزه چشم تری دارم
سزد در مجلس تفسیده جانان گر شوم حاضر | بمهر داغ او در گرمخونی محضری دارم

یارب چنانکه جوشش خون مایه الفت در باغ است این نگاشته که مجنون دل نگار بسته آمد میان نوش در دساز و داغ دلنواز واسطه افزونی سواد مهر و محبت شود و نام انسان گنج نیاز بلبل مقبول بارگاه تازه گل آمده نیاز این گدای در محبت پذیرائی ناز التفات

آن شاه سریر لطف و عنایت باد

تقریظ از نتائج طبع مضمون خیز مولوی محمد عبد الله صاحب جالیسری

متخلص به راسخ

نہ بیت از انبار بلاغت چکیدهٔ نامهٔ اش گوہر بیت یکتا و سنجیدهٔ نامهٔ اش گنجینهٔ بیت
گران بہا احیاناً اگر خیالی از و گریختہ در دماغی سنجیدہ فوراً شحنہ فکرش باو آمیختہ
در سلسلهٔ حروف آویختہ تا گاہ اگر سهواً حرفی جستہ در خاطری پیوستہ قدم شناس لغزش
دریافتہ در رشتهٔ تقریر بستہ نکتہ کہ و مشق بست نگشادہ الا از دہان محبوبان و حرفیکہ
در شعرش نشستہ تنہا است مگر از زبان بدگویان تا بر گفتهٔ راسخ کہ راسخ ست آگہی یابد و گوید
کہ قطرہ از دریای بی پایان در دہان ریختہ و ذرہ را آفتاب درخشان بخاک آمیختہ
با قرار جادهٔ بیانیہا در زبانہا حرفی نگذاشتہ و باظہار سحر زبانی ہا سخنی در بیان نماند

ہر بیت چو زلف یار دلبند	مضمون نسب و خیال پیوند	از شعر بلند چرخ اوسنے
یک نکتهٔ و صد ہزار معنی	بیتاب اگر ز خامہ ریزد	از جوش طپش ز نامہ خیزد
چون وی نگو حروف مکتوب	ہر نقطہ درو چو خال محبوب	از زلف صنم کند چو آغاز
ہر سطر شود سر رشتهٔ راز	از خال رخی چو راز گوید	فی گفت کسی نہ باز گوید
در معنی بیت ابروی گفت	در ہر بن موی او دری سفت	از عشق چو کرد نکتهٔ سر
بیتابی دل نہاد در بر	از چشم اگر کند اشارت	صد ہوش ز سر رود بغارت
آن سر نہان اگر عیان کرد	راز دل عاشقان بیان کرد	

تقریظ از نتائج طبع

بعدیل منشی محمد اجمل صاحب متخلص بہ جمیل تلمیذ جناب منشی مظفر علی صاحب اسیر نور اللہ مرقدہ

مشاطہ را بگو کہ بر اسباب حسن یار	چیزی فزون کند کہ تماشا بما رسید

چشم تماشا کشادہ و ساز امتیاز آمادہ باد کہ روز مقابل شب آمدہ و مہر در رو بدر رسیدہ خورشید
مشعل در جنب چراغ افروختہ ماہ در شبہا تابید یعنی اہل طلب را سرمایهٔ فراغ

دیوان داغ بقالب طبع در آمد و از دیوانهای دیگران لطف انگیزتر جان افشد و کلام
موزونش مدارج کثیره نماست و در سخن با نغزش مراتب بسیار چهره کشا طلبگاران را
نوید کها از ترکیب الفاظ و طریق تشبیه و وضع استعاره و اسلوب کنایه و رمز خطاب
و لطف جواب طرفه معجونی مرکب شد و فرح عجیب بدست آمد استعداد خدا داد این
ادا بند جمله اسباب کلام را بر جای خویش نهاد و تمیز مادر زاد این نازک خیال را
پیرایه سخن را بمقام مناسب صرف کرد قدرت را قدرت دیگر با او همگر آمد و طاقت را
طاقت دیگر همسر شد فارسی که سرمایه کان دیگران باشد در پیش همین آزرده مغز و تنگ سست
و دری که متاع تجارت بیگانگان است در ردی همین ریخته پر داغ اگر بر صفای
الفاظ معرف آید لوح نفس را با دم صبح همسر بیند و اگر معنی رنگین مذکور شد هوای
کلام را با شفق برابری زکوة ربایان گنجینه کلامش اگر صاحب نصاب داشته
می شود فضلا باغ طبعش را اگر ثمرة الفواد تخیل استعداد انگارند میرسد از هجوم
قافله معانی در هر بیت معانی کثیره منزل گزین است و از کثرت ورود مضامین
در هر مصرعه مضامین بسیار گوشه نشین از زین غیرت از رنگ گاه مشتاقان فهم را انگار خانه
چین در نظر است گاه نیرنگ طلسم بهار در نگاه هنوز این نیرنگی مشعبد گاه از جهانهای
دلکش گاه از سوانح جانگسل آگاه از شعبدهای عالم غریب و گاه از سوانح هوشربای این
سخن سنج بیعدیل را مبران بنیاد رود که ماندگی مجال طالبان کمال پرداز دو این نواب
نیره سخن را که چون بنات النعش پریشان بود ثریا وار در سلک انتظام طبع نظم ساز ند
الحمدلله که عوائق بر خاست موانع بر طرف شد دست طلب بدامن آرزو رسید یعنی این زنان
فصاحت در مطبع تاج المطابع طبع گردیده و بنده مبتذل محمد اجمل متخلص بجمیل

تلمیذ حقیر حضرت تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی مظفر علیخان صاحب بہادر اسیر دام ظلہ
وضیفہ ایک اسکندر عالم سخنوری و خسرو اقلیم معنی پرورست چون ہمیشہ منظر چہرہ
کشایان ناز و غرور مے چشم براہ شاہدان تازہ ظہور ہرگاہ ازین نوید جان بخش
شنیدم دلم بمسرت در کنار کشیدم آری سخن رنگینش اگر از نازکیہا گلزار بود اکنون
بروضۂ خلد برابر گشت و کلام بلندش اگر از نہایت رفعت بر آسمان بود اکنون از
عرش برین بگذشت یارب این ہمایون نامۂ شوق سرشتان معنی شناس را سیرگاہ
عجیب و ہنر پیشگان ارباب ذوق را نزہتگاہ غریب باد بالنبی وآلہ الامجاد

قطعہ تاریخ چکیدہ کلک گہرسلک تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی مظفر علیخان بہادر بہادر جنگ متخلص بہ اسیر لکھنوی

باغ ابراہیم ہی دیوان داغ ۔۔۔ خار اعدا کو دیا اس باغ نے

مصرعۂ تاریخ یہ لکھا اسیر ۔۔۔ کیا جلایا حاسدونکو داغ نے
۱۲۹۹ھ

قطعہ تاریخ ریختۂ فکر آسمان پیمای نظیری نظیر منشی سید اسمعیل حسین صاحب متخلص بہ منیر سلمہ اللہ القدیر

تا مانند قمر نور فشان این دیوان ۔۔۔ کہ ندیدست نظیرش بجہان چشم نجوم

جلوہ گر گشت چو این شمع شبستان کمال ۔۔۔ کرد نظارہ چو پروانہ زہمت ہجوم

وصف دیوان و تاریخ رقم کرد منیر ۔۔۔ اوج عرش سخن و گوہر پاک منظوم
۱۲۹۹

ایضاً

ہی یہ دیوان کہ گلدستۂ الہام منیر ۔۔۔ باغ فردوس بھی ہمرنگ ہی سراپا

گلفشان ہو گئی یون علیسوی ہجری سال ۔۔۔ خلد بر روح افزا مضمون و چمن پیرا النظم
۱۲۹۹ھ

ایضاً

ہوا مطبوع دیوان جناب داغ اک معجز ولکش ۔۔۔ ستارہ کیون نہ چمکی پایۂ والا ہی مطبع کا

منیر آج اسکی چھپنی کی کہی تاریخ نور افگن ۔۔۔ ید بیضا ہی یہ حاصل یہی سوا ہی مطبع کا
۱۲۹۹ھ

ایضاً

مبارک ہو اہل سخن کو عید
چھپا ہے خوش اسلوب دیوان داغ

دل و جان ہے ارباب انصاف کو
زیادہ ہے محبوب دیوان داغ

یہی ہے منیر اسکی تاریخ طبع
کہ مطبوع و مطلوب دیوان داغ

قطعہ تاریخ رنجیتہ طبع شاعر نازک خیال سید ضامن علی صاحب جلال

باغ دیوان داغ کا پھولا
تازہ مژدہ صبا یہ لائی آج

طبع کے سن جلال نے لکھی
بوی گلزار داغ آئی آج

قطعہ تاریخ از سخنور سراپا کمال سید کاظم علی صاحب مثال

دیوان کو کر چکی تھی جب حضرت داغ عالم افروز
کیا خوب لکھی مثال تاریخ ہے جملہ کلام داغ دلسوز

قطعہ تاریخ نتیجہ طبع سراپا لطافت محمد عظمت علیخان صاحب متخلص بہ عظمت

دیوان ہے یا ہے نسخہ اعجاز عیسوی
معنی ہیں تازہ تازہ مضامین عجیب

عظمت جو یہ کلام ہوا زیب گوش خلق
تاریخ اسکی سینے کہی منتخب ۱۲۹۲ھ

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر سلیم منشی شیخ امیر اللہ صاحب تسلیم دام فیضہ

حضرت داغ کا چھپا دیوان
سو تکلف کا ہے بیان سلیس

فکر تاریخ ہے تو اے تسلیم
جلد کہدی کلام داغ نفیس

قطعہ تاریخ نتیجہ طبع رسای سخنور یکتا منشی صابر حسین صاحب صبا

خوشا نظم داغ سخن سنج یکتا
کہ فردست در عالم بے مثالے

بتاریخ طبعش صبا خوش رقم زد
کہ گنج معانی مضامین عالے

شد از جلوہ طبع مطبوع عالم
کلام دل افروز داغ سخنگو

صبا گفت تاریخ و رسال طبعش
کہ گنج معانی مضامین نیکو ۱۲۹۶ھ